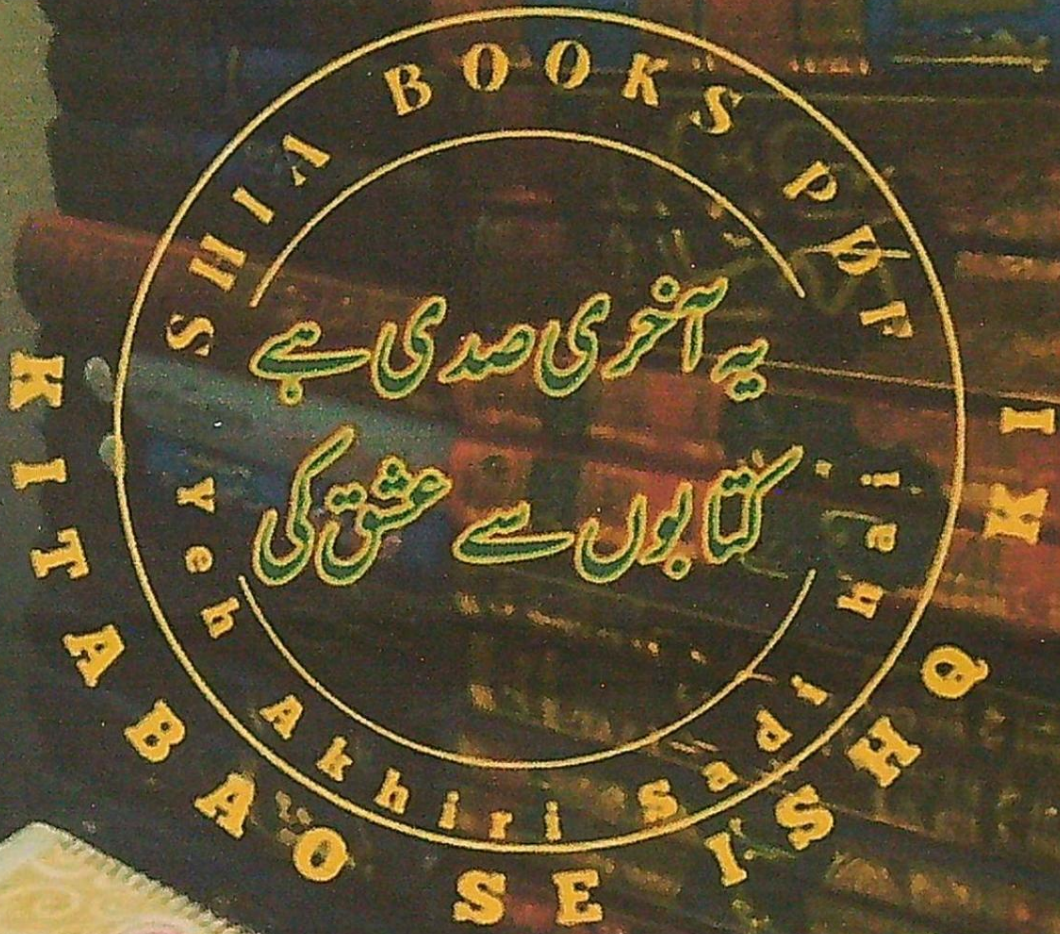


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Shia Books PDF منظر ایللیا



MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَضَىٰ
نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (احزاب ۲۳)

رجال ابو عمرو کشتی

راویوں کے متعلق معصومین کے فرامین کا مجموعہ

تالیف: شیخ ابو عمرو کشتی معاصر کلینی م ۳۲۹ق

جلد اول

مرکز نشر میراث علمی مکتب اہل بیت

علوم قرآن

علوم حدیث

علوم فقہ

علم عقائد

علم رجال*

علم تاریخ

علم ادب

علم سیرت

علم اصول

علم اخلاق

رجال ابو عمرو کشتی

تالیف: شیخ ابو عمرو کشتی معاصر کلینی م ۳۲۹ق

جلد اول

مرکز نشر میراث علمی مکتب اهل بیت*

قوم شیعہ کے جلیل القدر عالم (شیخ ابو جعفر طوسی) متوفی
۴۶۰ جنہوں نے (رجال ابو عمرو کثی) کی تلخیص فرمائی اور نجف اشرف
کے حوزہ کی بنیاد رکھی ائمہ معصومینؑ کی اتباع میں علم رجال کے بارے
میں فرماتے ہیں:

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومینؑ کی روایات کو نقل کرنے
والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے؛

۱۔ جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو کو ضعیف کہا

ہے۔

۲۔ اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے جو قابل
تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

عنوان..... رجال ابو عمر واکشی رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف..... شیخ ابو عمر وکشی معاصر شیخ کلینی م ۳۲۹ ہجری
ترجمہ و تحقیق..... مرکز نشر میراث علمی اہل بیت علیہم السلام
تاریخ تحقیق..... ۲۰۰۷
ہدیہ..... ۳۰۰ روپے

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

اس کتاب کی علامات
مناسب عناوین کو [] میں اضافہ کیا گیا۔
بعض اوقات [] میں آیات کے ترجمہ کی زائد مقدار کو معنی کی تکمیل کیلئے ذکر کیا گیا۔

WWW.SHIABOOKSPDF.COM



تقدیم و اہداء

یہ رجالی اور حدیثی ناچیز تحقیق امام صادق آل محمدؑ کے نام؛ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو امت اسلامی میں پیش کیا اور آپ کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت راویوں کی تحقیق اور ان کو پرکھنے کو رواج دیا اور اس طرح نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے والے راویوں کے خواب نقش بر آب ثابت ہوئے اور معصومین کی لعنت کا طوق جھوٹے راویوں کے لیے ہمیشہ ثابت ہو گیا ہے، یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے بے شمار کتابیں اس علم میں لکھیں اور اس علم کو رواج تام ملا، اس کی بحثوں میں صحیح و سقیم کا فرق ہوا، آپ کی کوششوں سے علم حدیث میں ان راویوں کو جگہ نہ مل سکی جو وثاقت کے لحاظ سے مشکوک اور غیر معتبر تھے، آج کی دنیا میں اپنے و پرانے آپ کی عظیم شخصیت اور فکر کے قائل ہیں اسی سلسلے میں سپر برین آف اسلام لکھی گئی ہے جو آپ کی زحمات کا شکرانہ ادا کیا گیا ہے، خداوند متعال آپ کے صدقے میں اس تحقیق ناچیز کو طلبہ علوم دینیہ اور مومنین کرام کے لیے برابر مفید قرار دے اور ہمارے لیے اسے ذخیرہ آخرت قرار دے۔

فہرست مطالب

| | |
|----|--|
| ۱۲ | مقدمہ تحقیق |
| ۱۷ | مولف کا تعارف |
| ۱۷ | نام و کنیت |
| ۱۷ | کش شہر کی تحقیق |
| ۲۱ | مولف کی تاریخ حیات |
| ۲۱ | مولف کی صداقت اور امانت |
| ۲۳ | تحلیل و تجزیہ |
| ۳۰ | راویوں کی عظمت و علامات کی احادیث |
| ۳۵ | شرطہ ائمہ کے متعلق احادیث |
| ۳۸ | حضرت سلمان فارسیؓ |
| ۳۸ | اصحاب کی بیعت علوی سے روگردانی |
| ۴۷ | تتمہ بحث: خاندان پیغمبرؐ سے قریش کی دشمنی کے اسباب |
| ۴۷ | ۱۔ قریش کی ریاست طلبی |
| ۵۰ | ۲۔ قبیلوں کی رقابت و حسادت |
| ۵۲ | ۳۔ حضرت علیؓ سے قریش کی دشمنی |
| ۵۴ | ۴۔ حضرت علیؓ کا سکوت اور اس کے اسباب |

| | |
|-----|---|
| # # | ô%š (7G) (Zë |
| # # | lÁ%ô , }3^*j »+•0£ |
| # & | !° ¾)¾2 K -!ê ! |
| \$! | s ç*k v S3[(u « (q s ç q 3 % (*j (~7è4Ù |
| % | 6pE% |
| &! | . % (|
| ' # | q# (|
| # | f (% |
| & | »@Ã@,ã |
| ! | # (! (° |
| ! | q± (A) |
| !" | š! (/» (ã |
| !\$ | ©JW (R |
| !% | ŧg. (pã |
| !' | q± (A (ã |
| " | q± ((½ |
| " | hR~š (1š (» (z (š (® q 3 |
| " % | U" ((s ((R ((ã |
| # % | -i (((|
| # & | h8 ((š (j ≠C) ((((|

۱۰..... رجال ابو عمرو کشی؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ

| | |
|----------|--|
| ۱۷۰..... | عمرو بن حمن |
| ۱۷۴..... | معاویہ کی حقیقت کھولنے کے لیے امام حسینؑ کا خط |
| ۱۹۱..... | خرزیمہ بن ثابت |
| ۱۹۴..... | عبداللہ بن عباس |
| ۲۱۴..... | محمد بن ابی بکر |
| ۲۱۹..... | مالک اشتر |
| ۲۲۴..... | زید بن صوحان |
| ۲۲۸..... | صعصعہ بن صوحان |
| ۲۳۱..... | جندب بن زہیر و عبداللہ بن بدیل وغیرہ |
| ۲۳۳..... | محمد بن ابی حذیفہ |
| ۲۳۸..... | قنبر |
| ۲۳۹..... | قنبر اور امام حق کی معرفت |
| ۲۴۵..... | رُشید ہجری |
| ۲۵۱..... | حبیب بن مظاہر |
| ۲۵۵..... | میشم تمار |
| ۲۷۰..... | عبداللہ بن شداد بن ہاد |
| ۲۷۲..... | حارث اعور |
| ۲۷۵..... | تمتہ بحث |
| ۲۸۰..... | کمیل اور اہل بیتؑ |
| ۲۸۰..... | امام حسنؑ و امام حسینؑ کے زمانے میں کمیل |

| | | |
|-----|-------|--|
| ۲۸۱ | | کمیال کے متعلق ماہرین رجال کا نقطہ نظر |
| ۲۸۳ | | علم و دانش کی فضیلت |
| ۲۸۵ | | حجت خدا کی ضرورت |
| ۲۸۶ | | حاجت روائی کرنے کا اثر |
| ۲۸۷ | | قبر والوں سے امام علیؑ کی گفتگو |
| ۲۸۸ | | دعائے کمیال کی تعلیم |
| ۲۹۴ | | گورنری کے زمانہ میں امام کا خط |
| ۲۹۶ | | کمیال کی شہادت |
| ۲۹۷ | | کمیال کی مزار |
| ۲۹۹ | | فہرست منابع |

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

مقدمہ تحقیق

خداوند متعال اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے: مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا، لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّا اللَّهُ كَانُ غَفُورًا رَحِيمًا^۱؛ مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ

سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا، ان میں سے بعض نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے، تاکہ اللہ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے، اللہ یقیناً بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔

مسلمانوں نے اس آیت کی روشنی میں پیامبر اکرم ﷺ اور معصومین سے روایت کرنے والے افراد کی صداقت اور سچائی کو پرکھنے والے علم کا نام، علم رجال قرار دیا اور اس علم کو فریقین نے بہت اہمیت دی لیکن فرقہ حقہ کے ماننے والوں نے اس میں قرآن و سنت کی پیروی کرتے ہوئے اس علم کے معیار کو برقرار رکھا اور اس میں بیسیوں کتابیں لکھی ہیں، حسن بن محبوب سے شیخ طوسی کے زمانے تک ۱۵۰ کتب رجالیہ تالیف ہو چکی تھیں جیسا کہ نجاشی و شیخ

۱. سورہ احزاب، آیت ۲۳، ۲۴۔

کی فہرستوں سے ظاہر ہے جن کو شیخ بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب مصنفی المقال میں جمع کیا ہے اسی لیے شیخ طوسی سے اہل حق کا امتیاز قرار دیتے ہیں: انا وجدنا الطائفة مہزت الرجال الناقلة لهذه الاخبار فوثقت الثقات منهم و ضعفت الضعفاء و فرقت بین من یعتمد علی حدیثہ و روایتہ و بین من لا یعتمد علی خبرہ مدحوا الممدوح منهم و ذموا المذموم و قالوا فلان متہم فی حدیثہ و فلان کذاب و فلان مغلط... و صنّفوا فی ذلک الکتب... ہذہ عادتہم علی قدیم و حدیث لا تنخرم۔

ہم نے قوم شیعہ کو دیکھا کہ انہوں نے معصومین کی روایات کو نقل کرنے والے راویوں میں امتیاز دے رکھا ہے جو ثقہ و صادق تھے انکی توثیق کی ہے اور جو ضعیف تھے انکو کو ضعیف کہا ہے اور جو حدیث میں معتمد ہے اس کو غیر معتمد سے جدا کیا ہے و جو قابل تعریف تھے انکی تعریف کی ہے، اور جو مذموم تھے ان کی مذمت کی ہے اور کہا ہے: فلان حدیث میں مستہم ہے اور فلاں جھوٹا ہے اور فلاں خلط کا شکار ہے... اس میں انہوں نے کتابیں لکھی ہیں، یہ ان کا قدیم اور جدید زمانے میں طریقہ ہے جو زائل ہونے والا نہیں۔

علم رجال کے ماہرین نے اس کی تعریف یہ بیان کی ہے: انہ العلم الباحث عن رواة الاخبار الواردة عن رؤساء الدین من حیث الاحوال التی لها مدخل فی الرد و القبول و تمییز ذواتہم عند الاشتباہ^۲ یعنی ایسا علم جس میں ان افراد کے بارے بحث کی جاتی ہے جو دین کے رؤساء یعنی نبی پاک اور ائمہ معصومین سے روایات کو نقل

^۲ تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۱ ص ۱۷۲ طبع حجری نجف۔

کرتے ہیں اور اس میں افراد کے وہ حالات مورد بحث ہوتے ہیں جو موثر ہیں کہ انکی روایات قبول کی جائیں یا رد کی جائیں مثلاً اگر راوی صادق اور سچا ہو تو اسکی روایت قبول ہے اور اگر کاذب ہو تو اسکی روایت رد کی جاتی ہے اور دوسرا رکن جو اس تعریف میں بیان ہوا تمیز: مشترک ہے یعنی ایسے راوی جن کے اسماء اور انکے آباء کے اسماء میں اشتراک پایا جاتا ہے ان میں فرق کرنا کہ روایت میں کونسا راوی مراد ہے مثلاً محمد بن اسماعیل امام رضا کا صحابی ثقہ ہے جبکہ اس کے علاوہ دیگر اس نام کے راویوں کی رجال کی کتابوں میں توثیق خاص ثابت نہیں

اس کی ضرورت میں کہا جاسکتا ہے کہ ادلہ اربعہ سے ثابت ہو چکا کہ گمان اور ظن پر عمل کرنا حرام ہے اور کسی حکم کی خدا کی طرف نسبت دینا صحیح نہیں ہے جب تک وہ یقینی دلیل سے ثابت نہ ہو جائے یا اس کا انتہاء کسی یقینی دلیل پر ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا تمہیں خدا نے اذن دیا ہے یا تم خدا پر جھوٹ بولتے ہو آیت دلیل ہے کہ جب تک کسی چیز میں خدا کا اذن ثابت نہ ہو جائے اس کو خدا کی طرف نسبت دینا اس پر جھوٹ و افتراء باندھنا ہے نیز یہ بھی ان دلیلوں سے ثابت ہے کہ تنہا گمان نہ واقعیت کو فعلیت دیتا ہے اور نہ انسان کے اپنے وظائف میں کوتاہی کرنے کے لیے عذر بن سکتا ہے، کیسے نہ ہو جبکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو اور فرمایا ان میں سے اکثر لوگ گمان کی پیروی کرتے ہیں، بے شک گمان حقیقت سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکتا اور بے شمار روایات میں بھی اس چیز کی پیروی سے منع کیا گیا ہے جس کا علم نہ ہو^۳.

۳- قد ثبت بالادلة الاربعة حرمة العمل بالظن، وأنه لا يجوز نسبة حكم إلى الله سبحانه ما لم يثبت ذلك بدليل قطعي، أو بما ينتهي إلى الدليل القطعي، وناهيك في ذلك قوله سبحانه: (أالله أذن لكم أم على الله تفترون). دلت الآية المباركة على أن كل ما لم يثبت فيه إذن من الله تعالى، فنسبته إليه

صحیح ابی بصیر میں ہے: قال، قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام: ترد علينا أشياء ليس نعرفها في كتاب الله ولا سنة فننظر فيها؟ فقال: لا، أما أنك إن أصبت لم تؤجر، وإن أخطأت كذبت على الله۔
میں نے امام صادق سے عرض کی ہمارے پاس ایسی چیزیں پیش کی جاتی ہیں جن کو ہم قرآن اور سنت میں نہیں پاتے تو کیا ان میں اپنی رائے دیں؟ فرمایا ہر گز نہیں، اگر تو نے ایسا کیا اور تیری رائے واقع کے مطابق ہوئی تو تجھے ثواب نہیں دیا جائے گا اور اگر تو نے غلطی کی تو تو نے خدا پر جھوٹ بولا۔^۴

حسنہ ہشام میں ہے: قلت لابی عبد اللہ، ما حق الله على خلقه؟ فقال ان يقولوا

ما يعلمون و يكفوا عما لا يعلمون فاذا فعلوا ذلك فقد ادوا الى الله حقه.^۵

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ اللہ کا حق اپنی مخلوق پر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ وہ بات کریں جس کا انہیں علم ہو اور ہر وہ بات کہنے سے پرہیز کریں کہ جس کا علم ان کے پاس نہ ہو، جب وہ ایسا کریں گے تو انہوں نے اللہ کا حق ادا کر دیا۔

MANZAR AELIYA

افتراء عليه سبحانه، كما ثبت بتلك الأدلة أن الظن بنفسه لا يكون منجزا للواقع، ولا معذرا عن مخالفته في ما تنتجز بمنجز، وكيف و في ذلك قوله تعالى: (ولا تقف ما ليس لك به علم)، وقوله تعالى: (وما يتبع أكثرهم إلا ظنا إن الظن لا يغني من الحق شيئا). وأما الروايات الناهية عن العمل بغير العلم: فهي فوق حد الإحصاء، سيد ابوالقاسم موسوی خوئی، معجم رجال الحديث وتفصيل طبقات الرواة، ج ۱ ص ۱۹ مقدمہ اول، طبع خامسہ، ۱۳۱۳ھ، ۱۹۹۲م۔

^۴۔ الکافی ج ۱، کتاب ۲، باب البدع والرأی والمقلدین ۱۹، حدیث ۱۱

^۵۔ کافی ج ۱ ص ۵۰۔

انہی تاکیدات کی روشنی میں اہل حق نے ہر دور میں راویوں کی تحقیق کی اور ان کو باقاعدہ کتب میں ثبت کیا ایک اندازے کے مطابق آج تک قوم شیعہ کی رجالی و تراجم کی کتب کی تعداد سات سو سے متجاوز ہے، ان میں سے ڈیڑھ سو کتب شیخ طوسی و نجاشی سے پہلے تحریر کی جا چکی تھیں، محققین کی نظر میں مرجع و مدرک رجال، چار کتابیں ہیں: ۱۔ رجال کشتی، ۲۔ رجال شیخ طوسی، ۳۔ فہرست شیخ طوسی، ۴۔ فہرست شیخ نجاشی، اور ان کے بعد کی ۵۰۰ کتب کا زیادہ تر انحصار انہی کے اقوال پہ ہے، لیکن ان میں سے کتاب رجال ابی عمرو کشتی کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں راویوں کے متعلق معصومینؑ سے وارد ہونے والے فرامین کو جمع کیا گیا ہے اس سے ایک تو خود ان حضرات کی طرف سے اس علم کی تائید ہو جاتی ہے اور دوسرے اس سے راویوں کے متعلق معصومینؑ کی رائے حاصل ہوتی ہے ذیل میں اس کتاب کے مولف کے متعلق مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

۱۔ مصفی المقال از بزرگ تہرانی اور ماخذ شناسی رجال شیعہ از رسول طلائیان

مولف کا تعارف

نام و کنیت

رجال ابی عمرو الکشی پیامبر اکرم ﷺ اور ائمہ معصومینؑ کے اصحاب کے متعلق قدیم ترین شیعہ رجال میں سے ایک بہترین کتاب ہے جسے محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابو عمرو الکشی نے تحریر کیا جو ثقہ الاسلام محدث کلینی م ۳۲۹ھ کے معاصر تھے ان کی کنیت ابو عمرو ہے اور وہ کَشّ میں پیدا ہوئے، عالم اسلام میں چند علاقے کَشّ کے نام سے معروف ہیں ان میں سے دو کی طرف اس کتاب کے مولف کی نسبت مشہور ہے؛ ایک سمرقند و بلخ کے درمیان ماوراء النہر میں ایک شہر ہے جو آج کل "شہر سبز" کے نام سے پہچانا جاتا ہے اور ازبکستان میں واقع ہے اور دوسرا گرگان کے اطراف میں ایک دیہات ہے۔

کَشّ شہر کی تحقیق

مرحوم میر داماد اور محدث نوری نے دو عظیم جغرافیہ دانوں یعنی اصطخری اور ابن حوقل کی تحقیقات پر اعتماد کرتے ہوئے مولف کو سمرقند کے قریبی شہر کَشّ کی طرف نسبت دی ہے، چنانچہ محقق میر داماد نے لکھا:

عوامی لوگ غلط تلفظ کرتے ہیں، اور وہ مَشِیخَہ و مَشِیخَہ، شِیخَان و شِیخَان میں فرق نہیں کرتے اور کَشّ کو کاف کی پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نجاشی کی جیم کو شد دیتے

ہیں۔۔ اور ہاں محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابو عمرو واکشی، جو ابو نصر محمد بن مسعود سمرقندی کے مصاحب تھے اور ہمارے بہت سے عظیم علماء و مشائخ شہر کش سے تعلق رکھتے تھے جو سمرقند سے چند مراحل کے فاصلے پر واقع ہے، اور فاضل مہندس بیر جندی نے اپنی معروف کتاب مساحۃ الارض و بلدان الاقالیم میں لکھا؛ کش کاف کی زبر اور شین کی شد کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور سمرقند و بخارا کے قریب ماوراء النہر میں ایک شہر ہے جو تین فرسخ میں پھیلا ہوا ہے اور اس کی طرف نسبت کو کشی کہتے ہیں، اور جو قاموس فیروز آبادی میں لکھا ہے کہ کش کاف کی پیش کے ساتھ وہ چیز ہے جس کے ذریعے کھجوروں کی تلقیح و بارداری کی جاتی ہے اور کش زبر کے ساتھ گرگان کا ایک دیہات ہے، غلط ہے اور اگر یہ صحیح ہو تو بھی اس کی طرف کشی کی نسبت صحیح نہیں۔

عظیم جغرافیہ دان اصطخری نے لکھا: کش ماوراء النہر کے شہروں میں سے ہے اور اس کی وسعت، آب و ہوا اور دیہاتوں وغیرہ کو تفصیل سے ذکر کیا^۸، نیز ماہر علم جغرافیہ ابن حوقل نے کش کو ماوراء النہر کے شہروں میں سے قرار دیا اور خصوصیات کو تفصیل سے ذکر کیا^۹، اس طرح تاریخی کتابوں میں کش کو ماوراء النہر کے شہروں میں سے قرار دیا گیا ہے اور سامانیوں کی حکومت کی تیسری و چوتھی صدی کے نقشوں میں اس کا نام سمرقند کے قریب ذکر ہوا ہے^{۱۰}۔

۷۔ محقق داما، رواج ساویہ، راسخ ۲۰ و تعلیقہ رجال کشی، ص ۵، محدث نوری، مستدرک الوسائل، ج ۳ ص ۲۹۰ خاتمہ، ط جدید۔

۸۔ اصطخری، المسالک و الممالک، ص ۱۸۱ اور اس کا ترجمہ فارسی، ص ۲۵۳۔

۹۔ ابن حوقل، صورۃ الارض، (ترجمہ فارسی) ص ۲۲۸۔

۱۰۔ تاریخ تمدن اسلام، ج ۲ ص ۲۵۷۔

۱۱۔ تاریخ ایران، ج ۳ ص ۱۲۲۔

شیخ طریحی، خوانساری اور مامقانی نے مولف کشی کو گرگان کے قریبی دیہات کا باشندہ قرار دیا اور سمرقند کے قریبی شہر کا نام کسّ بتایا جسکو عربی کشّ پڑھتے ہیں اور کہا اس شہر کی طرف کشی کی صورت میں نسبت عرف عرب میں صحیح نہیں ہے^{۱۲}، انہوں نے چند عامی ماہرین رجال سے استناد کیا ہے جیسا کہ ابن ماکولا نے لکھا:

کسّ سمرقند کے نزدیک ایک شہر ہے، عراقی و بعض روسرے لوگ اس کی کاف کو زبردیتے ہیں اور بعض اس کی سین کو شین پڑھتے ہیں، حالانکہ یہ اشتباہ ہے اور پھر حمزہ سہمی سنی عالم سے نقل کیا کہ ابو زرعہ محمد بن یوسف بن محمد بن جنید کشی جرجانی کا باپ کش نامی دیہات کا رہنے والا تھا جو جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر ہے^{۱۳}۔

سمعانی نے لکھا: کسّی ماوراء النہر کے ایک شہر کی طرف نسبت ہے اور میں اس میں ۱۲ دن مقیم رہا اور حافظوں نے بھی اپنی تاریخی کتابوں میں اس طرح کہا ہے لیکن مشہور کشّ ہے، اور پھر دس صفحے بعد لکھا: کشی کش کی طرف نسبت ہے جو جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے دامن میں ایک دیہات کی طرف نسبت ہے، مزید کہا: سمرقند کے نزدیک ایک شہر کی طرف منسوب ہے اور اس شہر سے بہت سے علماء ہیں اسے کسّ بھی کہا جاتا ہے لیکن کشّ زیادہ مشہور ہے^{۱۴}۔

MANZAR AELIYA

^{۱۲} خوانساری، روضات الجنات، ج ۶ ص ۱۲۲، طریحی، مجمع البحرین، ج ۳ ص ۱۵۲، مامقانی، عبداللہ، تنقیح المقال،

ج ۱ ص ۳۸۔

^{۱۳} ابن ماکولا، کتاب الاکمال، ج ۵ ص ۱۸۵۔

^{۱۴} سماعی، الانساب، ج ۱۱ ص ۱۰۸۔

یا قوت حموی نے لکھا: کس سمرقند کے نزدیک ایک شہر ہے، پھر دو صفحات بعد لکھا کش جرجان سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک پہاڑ کے دامن میں ایک دیہات ہے^{۱۵}۔ بعض محدثین نے قول اول کی ترجیح کے لیے چند شواہد کو ذکر کیا ہے جنہیں بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے:

۱۔ مولف رجال الکشی کے اکثر مشائخ ماوراء النہر (بلخ، بخارا، اور سمرقند) کی طرف منسوب ہیں جبکہ گرگان کے اطراف کے لوگ تحصیل علم کے لیے شہر ری اور بغداد کی طرف سفر کرتے تھے، لہذا کشی انہی ماوراء النہر کے علاقوں کی طرف منسوب ہیں اور انہی علاقوں کے علماء سے کسب فیض کیا، شیخ طوسی نے رجال، باب لم یرو عنہم میں کشی کے بہت سے مشائخ کو مقیم کش قرار دیا، ایک دیہات میں اتنی علمی پیشرفت اور مرکزیت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔^{۱۶}

۲۔ کشی کے مہم ترین استاد ابو نصر محمد بن مسعود سمرقندی ہیں جن سے انہوں نے اپنی کتاب کی ایک چوتھائی روایات کو نقل کیا اور کتب رجال میں کشی کو ان کا شاگرد خاص اور مصاحب قرار دیا گیا اور وہ سمرقند کے رہنے والے تھے، لہذا احتمال قوی ہے کہ انکے شاگرد کشی بھی سمرقند کے قریبی شہر سے متعلق ہیں۔

۳۔ سمرقند کے قریبی شہر میں بہت سے شیعہ علماء اور راوی گزرے ہیں جیسا کہ شیخ طوسی اور محقق داماد کی عبارتوں سے ظاہر ہے اور دوسری طرف گرگان کے دیہات میں اکثر علماء عامی المذہب تھے، اس سے ظاہر ہے کہ کشی اسی شیعہ نشین شہر کے رہنے والے تھے۔

^{۱۵}۔ یا قوت حموی، معجم البلدان، ج ۳ ص ۳۶۰، زبیدی نے تاج العروس میں اسی قول کو اختیار کیا

ملاحظہ ہو، ج ۱۶ ص ۳۳۳ و ج ۱۷ ص ۳۶۰۔

^{۱۶}۔ شیخ طوسی نے رجال، باب لم یرو عنہم نمبر ۶۲۸۳، ۶۱۶۳، ۶۰۴۲، ۵۹۲۹۔

انہی وجوہ کو محدث نوری نے محقق میر داماد کے نظریے کی تقویت کے لیے پیش کیا: ویشہد لصحة ما ذكره ان اغلب مشائخه والرواة عنه من تلك البلاد فانه من اخص تلاميذ العياشي السمرقندي الراوي عنه و القاري عليه و المستفيد منه و المعتمد عليه في التعديل و الجرح^{۱۴}۔

مولف کی تاریخ حیات

افسوس کہ مولف کے حالات زندگی اور ان کی تاریخ حیات کے متعلق تفصیلات موجود نہیں لیکن ان کے استاد ابو نصر محمد بن مسعود سمرقندی اور ان کے شاگردوں؛ ابو محمد تلکبری ہارون بن احمد م ۳۸۵ھ، جعفر بن محمد بن قولویہ م ۳۶۸ھ کے زمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد بن یعقوب کلینی م ۳۲۹ھ کے معاصر تھے شیخ مفید م ۳۳۸ھ نے بھی ان کو درک نہیں کیا بلکہ جعفر بن محمد بن قولویہ کے واسطے سے ان سے روایت کی۔

مولف کی صداقت اور امانت

بعض لوگوں کا مزاج تاریخی پہلوؤں کا متلاشی ہوتا ہے وہ افراد کے متعلق زیادہ سے زیادہ واقعات اور ان کے قوم و قبیلے کی داستانیں سننے کے منتظر ہوتے ہیں لیکن قرآن کریم اور معصومین کی نگاہ میں داستانیں اور تاریخی قصے زیادہ اس پہلو سے مہم نہیں بلکہ ان کی اہمیت اتنی ہے جتنا ان سے افراد کی شخصیت و کردار اور ان کی صداقت و امانت اور علم و دیانت کی عکاسی ہوتی ہے اسی لیے قرآن میں سابقہ امتوں کی تاریخ میں سے اسی مقدار کو ذکر کیا جاتا ہے جتنا وہ اس مقصد کے لیے لازم ہو اور محض قصہ کے تسلسل کے واقعات کی پابندی نہیں کی جاتی بلکہ کردار کا وہ مرکزی پہلو اور اس کا تجزیہ و تحلیل ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے آثار اور انجام کو ذکر

^{۱۴}۔ نوری، حسین، مستدرک الوسائل، ج ۳ ص ۲۹۰۔

کیا جاتا ہے^{۱۸}، اگرچہ محمد بن عمر بن عبدالعزیز ابو عمرو کاشی کے تفصیلی حالات اور تاریخی واقعات میسر نہیں لیکن ان کی علمی و دینی خدمات کا بھاری بھر کم الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے اور انکی دیانت و صداقت اور عظمت و جلالت کو بعد میں آنے علماء اعلام نے صریح الفاظ میں بیان کیا ہے، ذیل میں چند شہادتیں ذکر کی جاتی ہیں^{۱۹}:

۱۔ شیخ طوسی نے کتاب الرجال میں فرمایا: محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکاشی یکنی ابا عمرو الکاشی صاحب کتاب الرجال من غلمان العیاشی ثقة بصیر بالرجال والایخبار مستقیم المذہب^{۲۰}؛ محمد بن عمر بن عبدالعزیز جن کی کنیت ابو عمرو کاشی ہے عیاشی کے خاص شاگردوں میں سے ہیں اور ثقہ و صادق القول ہیں، اخبار و رجال سے کامل آشنائی رکھتے ہیں اور اعتقاد و مذہب میں راہ مستقیم کے پیرو ہیں۔

۲۔ شیخ طوسی نے کتاب الفہرست میں فرمایا: محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکاشی یکنی ابا عمرو ثقة بصیر بالایخبار و بالرجال حسن الاعتقاد، لہ کتاب الرجال، أخبرنا بہ جماعة عن ابي محمد التلعکبری عن محمد بن عمر بن

^{۱۸}۔ قصص القرآن الکریم۔

^{۱۹}۔ ہم نے دو قدیم رجالوں کی شہادتوں پر اتکفا کیا کیونکہ اکثر متاخرین نے انہی کی عبارتوں کو ذکر کیا ہے اور ان کی تائید کی ہے، ملاحظہ ہو: معالم العلماء ۱۰۱، ۶۷۹، رجال ابن داود ۳۲۸، ۱۳۴۰، رجال العلانی الحلی ۱۳۶، ۳۹، مجمع الرجال ۶، ۱۰، جامع الرواة ۲، ۱۶۴، الوجیزة ۱۶۵، بحیة الامال ۶، ۵۳۴، تنقیح المقال ۳، ۱۶۵، ۱۱۸۵، اعیان الشیعة ۱۰، ۲۷، الکنی والالقباب ۳، ۱۱۵، تائیس الشیعة ۲۶۴، طبقات اعلام الشیعة ۱، ۲۹۵، مجمع رجال الحدیث ۱، ۶۳، قاموس الرجال ۸، ۳۲۰، الاعلام للزرکلی ۶، ۳۱۱، مجمع المؤلفین ۱۱، ۸۵، موسوعة اصحاب الفقہاء، ص ۴۴۴، ۱۶۲۵، خامنای، الاصول الاربعیة فی علم الرجال، طبقات اعلام الشیعة القرن الرابع ص ۲۹۵ و مصنفی المقال ص ۳۷۵۔

^{۲۰}۔ شیخ طوسی، الرجال، باب لم یرد عنہم، ص ۴۹۷، نمبر ۳۸۔

عبد العزیز ابی عمرو الکشی^{۲۱}؛ محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی جن کی کنیت ابو عمرو ہے اور ثقہ و صادق القول ہیں، اخبار و رجال سے کامل آشنائی رکھتے ہیں اور بہترین اعتقاد کے حامل ہیں ان کی کتاب الرجال ہے جس کی ہمیں ایک جماعت نے ابو محمد تلکبری کے واسطے سے ان سے خبر دی۔

۳۔ جلیل القدر شیعہ رجالی ابو العباس احمد بن علی نجاشی نے کتاب الفہرست میں فرمایا: محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی أبو عمرو کان ثقة، عینا، وروی عن الضعفاء کثیرا و صحب العیاشی وأخذ عنه وتخرج علیه وفي داره التي كانت مرتعا للشيعة وأهل العلم. له كتاب الرجال كثير العلم، وفيه أغلاط كثيرة.

أخبرنا أحمد بن علی بن نوح وغيره، عن جعفر بن محمد، عنه بكتابه^{۲۲}؛ محمد بن عمر بن عبد العزیز الکشی جن کی کنیت ابو عمرو تھی وہ ثقہ و صادق القول ہیں اور شناخت شیعہ تھے، انہوں نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ روایات نقل کیں اور وہ عیاشی کے مصاحب تھے اور ان سے علم حاصل کیا اور ان کے اس گھر میں جو قوم شیعہ کے علماء و طلبہ کی آمد و رفت کا مرکز تھا، اپنی علمی تحصیلات کی تکمیل کی، ان کی ایک کتاب الرجال ہے جو اس علم کا خزانہ ہے مگر اس میں بہت سی غلطیاں ہیں، ہمیں ان کی کتاب کی ان سے احمد بن علی بن نوح وغیرہ نے جعفر بن محمد کے واسطے سے خبر دی۔

تحلیل و تجزیہ

اس عبارت میں دو باتیں قابل تحلیل ہیں:

^{۲۱}۔ شیخ طوسی، الفہرست، ص ۶۰۲، ۱۳۱، ط مکتبہ مرتضویہ نجف۔

^{۲۲}۔ نجاشی، رجال النجاشی ص ۳۷۲ نمبر ۱۰۱۸۔

۱۔ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا:

نجاشی نے کشتی کی وثاقت کا حکم لگانے کے بعد ان کے متعلق فرمایا کہ انہوں نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ روایات نقل کیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ سو واضح ہو کہ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنے کے بارے میں علماء میں دو قول ہیں:

۱۔ بعض علماء متقدمین اور محدثین قم ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنے کو ایک قسم کا عیب شمار کرتے تھے اور اس کو وثاقت و اعتماد کے لیے قدغن اور طعن خیال کرتے تھے جیسا کہ علامہ حلی نے احمد بن محمد بن خالد برقی قمی کے متعلق نقل کیا کہ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے انہیں اس لیے قم سے باہر نکال دیا کہ وہ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرتے تھے لیکن پھر انہیں عذر خواہی کر کے واپس بلا لیا اور جب وہ فوت ہوئے تو وہ ان کے جنازے میں پاپا پادہ چلے

۲۳

۲۔ محققین یہ کہتے ہیں کہ ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا وثاقت کے منافی نہیں ہے جیسا کہ اس عبارت میں نجاشی نے کشتی کی وثاقت کا حکم بھی لگایا ہے اور ان کے ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنے کی خبر بھی دی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا وثاقت و صداقت کے منافی نہیں ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ صادق القول ہونے کا معنی یہ ہے کہ انسان سچ بولتا ہوں اور اپنی طرف سے جھوٹ نہ بناتا ہو، جس طرح جس سے جیسی روایت سنے اسی طرح اس کے نام کی تصریح کے ساتھ بیان کرے تاکہ آئندہ آنے والوں کے لیے یہ امین واسطہ ہو اور وہ لوگ اس کی تحقیق کریں، یہی وجہ ہے کہ اس عبارت کو پوری تاریخ میں کسی نے ابو عمرو کشتی کی عظمت و جلالت کے منافی نہیں سمجھا اور نہ ان کی صداقت میں کوئی اشکال کیا کیونکہ انہوں نے راویوں کے متعلق

ملنے والی روایات کو بڑی احتیاط اور امانت داری کے ساتھ راویوں کے نام سمیت نقل کیا، یہاں عنایت اللہ قسبائی کا بیان ملاحظہ ہو جو انہوں نے اس عبارت کے متعلق فرمایا:

کشی کا ضعیف راویوں سے روایات نقل کرنا ان کی عدالت اور وثاقت کے منافی نہیں ہے جیسا کہ ان کے متعلق علماء کے اقوال سے استفادہ ہوتا ہے، اور انہوں نے ضعیف راویوں سے روایات کو اس لیے نقل کیا کہ وہ احادیث کی حفاظت میں نہایت درجہ رغبت رکھتے تھے۔^{۲۴}

۲۔ علم رجال کے اس خزانے میں کیسی غلطیاں ہیں؟

اس عبارت میں دوسری بات یہ ہے کہ نجاشی نے کشی کی کتاب رجال کے بارے میں فرمایا:

وہ علم کا خزانہ ہے مگر اس میں بہت سی غلطیاں ہیں، یہ غلطیاں کیا تھیں؟ اس کے متعلق چند احتمال پائے جاتے ہیں ان کو یہاں بررسی کرنے کی ضرورت ہے:

۱۔ شیخ ابو علی حائری اور میراث علمی شیعہ کے احیاء گروہ^{۲۵} علامہ بزرگ تهرانی کے مطابق ان اغلاط سے مراد یہ ہے کہ اس میں عامہ و خاصہ کے رجال و راویوں کو ذکر کیا گیا تھا اور شیخ طوسی

^{۲۴} عنایت اللہ قسبائی، مجمع الرجال، ج ۶ ص ۱۰

^{۲۵} آخری دور میں مذہب شیعہ کی علمی میراث کے بارے میں اٹھنے والے سوالات کا علمی جواب دینے اور مذہب شیعہ کا علمی تعارف کرانے کے لیے علماء نے تین قسم کی تحقیقات پیش کیں:

۱۔ شیعہ مذہب کی ہر علم و فن اسلامی میں کتابوں کا تعارف کرانے کے لیے بزرگ تهرانی نے الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ۲۶ جلدوں میں پیش کی جس میں مذہب شیعہ کے علماء کی ہزاروں کتابوں کا تعارف کرایا۔

۲۔ سید محسن امین عالی نے شیعہ شخصیات اور ماہرین علوم و فنون اور سماجی بلند پایہ شخصیات کا تعارف کرانے کے لیے اعیان الشیعہ لکھی جس میں ۱۰ ہزار شیعہ شخصیات کو ذکر کیا۔

۳۔ سید حسن صدر نے تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلامیہ لکھ دنیا پر واضح کر دیا کہ تمام علوم و فنون اسلامی میں نہ صرف شیعہ دانشمندیوں نے گران قدر خدمات انجام دیں بلکہ ان کی بنیاد رکھنے والے انہی

نے ان کی تصحیح کی اور عامہ کے راویوں کو کتاب سے باہر نکال دیا، شیخ ابو علی حائری کہتے ہیں ہمارے مشائخ کا کہنا ہے کہ کشتی کی کتاب میں عامہ و خاصہ کے رجال و راویوں کو ذکر کیا گیا تھا اور شیخ طوسی نے ان کی تصحیح کی اور اسے صرف شیعہ راویوں سے خاص کر دیا۔
تحلیل و تجزیہ: اگر اغلاط سے مراد یہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ وہ راوی مراد ہوں جنہوں نے شیعہ کے لیے روایات نہیں کیں اور نہ شیعہ نے ان سے روایات نقل کیں تو اسے غلطی کہا جاسکتا ہے لیکن بہت بعید ہے کہ کشتی نے ایسے راویوں کو کتاب میں ذکر کیا ہو۔

۲۔ وہ راوی مراد ہوں جنہوں نے شیعہ کے لیے روایات کی ہیں یا شیعہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں تو اسے غلطی نہیں کہا جاسکتا ہے اور ایسے عنوان تو اب بھی کتاب میں موجود ہیں جس کو شیخ طوسی نے اصلاح کے ساتھ پیش کیا اور ان کو نکالنا بھی صحیح نہیں کیونکہ ان کی روایات کتب شیعہ میں موجود ہیں۔

۲۔ کشتی کی کتاب میں اغلاط سے مراد ان کی کتاب میں ترتیب کا خلط ہونا ہو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ تو ان کی تصنیف کی غرض کو ختم کر دیتا ہے انہوں نے طبقات رجال اور ان کی تمیز کے لیے کتاب لکھی طبعاً اس میں ترتیب لگائی گئی ہوگی بلکہ ابن طاووس کی عبارت سے ظاہر ہے کہ شیخ طوسی نے جو چاہا اس میں سے مجلس درس میں املاء کرایا ۲۶۔

۳۔ اغلاط سے مراد نسخہ بنانے والوں کی لفظی اور کتابت کی غلطیاں ہوں، تو یہ بعد میں بھی موجود ہو سکتی ہیں اور ایسی غلطیوں کو صاحب کتاب کی طرف نسبت نہیں دی جاسکتی۔

کے ائمہ اور ان کے علماء تھے ان کتابوں سے دنیائے بشریت میں شیعہ کتب کی علمی پہچان ہوئی بہت حد تک اس کے بارے میں پائے جانے والے شہادت دور ہوئے۔

۲۶۔ ابن طاووس، فرج المموم، ص ۱۳۰ ط نجف اشرف

۴۔ اغلاط سے مراد معنوی غلطیاں ہوں تو یہ ممکن نہیں کیونکہ اس کتاب میں راویوں کے متعلق احادیث ذکر تھیں مصنف کی آراء بہت کم تھیں کہ صحیح یا غلط کہی جاسکیں۔

۵۔ اگر احادیث اور عناوین کا اشتباہ مراد ہو تو یہ اب بھی موجود ہے اور اسے بہت اغلاط میں شمار نہیں کیا جاسکتا، مگر تعجب یہ ہے کہ نہ نجاشی نے ان اغلاط کی طرف اشارہ فرمایا اور نہ اس کتاب کی تصحیح کرنے والے محقق شیخ طوسی نے ان کی نشاندہی کی۔

۶۔ علامہ مجلسی کے والد محمد تقی مجلسی نے ان اغلاط و اشتباہات سے مراد وہ روایات لیں جو آپس میں متعارض ہیں اور کئی نے ان کو راویوں کے تعارف میں جمع کر دیا ہے لیکن شیخ طوسی نے ان کو نکال دیا،^{۲۷} لیکن یہ احتمال صحیح نہیں کیونکہ اولاً تو اب بھی متعارض روایات کتاب میں موجود ہیں، ثانیاً ایسی روایات کو ذکر کرنا اشتباہ نہیں کہلاتا چہ جائیکہ انہیں اغلاط کثیرہ سے تعبیر کیا جائے۔

۷۔ محقق قہبائی کا دعویٰ ہے کہ اصل کتاب میں اغلاط نہ تھیں بلکہ اس کی تلخیص کرنے والوں نے اس میں اشتباہات کئے،^{۲۸} یہ احتمال بہت عجیب اور باطل ہے کیونکہ نجاشی نے اصل کتاب کے متعلق بیان دیا ہے انہوں نے تلخیص کے بارے میں اظہار خیال نہیں فرمایا ہے۔

۸۔ قوی یہ ہے کہ اغلاط سے مراد مصنف کی آراء اور تحقیقات ہیں اور ایسا ہونا انکے علم رجال کے ماہر اور بصیر ہونے کے منافی بھی نہیں کیونکہ معصوم کے علاوہ افراد کے اجتہادات اور تحقیقات میں ایسا ہونا بہت ممکن ہے، اس لیے مجموعاً کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب میں عناوین اور احادیث کا بہت سی جگہوں پر بے ربط ہونا اور طبقات رواہ میں خلط واقع ہونا ایسے بہت سے شواہد نکالے جاسکتے ہیں جنہیں نجاشی نے اغلاط سے تعبیر کیا اور شیخ طوسی نے ان کی تلخیص و

^{۲۷} محمد تقی مجلسی، روضۃ المتقین، ج ۱۴ ص ۴۴۵۔

^{۲۸} عنایت اللہ قہبائی، مجمع الرجال، ج ۶ ص ۱۰۔

۲۸..... رجال ابو عمرو کشی؛ معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

اختیار کے ذریعے انہیں دور کیا، محقق تستری نے کشی کے حالات میں اسی احتمال کو ترجیح دی ۲۹۔



۲۹. تستری، قاموس الرجال ج ۹ ص ۳۸۶ ن (۷۲۰)

رجال ابو عمرو کشتی

جزء اول

نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ کے اصحاب

[راویوں کی عظمت و علامات کی احادیث]

۱- حَمْدُوِيَهٗ بِنُ نُصَيْرِ الْكَشِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي
الْحَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ حَذِيفَةَ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ
اللَّهِ (ع) قَالَ أَعْرِفُوا مَنَازِلَ الرَّجَالِ مِنَّا عَلَى قَدْرِ رَوَايَاتِهِمْ عَنَّا.

۳۰۔ سوائے ابن سنان کے اس روایت کے راویوں کے بارے میں توثیق وارد ہوئی ہے اور اس
ابن سنان کے بارے میں علماء رجال شیعہ میں شدید اختلاف آراء موجود ہے اس کی تحقیق وہاں ذکر کی
گئی ہے جہاں اس کتاب میں محمد بن سنان کا عنوان موجود ہے خلاصہ یہ ہے کہ معتبر روایات کی روشنی
میں ان کی وثاقت کا نظریہ زیادہ قوی ہے اس طرح یہ روایت معتبر السند ہے اور جہاں تک اس
روایات کی مقدار سے راویوں کی عظمت کو جانچنے کا معیار ہے تو اس سے مراد فقط راوی کا نسبت دینا
نہیں کہ اس طرح کئی جھوٹے راویوں کی منسوب روایات کی تعداد سچے راویوں کی بیان کردہ روایات
سے کہیں زیادہ ہے معصومین کی طرف سے معتبر روایات کی تعداد اور ان کو تحمل کرنا مراد ہے
ملاحظہ ہو معجم رجال الحدیث، خوبی ص ۷۵۔

جبکہ اس باب کی دوسری روایت مرفوعہ و ضعیف ہے اگرچہ محمودی ثقہ ہے اور تیسری روایت
مرسلہ اور مجہولہ ہے اور اس میں ابن ادریس و ابن حنظلہ ثقہ ہیں اور ابن عمران، خطابی، اور عجلی مجہول و
مہمل ہیں اور جو تھی روایت میں محمد بن اسماعیل رازی فضل بن شاذان کا شاگرد ہے اس کی بحث مشائخ
میں ذکر ہے اور مدائنی مہمل اور علی بن سوید سائی کی شیخ نے توثیق کی، اور پانچویں میں سوائے ابن
فیروزان کے سب ثقہ ہیں اور میرداماد نے اس کی تصحیح کی حالانکہ اس کی توثیق یا مدح کہیں نہیں ملی
اور چھٹی روایت کی سند مرسلہ اور ساتویں حدیث کے تمام راوی مجہول ہیں اور ضعیف روایات سے کسی
راوی کی وثاقت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

حذیفہ بن منصور نے امام صادقؑ سے نقل کیا: ہمارے نزدیک لوگوں کے مقام و مرتبے کی پہچان اس سے کرو کہ وہ ہم سے کس قدر روایات نقل کرتے ہیں۔

۲- مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ الْكَشِيِّ بْنِ مَزِيدٍ وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ الْبُخَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَادِ الْمُرُوزِيِّ الْمَحْمُودِيُّ، رَفَعَهُ، قَالَ: قَالَ الصَّادِقُ (ع) اعْرِفُوا مَنَازِلَ شِيعَتِنَا بِقَدْرِ مَا يُحْسِنُونَ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ عِنَّا، فَإِنَّا لَا نَعُدُّ الْفَقِيهَ مِنْهُمْ فَفِيهَا حَتَّى يَكُونَ مُحَدِّثًا. فَفَقِيلَ لَهُ أَوْ يَكُونَ الْمُؤْمِنَ مُحَدِّثًا قَالَ يَكُونَ مُفْهَمًا وَ الْمَفْهَمُ مُحَدِّثٌ.

محمودی نے حدیث امام صادقؑ کی طرف حدیث منسوب کی: ہمارے شیعوں کے ہمارے نزدیک مقام و مرتبے کو ان کی ان روایات سے پہچانو کہ کس قدر بہترین طریقے سے ہم سے نقل کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی فقیہ کو اس وقت تک فقیہ نہیں سمجھتے جب تک وہ محدث نہ ہو؟

عرض کیا گیا: کیا مومن بھی محدث ہو سکتا ہے؟

فرمایا: مفہم (دین میں سمجھ بوجھ رکھنے والا) تو ہوتا ہے اور یہی محدث ہے۔

۳- إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْخُتَلِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ الْقَمِيَّ الْمَعْلَمُ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْخَطَّابِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ الْعَجَلِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَنْظَلَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ اعْرِفُوا مَنَازِلَ النَّاسِ مِنَّا عَلَى قَدْرِ رِوَايَاتِهِمْ عِنَّا.

علی بن حنظلہ نے امام صادق سے نقل کیا: ہمارے نزدیک لوگوں کے مقام و مرتبے کی پہچان اس سے کرو کہ وہ ہم سے کس قدر روایات نقل کرتے ہیں۔

۴- حَمْدُوِيَهٗ وَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنَا نَصِيْرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلٍ الرَّازِيُّ، ۳۱ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حَبِيْبٍ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُوَيْدِ السَّائِي، قَالَ كَتَبَ اِلَيَّ اَبُو الْحَسَنِ الْاَوَّلُ وَ هُوَ فِي السَّجْنِ، وَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ يَا عَلِيُّ مَنْ تَاخُذُ مَعَالِمَ دِيْنِكَ: لَا تَاخُذَنَّ مَعَالِمَ دِيْنِكَ عَنْ غَيْرِ شِيْعَتِنَا فَاِنَّكَ اِنْ تَعَدَيْتَهُمْ اَخَذْتَ دِيْنَكَ عَنِ الْخَائِنِيْنَ الَّذِيْنَ خَانُوْا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ وَ خَانُوْا اَمَانَتِهِمْ، اِنَّهُمْ اَوْتُمِنُوْا عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ جَلَّ وَ عَلَا فَحَرَّفُوْهُ وَ بَدَّلُوْهُ فَعَلِيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ لَعْنَةُ رَسُوْلِهِ وَ لَعْنَةُ مَلَائِكَتِهِ وَ لَعْنَةُ اَبَائِي الْكِرَامِ الْبِرَّةِ وَ لَعْنَتِي وَ لَعْنَةُ شِيْعَتِي اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ - فِي كِتَابِ طَوِيْلِ.

علی بن سوید نے کہا کہ امام موسیٰ کاظم نے میری طرف جواب خط میں تحریر فرمایا جبکہ آپ قید میں تھے، تیرا یہ سوال کہ تو دین کے معارف کس سے حاصل کرے تو دیکھ اپنے دین کے معارف ہمارے شیعوں کے علاوہ کسی سے حاصل نہ کرنا اگر تو نے ہمارے شیعوں سے تجاوز کیا تو پھر تو اپنا دین ان خیانت کاروں سے حاصل کریگا جو خدا اور رسول ﷺ سے خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں اور وہ امانتوں میں خیانت کرتے ہیں۔ ان کو کتابِ خدا کا امین قرار دیا گیا تھا تو انہوں نے اس میں تحریف و تبدیلی کر ڈالی اور اسے بدل دیا تو ان پر اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، ملائکہ، میرے کریم و نیک آباء و اجداد، میری اور میرے شیعوں کی قیامت تک لعنت ہو۔

۵- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَيْرُوزَانَ الْقُمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ الْبَرْقِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص): يَحْمِلُ هَذَا الدِّينَ فِي كُلِّ قَرْنٍ عُدُولٌ يَنْفُونَ عَنْهُ تَأْوِيلَ الْمُبْطَلِينَ وَتَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْجَاهِلِينَ كَمَا يَنْفِي الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ. اسماعیل بن جابر نے امام صادق سے نقل کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر زمانے میں اس دین مبین کے حامل اور محافظ ایسے عادل و پرہیزگار افراد ہونگے جو اس سے باطل پرستوں کی تاویلات، حد سے تجاوز کرنے والوں (غالیوں) کی تحریفات اور جاہلوں کی سُست کاریوں کو ایسے دُور کرتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے۔

۶- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ الْبَرْقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَمَّنْ ذَكَرَهُ، عَنْ زَيْدِ الشَّحَامِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى، فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ^{۳۲}: قَالَ إِلَى عِلْمِهِ الَّذِي يَأْخُذُهُ عَمَّنْ يَأْخُذُهُ. محمد زید شحام نے نقل کیا کہ امام باقر نے آیت: فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ کی تفسیر میں فرمایا: انسان خیال رکھے کہ وہ علم کس سے حاصل کرتا ہے؟

۷- أَبُو مُحَمَّدٍ جَبْرِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِيابِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَاهُوِيَهٍ، قَالَ كَتَبْتُ إِلَيْهِ

۳۳ یَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ الثَّالِثَ (ع) أَسْأَلُهُ عَمَّنْ آخَذُ مَعَالِمَ دِينِي وَ كَتَبَ
أَخُوهُ أَيْضًا بِذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِمَا فَهَمَّتْ مَا ذَكَرْتُهَا فَاصْصَدَا فِي دِينِكُمَا عَلَيَّ
مُسْنٍ فِي حُبْنَا وَ كُلِّ كَبِيرِ التَّقَدُّمِ فِي أَمْرِنَا، فَإِنَّهُمْ كَافُواكُمَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

ابن مہویہ کہتا ہے کہ میں نے امام ابو الحسن سوم کی طرف ایک خط لکھ کر سوال کیا کہ میں
اپنے دین کے معارف کس شخص سے حاصل کروں؟ اور یہی سوال میرے بھائی نے بھی آپ
کو لکھ بھیجا۔

آپ نے دونوں کے جواب میں تحریر فرمایا: میں تمہارا سوال اچھی طرح سمجھ لیا پس تم اپنے
دین کے مسائل میں ایسے افراد پر اعتماد کرو جو ہماری محبت میں مضبوط اور سن رسیدہ ہوں اور
ہمارے امر ولایت میں بہت تقدم رکھتے ہوں، وہ تمہارے لیے انشاء اللہ کافی ہیں۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

شرطۃ الخمیس ۳۳ کے متعلق احادیث

۸- نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَلْخِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ إِسْمَاعِيلِ بْنِ بَزِيْعٍ، عَنِ أَبِي الْجَارُودِ، قَالَ قُلْتُ لِلْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ مَا كَانَ مَنْزِلَةُ هَذَا الرَّجُلِ فِيكُمْ قَالَ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ إِلَّا أَنْ سَيُوفِنَا كَانَتْ عَلَى عَوَاتِقِنَا فَمَنْ أَوْمَى إِلَيْهِ ضَرْبَانُهُ بِهَا، وَكَانَ يَقُولُ لَنَا تَشَرُّطُوا فَوَاللَّهِ مَا اشْتَرَأْتُكُمْ لَذَهَبٍ وَلَا لَفِضَّةٍ وَ مَا اشْتَرَأْتُكُمْ إِلَّا لِلْمَوْتِ، إِنْ قَوْمًا مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَشَارَطُوا بَيْنَهُمْ فَمَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَانَ نَبِيُّ قَوْمِهِ أَوْ نَبِيُّ قَرِيَّتِهِ أَوْ نَبِيُّ نَفْسِهِ، وَإِنَّكُمْ لَبِمَنْزِلَتِهِمْ غَيْرَ أَنْكُمْ لَسْتُمْ بِأَنْبِيَاءَ.

۳۳- اس عنوان سے بعض علماء رجال (امام قاسم و وحید بہبہانی) نے بہت زیادہ عظمت کو سمجھا لیکن جیسا کہ رجال ابی عمرو کثی کے متن سے متعلقہ بحثوں میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان روایات کی سندیں معتبر نہیں ہیں پہلی میں ابن صباح و اسماعیل بن یزید مجہول ہیں اور ابوالجارود زیاد بن منذر کے بارے میں امام باقر سے مذمت کی روایات آئی ہیں اور اسے زید کا پیرو قرار دیا گیا، ان روایات کا صادر ہونا بعید ہے ان کی سند غیر معتبر ہے اور زید کی تحریک امام باقر کی وفات کے بعد شروع ہوئی، دوسری میں غزلی، غیاث اور ہمدانی مجہول و مہمل، اور تیسری بالکل بے سند اور مرسلہ ہے ان سے مجموعاً اس عنوان کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

ابو الجارود کہتا ہے کہ میں نے اصبخ بن نباتہ سے سوال کیا کہ تم میں آپ (حضرت علیؑ) کی کیا منزلت تھی؟ تو اس نے جواب دیا میں نے تیری بات نہیں سمجھی مگر اتنا کہتا ہوں کہ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہتی تھیں جس کی طرف ہمیں اشارہ کیا جاتا تھا ہم اس کو مارتے تھے، اور آپ ہم سے فرمایا کرتے تھے: تم اس سپاہ میں داخل ہو جاؤ، خدا کی قسم! تمہیں سونے چاندی کیلئے اس کی دعوت نہیں دی جا رہی، تمہیں صرف موت کیلئے اس کی طرف بلایا جا رہا ہے اور تم سے پہلے بنی اسرائیل نے آپس میں یہ معاہدہ کیا تو ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک نہیں مراجب تک وہ اپنی قوم یا علاقے یا اپنے نفس کا نبی نہیں بنایا گیا، تم بھی انکی منزلت پہ فائز ہو، صرف نبی نہیں ہو۔

۹- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودِ الْعِيَّاشِيِّ، وَأَبُو عَمْرٍو بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْغَزَلِيِّ عَنْ غِيَاثِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ بَشِيرِ بْنِ عَمْرٍو الْهَمْدَانِيِّ قَالَ مَرَّ بِنَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ: اكَتَبُوا فِي هَذِهِ الشَّرْطَةِ فَوَ اللَّهُ لَا غِنَى بَعْدَهُمْ إِلَّا شَرْطَةُ النَّارِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ^{۳۵}.

بشیر بن عمرو ہمدانی کہتا ہے کہ امیر المؤمنین ہمارے پاس سے گزرے تو فرمایا: اس سپاہ میں اپنا نام لکھو، خدا کی قسم! ان سے پیچھے رہ جانے والوں کو جہنم کی سپاہ میں قرار دیا جائے گا مگر جو ان سپاہیوں جیسا عمل کرے۔

۱۰- سُرُوِي عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى الْحَضْرَمِيِّ يَوْمَ الْجَمَلِ: أَبَشِّرْ يَا بَنِي يَحْيَى فَأَنْتَ وَ أَبُوكَ مِنَ شَرْطَةِ الْخَمِيْسِ حَقًّا، لَقَدْ أَخْبَرَنِي

رَسُولُ اللَّهِ (ص) بِاسْمِكَ وَ اسْمِ أَيْكَ فِي شُرْطَةِ الْخَمِيسِ وَ اللَّهُ سَمَّاكُمْ شُرْطَةَ الْخَمِيسِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ (ع) وَ ذَكَرَ أَنَّ شُرْطَةَ الْخَمِيسِ كَانُوا سِتَّةَ آلَافِ رَجُلٍ أَوْ خَمْسَةَ آلَافٍ.

اور امیر المومنین سے روایت کیا ہے کہ آپ نے عبد اللہ سے یحییٰ حضرمی سے جمل والے دن فرمایا: اے فرزند یحییٰ! تو اور تیرا باپ یقیناً شرطہ الخمیس میں سے ہو، رسول اکرم ﷺ نے مجھے تیرے اور تیرے باپ کے ناموں کی شرطہ الخمیس میں ہونے کی خبر دی تھی، خدا کی قسم! تمہارا نام خدا نے نبی اکرم ﷺ کی مبارک زبان پہ شرطہ الخمیس رکھا، اور ذکر کیا ہے کہ شرطہ الخمیس پانچ یا چھ ہزار افراد تھے۔

۱۱- وَ ذَكَرَ هِشَامٌ، عَنْ أَبِي خَالِدِ الْكَابُلِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) عِنْدَكُمْ بِالْعِرَاقِ يُقَاتِلُ عَدُوَّهُ وَ مَعَهُ أَصْحَابُهُ وَ مَا كَانَ فِيهِمْ خَمْسُونَ رَجُلًا يَعْرِفُونَهُ حَقَّ مَعْرِفَتِهِ، وَ حَقَّ مَعْرِفَةِ إِمَامَتِهِ.

اور ہشام نے ابو خالد کابلی کے واسطے سے امام باقر سے نقل فرمایا کہ امام علی ابن ابی طالب تمہارے پاس عراق میں تھے، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ملکر اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے تھے مگر ان اصحاب میں پچاس مرد بھی ایسے نہ تھے جو آپ کی معرفت کا حق ادا کرتے ہوں (یعنی آپ کی امامت کی معرفت رکھتے ہوں)۔

حضرت سلمان فارسیؓ

اصحاب کی بیعت علوی سے روگردانی

۱۲- أَبُو الْحَسَنِ وَ أَبُو إِسْحَاقَ حَمْدَوِيَهُ وَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ نُصَيْرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ، عَنْ حَنَّانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَانَ النَّاسُ أَهْلَ الرَّدَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ (ص) إِلَّا ثَلَاثَةً. فَقُلْتُ وَ مَنْ الثَّلَاثَةُ فَقَالَ: الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَ أَبُو ذَرِّ الْعِفَارِيِّ وَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ عَرَفَ النَّاسُ بَعْدَ يَسِيرٍ، وَ

۳۶- الطبقات الكبرى لابن سعد ۷ ص ۳۱۹، تاريخ خليفة ۱۳۳، الطبقات لخليفة ۳۳ ن ۲۲، المحبر ۷۵، التاريخ الكبير ۴ ص ۱۳۵، المعارف ۱۵۴، الكنى والأسماء للدولابي ۸ و ۸۶۱، الجرح والتعديل ۴ ص ۲۹۶، اختيار معرفة الرجال ۴۸۴ و ۶، الثقات لابن حبان ۳ ص ۱۵۷، مشاهير علماء الأمصار ۶ ن ۲۷۴، المستدرک للحاکم ۳ ص ۵۹۸، المعجم الكبير للطبرانی ۶ ص ۲۱۲، حلية الأولياء ۱ ص ۱۸۵، ذکر إخبار اصحابنا ۱ ص ۴۸، إصحاب القتيا من الصحابة والتابعين ۸۴ ن ۷۹، الخلاف للطوسي ۳ ص ۲۴۴، فهرست الطوسي ۸۰، رجال الطوسي ۳۰ و ۳۳، تاريخ بغداد ۱ ص ۱۶۳، الاستيعاب ۲ ص ۵۳، معالم العلماء ۷۵، أسد الغابة ۲ ص ۳۲۸، تهذيب الأسماء واللغات ۱ ص ۲۲۶، الرجال لابن داود ۱۰۵، رجال العلانية الخلی ۸۴، تهذيب الكمال ۱۱ ص ۲۴۵، سير اعلام النبلاء ۱ ص ۵۰۵، دول الإسلام ۱ ص ۷۱، تاريخ الإسلام للذہبی (عهد الخلفاء) ۵۱۰، الوافی بالوفیات ۱۵ ص ۳۰۹، مرآة الجنان ۱ ص ۱۰۰، الجواهر المضية ۲ ص ۴۱۵، الاصابة ۲ ص ۶۰، تهذيب التهذيب ۴ ص ۱۳، تقریب التهذيب ۱ ص ۳۱۵، کنز العمال ۱۳ ص ۴۲۱، شذرات الذهب ۱ ص ۴۴، الدرجات الرفیعة ۱۹۸، إعیان الشیعة ۷ ص ۲۷۹، تنقیح المقال ۲ ص ۴۵، الذریعة إلى تصانیف الشیعة ۱ ص ۳۳۲، الغدير ۱ ص ۴۴ و ۱۱ ص ۱۲۶، معجم رجال الحديث ۸ ص ۱۸۶ و ۱۸۷ ص ۵۳۳۸.

قَالَ: هُوَ لَاءِ الَّذِينَ دَارَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحَىٰ وَ أَبَوَا أَنْ يُبَايَعُوا لِأَبِي بَكْرٍ حَتَّىٰ جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) مُكْرَهًا فَبَايَعَهُ، وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ - وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۗ - الْآيَةُ.

سدیر نے امام باقر سے نقل فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے بعد سوائے تین افراد کے باقی سب لوگ روگردانی کرنے والوں میں سے ہو گئے ہیں نے عرض کی وہ تین شخص کون تھے؟ مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے پہچانا اور حق کی طرف لوٹ آئے اور امام نے مزید فرمایا ان پر معاملات گردش کرتے تھے اور انہوں نے ابو بکر کی بیعت سے انکار کر دیا حتیٰ جب امام علیؑ کو مجبور کر کے لے گئے اور ان سے بیعت لی تو اس طرح آیت (وَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ---، اور محمد ﷺ تو بس رسول ہی ہیں، ان سے پہلے اور بھی رسول گزر چکے ہیں، بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟) کی عملی تفسیر ہو گئی۔

۱۳- جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِيَّابِيُّ الْبُرْنَانِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ خُرَزَادَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ فَضَّالٍ، عَنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنِ زُرَّارَةَ، عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) عَنِ أَبِيهِ، عَنِ جَدِّهِ عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)، قَالَ: ضَاقَتِ الْأَرْضُ ۳۸ بِسَبْعَةِ بِهِمْ تَرَزَقُونَ وَ بِهِمْ تَنْصُرُونَ وَ بِهِمْ تَمْطَرُونَ، مِنْهُمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَ الْمَقْدَادُ وَ

۳۷- سورہ آل عمران، ۱۳۴۔

۳۸- رجال الکشی، ص: ۷

أَبُو ذَرٍّ وَ عَمَّارٌ وَ حُذَيْفَةُ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) وَ كَانَ عَلِيٌّ (ع) يَقُولُ وَ أَنَا إِمَامُهُمْ، وَ هُمُ الَّذِينَ صَلَّوْا عَلَيَّ فَاطِمَةَ (ع)۔

زرارہ نے امام باقر سے نقل کیا ہے کہ آپ نے آباء کے واسطے سے امام علی سے نقل کیا کہ زمین سات افراد سے تنگ ہو گئی، انہی کے صدقے میں رزق ملتا ہے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہارے لیے باران رحمت نازل ہوتی ہے ان میں سے سلمان فارسی، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، عمار اور حذیفہ ہیں، میں ان کا امام ہوں اور انہوں نے حضرت فاطمہ کے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

۱۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ عَامِرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي بَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ النَّصْرِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَعْيُنَ، يَسْأَلُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ حَتَّى قَالَ لَهُ فَهَلْكَ النَّاسُ إِذَا فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ يَا أَبْنَ أَعْيُنَ هَلَكَ النَّاسُ أَجْمَعُونَ. قُلْتُ مَنْ فِي الشَّرْقِ وَ مَنْ فِي الْغَرْبِ قَالَ، فَقَالَ: إِنَّهَا فَتَحَتْ عَلَيَّ الضَّلَالِ إِي وَاللَّهِ هَلَكُوا إِلَّا ثَلَاثَةً ثُمَّ لَحِقَ أَبُو سَاسَانَ وَ عَمَّارٌ وَ شَتِيرَةٌ وَ أَبُو عَمْرَةَ فَصَارُوا سَبْعَةً.

حارث بن مغیرہ نصری کہتا ہے کہ میں عبد الملک بن اعین کو امام صادق سے سوال کرتے سنا، وہ مسلسل سوال کرتا رہا حتیٰ آپ سے کہنے لگا تھر تو لوگ ہلاک ہو گئے تو آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم، اے فرزند اعین تمام لوگ ہلاک ہو گئے، میں نے عرض کی مشرق و مغرب کے لوگ ہلاک ہو گئے؟ فرمایا: خدا کی قسم، اس (خلافت) کی ابتداء گمراہی پر ہوئی ہے سب لوگ ہلاک

ہو گئے سوائے تین افراد کے پھر ان میں ابوساسان، عمار، شتیرہ اور ابو عمرہ آملے تو سات ہو گئے ۳۹۔

۳۹۔ اولاً تو اس مطلب کی روایات جن میں نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں کے حق سے برگشت کرنے کا ذکر ہے اکثر روایات کی سند معتبر نہیں صرف یہی روایت ہے جس کی سند کو معتبر مانا گیا ہے اس لیے شیعہ کی طرف اس کتاب کی غیر معتبر روایات کے پیش نظر یہ نسبت دینا کہ وہ اصحاب کے مرتد ہونے کے قائل ہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ ان روایات کی سندیں معتبر نہیں ہیں اور اگر کسی روایت کی سند معتبر ہو تو اس کا صحیح معنی یہ ہو گا کہ وہ ولایت اور امامت علی ابن ابی طالب کے منکر ہو گئے نہ یہ کہ بالکل اسلام سے ہی پھر گئے۔

لیکن اس کے مقابلے میں صحیح بخاری و مسلم اور دیگر صحاح میں یہ روایت متواتر اور بالکل یقینی سندوں کے ساتھ نقل ہو رہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ جب حوض کوثر پہ پہنچیں گے تو کچھ جانے پہچانے لوگوں کو وہاں سے دھتکارا جائے گا تو آپ فرمائیں گے: اے خدا! یہ میرے صحابہ ہیں؟ تو کہا جائے گا: تم نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کن کاموں کا ارتکاب کیا اور کیا نئی بدعتیں ایجاد کیں اور یہ اٹلے پاؤں پھر گئے تھے، یہاں نبی اکرم ﷺ کے فرامین ملاحظہ ہوں جنہیں ۱۔ ابن مسعود، ۲۔ ابن عباس، ۳۔ حدیثہ، ۴۔ سہل بن سعد و ابی سعید معا، ۵۔ ام سلمہ، ۶۔ ابی ہریرہ، ۷۔ انس وغیرہ صحابہ نبی اکرم سے متواتر سندوں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

* اتردرون ای یوم ہذا وای شہر ہذا وای بلد ہذا قالوا ہذا بلد حرام و شہر حرام و یوم حرام قال الاوان امواکم و دماءکم علیکم حرام کفریہ یوکم ہذا فی بلدکم ہذا الاوانی فرطکم علی الحوض انتظروکم واکثرکم انکم فلا تسودوا و جہی الا و قد راہتمونی و سمعتم منی و ستساون عنی فمن کذب علی فلیسوا بمنفخہ من النار الاوانی مستنہد انما و مستنہد منی اناس فاقول یارب اصحابی فیقول انک لاتدری ما اجد ثوابہدک: ۱۔ حدیث رجل من الصحابہ، احمد (۴۱۲/۵، ن ۲۳۵۴۴) سنن کبری نسائی (۴۴۳/۲، ن ۴۰۹۹)، الاحاد ابن ابی عاصم (۳۵۱/۵، ن ۲۹۳۲)

۲۔ حدیث ابن مسعود: ابن ماجہ (۱۰۱۶/۲، ن ۳۰۵۷) بصری (۲۰۷/۳): ہذا اسناد صحیح * انا آخذ بحجزکم اقول اتقوا النار اتقوا الحد و فاذا مت ترکتم و انا فرطکم علی الحوض فمن ورد فقد ریح فیوتی باقوام فیؤخذ بہم ذات الشمال فاقول رب فیقول انہم لم یزوا بعدک یرتدوا علی اعتقاد بہم۔

۳۔ ابن عباس: الطبرانی (۳۳/۱۱، ن ۱۰۹۵۳) * انا آخذ بحجزکم عن النار اقول یا کم و جہنم یا کم و الحد و فاذا انا مت فانا فرطکم و موعدکم الحوض فمن ورد ریح ویاتی قوم فیؤخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب امتی فیقال انک لاتدری ما اجد ثوابہدک مرتدین علی اعتقاد بہم: ابن عباس، الطبرانی (۷۱/۲، ن ۱۲۵۰۸)۔

* انا فرطکم علی الحوض انظرکم لیرفع لی رجال منکم حتی اذا عرفتمم اختلجوا وونی فاقول رب اصحابی فیقال انک لاتدری ما اجد ثوابہدک۔

۴۔ حدیثہ، احمد (۳۹۳/۵، ن ۲۳۳۸۵)، بخاری (۲۴۰۳/۵، ن ۶۲۰۵)*، انافریکلم علی الحوض وانا عن اوتواما ثم ما نخلبن علیہم فا قول رب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک؛ ابن ابی شیبہ عن حدیثہ۔

۵۔ حدیث ابن مسعود: احمد (۳۸۲/۱، ن ۳۶۳۹)، بخاری (۲۴۰۳/۵، ن ۶۲۰۵)، و مسلم (۱۷۹۶/۳، ن ۲۲۹۷)*، ابنی فرطک علی الحوض من مر علی شرب و من شرب لم یظما ابدا و لیردن علی اوتوام اعر فہم و یعر فونی ثم یجال بنی و بینہم فا قول انہم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فا قول سحقا سحقا لمن بدل بعدی ۶۔ سہل بن سعد و ابی سعید معا؛ احمد (۳۳۳/۵، ن ۲۲۸۷۳)، بخاری (۲۴۰۶/۵، ن ۶۲۱۲)، مسلم (۱۷۹۳/۳، ن ۲۲۹۰)*، ابنی لکم فرط علی الحوض فایای لایاتین احدکم فیذب عنی کما یذب البعیر الضال فا قول فیم ہذا فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فا قول سحقا۔

۷۔ ام سلمہ؛ مسلم (۱۷۹۵/۳، ن ۲۲۹۵)*، ترد علی امتی الحوض وانا زود الناس کما زود الریح بل الریح عن ابلہ قالوا یا نبی اللہ تعر فنا قال نعم لکم سیمالیست احدث غیرکم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء و یصدون عنی طائفہ منکم فلا یصلون فا قول یا رب ہؤلاء من اصحابی فیجیبنی ملک فیقول و بل تدری ما احدثوا بعدک۔

۸۔ ابی ہریرہ؛ مسلم (۲۱۷/۱، ن ۲۴۷۷)*، ابن مسعود: لا لیسین ما نوزعت احدکم علی الحوض فا قول انہ من اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک؛ ابی الدرداء؛ ابن عساکر (۷۶/۵۴)، و الأوسط طبرانی (۱۲۵/۱، ن ۳۹۷۷) بیہقی (۳۶۷/۹)؛ رواہ الطبرانی فی الأوسط و البرز، و رجالہما ثقات۔

* انا ناز عن رجالا عن الحوض فیختلجون دونی فا قول اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک؛ (الافراد دار قطنی عن ابن مسعود، اور طبقات المحمدين بأصبهان، ابو محمد الأنصاری (۲۳۳/۳)۔

* لیردن الحوض علی اوتوام حتی اذا عرفتم و عرفوا اختلجوا دونی فا قول یا رب اصحابی فیقول انک لاتدری ما احدثوا بعدک ۱۰۔ حدیثہ؛ نعیم بن حماد (۸۷/۱، ن ۲۰۰)*، بل تردون مالک و ثور ہو نہر اعطانیہ ربی فی الجنۃ علیہ خیر کثیر ترد علیہ امتی یوم القیامۃ آئینۃ عدد الکواکب یختلج العبد منہم فا قول یا رب انہ من امتی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک۔

۱۱۔ انس؛ احمد (۱۰۲/۳، ن ۱۲۰۱۵)، و مسلم (۳۰۰/۱، ن ۴۰۰)، و ابو داود (۲۰۸/۱، ن ۷۸۲)، نسائی (۱۳۳/۲، ن ۹۰۴)، ابو یعلیٰ (۴۰/۷، ن ۳۹۵)، و ابو عوانہ (۴۳۸/۱، ن ۱۶۵۵)، بیہقی (۴۳/۲، ن ۲۲۰۸)۔

* یا ایہا الناس انکم محشورون الی اللہ حفاة عراة غرلا { کما بدأنا اول خلق نعیہہ } [الانبیاء: ۱۰۳] الا و ان اول الخلاق یکسی یوم القیامۃ پرا نعیم الا و انہ بجاء رجال من امتی فیؤخذ بہم ذات الشمال فا قول یا رب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فا قول کما قال العبد الصالح { سنت علیہم شہید ما دمت فیم فلما توفیتنی سنت انت الرقیب علیہم } [المائدہ: ۱۱۷] فیقال ان ہؤلاء لم یزلوا مرتدین علی اعتقادہم منذ فارقتہم؛ ابن عباس؛ مسند طیلحی (ص ۳۴۳، ن ۲۶۳۸)، احمد (۲۵۳/۱، ن ۲۲۸۱)، بخاری (۱۶۹/۳، ن ۴۳۴۹)، مسلم (۲۱۹۴/۳، ن ۲۸۶۰)، ترمذی (۳۲۱/۵، ن ۳۱۶۷) اور کہا: حسن صحیح نسائی (۱۱۷/۳، ن

۱۵- حَمْدَوِيَّةٌ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ وَ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي خَالِدِ الْقَمَاطِ، عَنْ حُمْرَانَ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ (ع) مَا أَقَلْنَا لَوِاجْتَمَعْنَا عَلَى شَاةٍ مَا أَفْنَيْنَاهَا! قَالَ، فَقَالَ: أَلَا أَخْبِرُكَ بِأَعْجَبٍ مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَقُلْتُ بَلَى. قَالَ: الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ ذَهَبُوا إِلَيَّ (وَأَشَارَ بِيَدِهِ) ثَلَاثَةَ-

حمران کہتا ہے میں نے امام باقر کی خدمت میں عرض کی ہم کتنے کم ہیں کہ اگر ہم کسی گوسفند کے مقابلے میں جمع ہو جائیں تو اسے بھی شکست نہیں دے سکتے۔
آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات نہ بتاؤں؟
میں نے عرض کی جی ہاں مولا، فرمایا سوائے تین افراد کے تمام مہاجرین و انصار اس کو چھوڑ گئے تھے۔

۱۶- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَنْبِيئِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ الْخَوَارِيُّ مِنْ قَرْيَةِ أُسْتَرَابَادَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْخَيْرِ ٤٠، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَثْمَانَ الْخَزَّازِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (ع) يَقُولُ: لَمَّا مَرُّوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَ فِي رَقَبَتِهِ حَبْلٌ آلِ زُرَيْقٍ ضَرَبَ أَبُو ذَرٍّ بِيَدِهِ عَلَى الْآخِرَى ثُمَّ قَالَ لَيْتَ السِّيُوفُ قَدِ عَادَتْ بِأَيْدِينَا ثَانِيَةً، وَ

۲۰۸۷) "غزلا": جمع اغزل وهو الذي لم يجتن. *يرد على قوم من كان معي فاذا رجعوا إلى رايتم اختلجوا دوني فاقول يا رب اصحابي اصحابي فيقال انك لاتدرى ما احد ثوا بعدك: سمرقنة: المعجم الكبير طبراني (۲۰۷/۷، ن ۲۸۵۶)، الأوسط (۳۵۱/۶، ن ۶۵۹۸)۔
*يرد على يوم القيامة رجع من اصحابي فيقولون عن الحوض فاقول اي رب اصحابي فيقول انك لا علم لك بما احد ثوا بعدك انهم ارتدوا بعدك على ايد بارهم القمقري: ابني هريرة: بخاري (۲۳۰/۷، ن ۶۲۱۳) "فيقولون": اي ينعون.

قَالَ مَقْدَادُ لَوْ شَاءَ لَدَعَا عَلَيْهِ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَ، قَالَ سَلْمَانُ مَوْلَانَا أَعْلَمُ بِمَا هُوَ فِيهِ.

ابو حمزہ ثمالی نے امام باقر سے نقل کیا جب امام علیؑ کی گردن میں آل رزلیق کی رسی ڈال کر خلیفہ کے سامنے لائے، ابو ذر نے کف افسوس ملے اور کہا: کاش، یہ دوبارہ ہمارے ہاتھوں میں لوٹ آتی۔

مقداد نے کہا: کاش آپ اس کے خلاف اپنے خدا سے دعا کرتے اور سلمان نے کہا: مولانا علم بجا ہونیہ، ہمارے آقا اس کی غرض و مصلحت کو بہتر جانتے ہیں۔

۷۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) ارْتَدَّ النَّاسُ إِلَّا ثَلَاثَةً أَبُو ذَرٍّ وَ سَلْمَانَ وَ الْمَقْدَادُ قَالَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) فَأَيْنَ أَبُو سَاسَانَ وَ أَبُو عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيُّ.

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق کی خدمت میں عرض کی: تین افراد کے علاوہ سب لوگ پھر گئے تھے فرمایا: تو ابو ساسان اور ابو عمرہ انصاری کہاں گئے؟!

۱۸۔ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ وَهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ، عَنِ أَبِي بَصِيرٍ، عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: جَاءَ الْمُهَاجِرُونَ وَ

۴۱۔ تاریخ اسلام کا افسوس ناک واقعہ ہے، محسن اسلام کی مدبرانہ خاموشی سے غلط استفادہ کرتے ہوئے انہوں نے امام علیؑ کی گردن میں رسی باندھنے اور دیگر مظالم روا رکھنے کی جرات کی جن کی تفصیل بخاری و دیگر صحاح ستہ و معاجم حدیثی میں موجود ہے، اہل بیت سے روگردانی اور امام علیؑ کی خاموشی کے اسباب کی تحقیق ان احادیث کے بعد ہم نے متن میں مکملہ بحث کے طور پر ذکر کی ہے۔

الْأَنْصَارُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى عَلِيٍّ (ع) فَقَالُوا لَهُ: أَنْتَ وَاللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
وَ أَنْتَ وَاللَّهِ أَحَقُّ النَّاسِ وَأَوْلَاهُمْ بِالنَّبِيِّ (ع) هَلُمَّ يَدَكَ نُبَايَعَكَ فَوَاللَّهِ
لَنَمُوتَنَّ قُدَّامَكَ! فَقَالَ عَلِيٌّ (ع): إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاغْدُوا غَدًا عَلَيَّ مُحَلِّقِينَ!
فَحَلَّقَ عَلِيٌّ (ع) وَ حَلَّقَ سَلْمَانُ وَ حَلَّقَ مَقْدَادُ وَ حَلَّقَ أَبُو ذَرٍّ وَ لَمْ يَحَلِّقْ
غَيْرُهُمْ ثُمَّ أَنْصَرَفُوا فَجَاءُوا مَرَّةً أُخْرَى بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَالُوا لَهُ أَنْتَ وَاللَّهِ أَمِيرُ
الْمُؤْمِنِينَ وَ أَنْتَ أَحَقُّ النَّاسِ وَأَوْلَاهُمْ بِالنَّبِيِّ (ع) هَلُمَّ يَدَكَ نُبَايَعَكَ وَ
حَلِّفُوا! فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَاغْدُوا عَلَيَّ مُحَلِّقِينَ! فَمَا حَلَّقَ إِلَّا هَؤُلَاءِ
الثَّلَاثَةَ. قُلْتُ: فَمَا كَانَ فِيهِمْ عَمَّارٌ فَقَالَ: لَا. قُلْتُ: فَعَمَّارٌ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ ۲،
فَقَالَ: إِنْ عَمَّارًا قَدْ قَاتَلَ مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدُ.

ابو بصیر نے امام باقر سے نقل کیا: اس واقعہ (سقیفہ) کے بعد لوگوں نے امام علی کی خدمت
میں عرض کی، خدا کی قسم، آپ مومنین کے امیر ہیں اور خدا کی قسم، آپ دوسروں سے زیادہ
اس کے حقدار ہیں اور آپ ہی نبی اکرم ﷺ کے حقیقی ولی ہیں ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم آپ کی
بیعت کریں خدا کی قسم، ہم آپ پر جان نثار کریں گے۔
امام نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو کل سر منڈوا کے آ جاؤ تو صرف امام علی، سلمان، مقداد اور
ابوذر نے سر منڈوائے اور ان کے علاوہ کسی نے ایسا نہیں کیا پھر وہ پلٹ گئے اور اس کے بعد
ایک مرتبہ پھر آئے اور کہنے لگے: خدا کی قسم، آپ مومنین کے امیر ہیں اور خدا کی قسم، آپ

دوسروں سے زیادہ اس کے حقدار ہیں اور آپ ہی نبی اکرم ﷺ کے حقیقی ولی ہیں ہاتھ بڑھائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں اور اس پر انہوں نے حلف اٹھائے۔
آپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو کل سرمنڈوا کے آجاؤ تو صرف ان تینوں نے سرمنڈوائے اور ان کے علاوہ کسی نے ایسا نہیں کیا تو میں نے عرض کی: ان میں عمار نہ تھے فرمایا نہیں میں نے عرض کی تو پھر عمار بھی روگردانوں میں سے ہو گئے فرمایا: مگر عمار نے بعد میں امام کے ہمراہ ہو کر جنگ کی اور شہادت کا درجہ حاصل کیا۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

[تتمہ بحث: خاندان پیغمبرؐ سے قریش کی دشمنی کے اسباب]

کیوں قریش خاندان پیغمبر ﷺ سے دشمنی رکھتے تھے؟ کیا ان کا دین اور ان کی دنیا اس خاندان کی مرہون منت نہیں تھی؟ کیا انہوں نے اسی خاندان کی برکت کی وجہ سے ہلاک ہونے سے نجات نہیں پائی تھی؟

۱۔ قریش کی ریاست طلبی

قریش زمانہ جاہلیت میں پورے جزیرۃ العرب پر تمام عربوں میں ایک امتیاز رکھتے تھے، ابوالفرج اصفہانی کا اس بارے میں کہنا ہے: تمام عرب قومیں قریش کو شعر کے علاوہ ہر چیز میں مقدم جانتی تھی^{۴۳}، یہ موقعیت اور حشیت ان کو دو جہتوں سے حاصل ہوئی تھی۔

الف) اقتصادی قوت: قریش نے پیغمبر ﷺ کے جد جناب ہاشم کے زمانہ ہی سے پڑوسی ممالک جیسے یمن، شام، فلسطین، عراق، حبشہ سے تجارت کرنی شروع کر دی تھی اور اشراف قریش اس تجارت کی وجہ سے بہت زیادہ ثروتمند ہو گئے تھے^{۴۴}۔

خداوند عالم اس تجارت کو قریش کے لئے سرمایہ افتخار اور عیش و مسرت قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: ایک دوسرے سے محبت و الفت پیدا کرنے گرمیوں اور سردیوں میں آپس میں

^{۴۳}۔ الاغانی، ج ۱ ص ۷۴۔

^{۴۴}۔ تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، ص ۵۰-۵۱۔

رابطہ رکھنے کے لئے اللہ کی عبادت کریں وہی پروردگار کہ جس نے بھوک سے انہیں نجات دی اور خوف و ہراس ان سے دور کیا^{۳۵}۔

ب) معنوی حیثیت: قریش کعبہ کے وجود کی بنا پر کہ جو عرب دنیا میں، عرب قبائل کے درمیان ایک مشہور زیارت گاہ تھی نیز اسے عربوں کے درمیان ایک خاص معنوی حیثیت حاصل تھی خاص طور پر ہاتھیوں کے لشکر ابرہہ کی شکست کے بعد قریش کا احترام لوگوں کی نظر میں زیادہ ہو گیا تھا اور یہ کعبہ کے کلید دار بھی تھے، قریش نے اس واقعہ سے فائدہ اٹھایا اور خود کو آل اللہ، جیران اللہ اور سکان حرم اللہ کہلوانا شروع کر دیا، اسی وسیلہ کی بنیاد پر انہوں نے اپنے مذہبی مقام کو استوار کر لیا^{۳۶}۔

اسی احساس برتری و اقتدار کی وجہ سے قریش نے کوشش شروع کی کہ اپنی برتری کو ثابت کریں چونکہ مکہ کعبہ کی وجہ سے عرب کے لئے مرکز تھا جزیرۃ العرب کے اکثر ساکنین وہاں آتے جاتے تھے، قریش اپنی رسومات کو مکہ آنے والوں پر تھوپتے تھے طواف کعبہ کے وقت لوگوں کو متوجہ کرتے تھے کہ حاجی ان سے خریدے ہوئے لباس میں طواف کریں^{۳۷} (۳) لیکن رسول اکرم ﷺ کے ظاہر ہونے کے بعد انہوں نے احساس کیا کہ تعلیمات اسلامی ان کی برتری اور انحصار طلبی کے منافی ہے، قریش نے ان کو قبول نہیں کیا اور اپنی تمام طاقت کے ساتھ مخالفت میں کھڑے ہو گئے اور جو بھی اسلام کی نابودی کے لئے ممکن تھا اس کو انجام دیا لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، آخر کار پیغمبر ﷺ نے قریش پر کامیابی حاصل کر لی، آٹھویں ہجری میں قریش کے کچھ افراد مدینہ آئے اور مسلمانوں سے مل گئے لیکن دشمنی

^{۳۵} - سورہ قریش۔

^{۳۶} - تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، ص ۵۲۔

^{۳۷} - الطہات الکبریٰ، ج ۱، ص ۷۲۔

سے باز نہ آئے مثلاً حکم بن عاص نے پیامبر کا مذاق اڑایا آنحضرت نے اسے طائف کی جانب شہر بدر کر دیا^{۴۸}۔

جب قریش میں رسول اکرم ﷺ سے مقابلے کی طاقت نہیں رہی تو انہوں نے ایک نیا فارمولہ بنایا کہ آنحضرت کے جانشین سے مقابلہ کریں عمر نے ہمیشہ ابن عباس سے کہا: عرب نہیں چاہتے کہ نبوت اور خلافت تم بنی ہاشم کے درمیان جمع ہو اسی طرح مزید کہا^{۴۹}: اگر بنی ہاشم میں سے کوئی امر خلافت کا ذمہ دار بن گیا تو اس خاندان سے خلافت باہر نہیں جائے گی اور ہمارا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا لیکن اگر بنی ہاشم کے علاوہ کوئی اس کا ذمہ دار ہو گیا تو وہ لوگ اپنے ہی درمیان ایک دوسرے کو منتقل کرتے رہیں گے^{۵۰}۔

اس زمانے کے لوگ بھی قریش کے اس رویہ سے آگاہ تھے جیسا کہ براء بن عازب نے نقل کیا کہ میں بنی ہاشم کے چاہنے والوں میں سے تھا جس وقت رسول اکرم ﷺ دنیا سے گئے تو مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ قریش بنی ہاشم سے خلافت کو نہ چھین لیں اور میں کافی حیران و سرگردان تھا^{۵۱}۔

قریش کا ابو بکر اور عمر کی خلافت پر راضی ہونا خود ان کے فائدے میں تھا جیسا کہ ابو بکر نے مرتے وقت قریش کے کچھ لوگوں سے کہا جو اس کی عیادت کے لئے آئے تھے کہا: میں جانتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ میرے بعد خلافت اس کی طرف منتقل ہوگی لیکن میں نے تم میں سے بہترین شخص کو اس کے لئے چنا ہے^{۵۲}۔

^{۴۸}۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۳۴۔

^{۴۹}۔ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۱۹۴۔

^{۵۰}۔ حوالہ سابقہ۔

^{۵۱}۔ حوالہ سابقہ ص ۲۵۱۔

^{۵۲}۔ سابقہ حوالہ ص ۱۱۰۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے: قریش عمر کی طولانی خلافت کی وجہ سے ناراض تھے اور عمر بھی اس بات سے آگاہ تھے لہذا وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ مدینہ سے باہر جائیں۔^{۵۳}

۲. قبیلوں کی رقابت و حسادت

عربوں میں قبیلوں کے درمیان رقابت اور حسادت بہت تھی خداوند عالم نے قرآن مجید میں سورہ تکوین^{۵۴} اور سورہ سباء^{۵۵} میں اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے، زمانہ جاہلیت میں بنی ہاشم اور دوسرے تمام قبائل کے درمیان رقابت موجود تھی، زمزم کھودتے وقت جناب عبدالمطلب کے مقابلہ میں قریش کے تمام قبائل جمع ہو گئے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ افتخار صرف عبدالمطلب کو حاصل ہو۔^{۵۶}

یہی وجہ ہے کہ ابو جہل کہتا تھا: ہم بنی ہاشم سے ان کے شرف کی وجہ سے رقابت کرتے تھے وہ بھی لوگوں کو کھانا دیتے تھے تو ہم بھی لوگوں کو کھانا دیتے تھے، وہ لوگوں کو سواری مہیا کرتے تھے تو ہم بھی لوگوں کو سواری مہیا کرتے تھے تو وہ لوگوں کو پیسے دیتے تھے ہم بھی لوگوں کو پیسے بانٹتے تھے اور ہم ان کے ساتھ اس طرح شانہ بشانہ بڑھ رہے تھے جیسے گھوڑوں کی دوڑ میں دو گھوڑے ساتھ چل رہے ہوں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا: ہم میں ایک

MANZAR AELIYA

^{۵۳}۔ سابقہ حوالہ ۲ ص ۱۵۹۔

^{۵۴}۔ تمہاری سرگرمی کا باعث زیادہ طلبی ہے یہاں تک کہ تم اپنے مرنے والوں کی قبروں سے ملاقات کرو۔

^{۵۵}۔ تم نے کہا: ہمارے پاس مال اور بیٹے زیادہ ہیں اسی وجہ سے ہم سزا نہیں پاسکتے ان سے کہہ دو کہ میرا خدا جب کسی

کو چاہے گا اس کی روزی کم کر دے اور جب چاہے زیادہ کر دے گا لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے ہیں کہ اولاد اور مال کا زیادہ ہونا ان کو مجھ سے نزدیک نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ لوگ جو ایمان لائیں اور عمل صالح انجام دیں۔

^{۵۶}۔ السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۳، ۱۴۔

ایسا پیغمبر منتخب ہوا ہے کہ جس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اب ہم ان تک کیسے پہنچتے؟
خدا کی قسم! ہم اس پر ہر گز ایمان لائے اور نہ ہی ان کی تصدیق کی ۵۷۔

امیہ بن ابی الصلت جو طائف کے اشراف میں سے تھا اس نے اسی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا اور پیغمبرؐ موعود کا سا لہا سال انتظار کرتا رہا تا کہ اس انتظار میں خود کو اس منصب تک پہنچا دے جب اس کو بعثت رسول اللہ ﷺ کی خبر ملی پیروی کرنے سے اجتناب کیا اور اس کی علت یہ بتائی کہ مجھ کو ثقیف کی عورتوں سے شرم آتی ہے، اور اس کے بعد کہتا ہے: کافی عرصہ تک میں ان سے یہ کہتا رہا کہ وہ پیغمبر موعود ہیں مگر اب کس طرح تحمل کروں کہ وہ مجھے بنی عبد مناف کے ایک جوان کا پیرودیکھیں ۵۸۔

لیکن اس حسد و رقابت کے باوجود خدا نے پیغمبر اللہ ﷺ کو کامیاب کیا اور قریش کی شان و شوکت کو خاک میں ملادیا، آٹھویں ہجری کے بعد اکثر اشراف قریش مدینہ منتقل ہو گئے اور وہاں بھی خاندان پیغمبر اللہ ﷺ کو تکلیف دینے سے باز نہ آئے۔

ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک نے عباس بن عبدالمطلب سے چند بار کہا:
آپ کے والد عبدالمطلب اور بنی سہم کا ہنہ غیطلہ دونوں جہنم میں ہیں، آخر کار عباس غصہ ہو گئے اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کی ناک سے خون نکل آیا، اس شخص نے پیغمبر اللہ ﷺ سے آکر عباس کی شکایت کی رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباس سے اس بات کی وضاحت چاہی، عباس نے سارا قضیہ بیان کیا تو پیغمبر اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں عباس کو اذیت دیتے ہو؟ ۵۹

۵۷۔ سابقہ حوالہ۔

۵۸۔ المعارف، ابن قتیبہ، ص ۶۰، اور تاریخ اسلام، مہدی پیشوا کی، زمانہ جاہلیت سے حجیہ الوداع تک، ص ۸۸۔

۵۹۔ طبقات الکبریٰ، ج ۴، ص ۲۴۔

حضرت علی اپنے مخصوص کمال کی بنا پر زیادہ مورد حسد قرار پائے امام باقر فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اکرم ﷺ علی کے فضائل بیان کرنا چاہتے تھے یا اس آیت کی تلاوت کرنا چاہتے تھے جو علی کی شان میں نازل ہوئی تھی تو کچھ لوگ مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے، اس طرح کی روایت نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں^{۶۰}۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہو گیا^{۶۱}۔

یہاں تک کہ پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں بعض افراد علی سے حسد کرتے تھے اور آپ کو اذیت پہنچاتے تھے جیسا کہ سعد بن وقاص سے نقل ہوا ہے کہ میں اور دوسرے دو آدمی مسجد میں بیٹھے علی کی برائی کر رہے تھے کہ پیغمبر ﷺ غصہ کی حالت میں ہم لوگوں کی طرف آئے اور فرمایا: علی نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی^{۶۲}۔

۳۔ حضرت علی سے قریش کی دشمنی

علی کی محرومیت اور مظلومیت کی اہم ترین دلیل قریش کی مخالفت اور دشمنی تھی کیونکہ وہ حضرت علی سے زک کھا چکے تھے حضرت نے رسول ﷺ خدا کے زمانے میں جنگوں میں ان کے باپ، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کیا تھا، چنانچہ یعقوبی حضرت علی کی خلافت کے شروع کے حالات کے بارے میں لکھتا ہے: قریش کے مروان بن حکم، سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ کے علاوہ تمام لوگوں نے حضرت علی کے ہاتھوں پر بیعت کی، ولید نے ان لوگوں کی طرف سے حضرت علی سے کہا: آپ نے ہم لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے، بدر کے بعد میرے

۶۰ - مناقب آل ابی طالب، ج ۳، ص ۲۱۳۔

۶۱ - سابقہ حوالہ -

۶۲ - سابقہ حوالہ، ج ۳، ص ۲۱۱۔

باپ کی گردن اڑائی سعید کے باپ کو جنگ میں قتل کیا اور جب عثمان نے مروان کے باپ کو مدینہ واپس بلانا چاہا تو آپ نے اعتراض کیا^{۶۳}۔

اسی طرح خلافت علی کے وقت عبید اللہ بن عمر نے امام حسن سے سفارش کی کہ آپ مجھ سے ملاقات کریں مجھے آپ سے کام ہے، جس وقت دونوں کی ملاقات ہوئی تو عبید اللہ بن عمر نے امام حسن سے کہا: آپ کے والد نے شروع سے آخر تک قریش کو نقصان پہنچایا لوگ ان کے دشمن ہو گئے ہیں آپ میری مدد کریں تاکہ ان کو ہٹا کر آپ کو ان کی جگہ بٹھادیا جائے^{۶۴}۔

جب ابن عباس سے سوال کیا گیا: کیوں قریش حضرت علی سے دشمنی رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: پہلے والوں کو حضرت علی نے واصل جہنم کیا اور بعد والوں کے لئے باعث عار ہو گئے، حضرت علی کے دشمن قریش کی اس ناراضگی سے فائدہ اٹھاتے تھے اور قضیہ کو مزید ہوا دیتے تھے^{۶۵}۔

عمر بن خطاب نے سعد بن عاص سے کہا: تو مجھے اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے میں نے ہی تیرے باپ کو قتل کیا ہو میں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ علی نے ان کو قتل کیا ہے^{۶۶}۔ خود حضرت علی نے بھی ابن ماجہ کے ہاتھوں سے ضربت کھانے کے بعد ایک شعر کے ضمن میں قریش کی دشمنی کی طرف اشارہ کیا ہے:

تکلم قریش تمنای لتقتلنی فلا وربک ما فازوا وما ظفروا^{۶۷}۔

^{۶۳} - تاریخ یعقوبی، ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، ج ۲، ص ۱۷۸۔

^{۶۴} - شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۳۹۸۔

^{۶۵} - مناقب آل ابی طالب، ص ۲۲۰۔

^{۶۶} - طبقات الکبریٰ، ابن سعد، ج ۵، ص ۳۱۔

^{۶۷} - مناقب آل ابی طالب، ص ۳۱۲۔

قریش کی خود تمنا تھی کہ وہ مجھے قتل کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

۴۔ حضرت علیؑ کا سکوت اور اس کے اسباب

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت علیؑ نے سقیفہ اور ابو بکر کی حکومت کے آغاز کے بعد کیوں اپنے حق سے صرف نظر کیا؟ چند ماہ کے استدلال اور احتجاجات کے بے اثر ہونے کا یقین کر لینے کے بعد حکومت کے خلاف مسلمانانہ جنگ کیوں نہیں کی؟ جب کہ بعض بزرگ اصحاب پیغمبر ﷺ آپ کے واقعی طرفداروں میں تھے اور عمومی طور سے مسلمان بھی آپ سے مخالفت نہیں رکھتے تھے، بہ طور کلی کہا جاسکتا ہے کہ امیر المؤمنین نے اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کو مد نظر رکھا اور سکوت اختیار کیا جیسا کہ خطبہ شقشقیہ میں آپ نے فرمایا: فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْبًا وَ طَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا وَ طَفَقْتُ اُرْتِي بَيْنَ اَنْ اُصُولَ بَيْدٍ جَذَاءً اَوْ

اَصْبِرُ عَلٰى طَخِيَةِ عَمِيَاءَ يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ وَ يَشِيْبُ فِيهَا الصَّغِيْرُ وَ يَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتّٰى يَلْقٰى رَبَّهُ فَرَايْتُ اَنْ اَلصَّبْرَ عَلٰى هَاثَا اَحْجٰى فُصِّرْتُ وَ فِي الْعَيْنِ قَدٰى وَ فِي الْحَلْقِ شَجَا اُرٰى تُرَاثِيْ نَهْبًا۔

"میں نے خلافت کی قبا کو چھوڑ دیا اور اپنے دامن کو اس سے دور کر لیا حالانکہ میں اس فکر میں تھا کہ آیا تنہا بغیر کسی یا در و مددگار کے ان پر حملہ کر دوں یا اس دم گٹھنے والی تنگ و تاریک فضا میں جوان کی کارستانیوں کا نتیجہ تھی اس پر صبر کروں مایسی فضا جس نے بوڑھوں کو فرسودہ بنا دیا تھا، جوانوں کو بوڑھا اور با ایمان لوگوں کو زندگی کے آخری دم تک کے لئے رنجیدہ کر دیا تھا میں نے انجام پر نگاہ کی تو دیکھا کہ بردباری اور حالات پر صبر کرنا ہی عقل و خرد سے زیادہ نزدیک ہے اسی وجہ سے میں نے صبر کیا لیکن میں اس شخص کی طرح رہا کہ جس کی آنکھ

میں کانٹا اور گلے میں کھر دری ہڈی پھنسی ہوئی ہو میں اپنی میراث کو اپنی آنکھ سے لٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا^{۱۸}۔

حضرت علیؑ کے کلام سے خاموشی کے دوسرے اسباب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے (اگرچہ وہ اسباب جزئی ہیں):

۱۔ مسلمانوں کے درمیان تفرقہ

امیر المؤمنین فرماتے ہیں: جب خدا نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی قریش نے اپنے کو ہم پر مقدم کیا اور ہم (جو امت کی قیادت کے لئے سب سے زیادہ سزاوار تھے) کو ہمارے حق سے باز رکھا لیکن میں نے دیکھا کہ اس کام میں صبر و بردباری کرنا مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور ان کے خون پہنے سے بہتر ہے کیونکہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے دین کی مثال بالکل دودھ سے بھری ہوئی اس مشک کی سی تھی کہ جس میں جھاگ بھر گیا ہو کہ جس میں ذرا سی غفلت اور سستی اسے نابود کر دے گی اور تھوڑا سا بھی اختلاف اسے پلٹ دے گا^{۱۹}۔

۲۔ لوگوں کے مرتد ہونے کا خطرہ

پیغمبر اکرم ﷺ کی وفات کے بعد، عرب قبائل کی بڑی تعداد کہ جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی آخری زندگی میں اسلام قبول کیا تھا وہ دین سے پلٹ گئے اور مرتد ہو گئے تھے کہ

^{۱۸}۔ نوح البلاغ، خطبہ ۳۔

^{۱۹}۔ شرح نوح البلاغ، ابن ابی الحدید، ج ۱، ص ۳۰۸: إن الله لما قبض نبيه استأثرت علينا قریش بالأمر و دفعتنا عن حق نحن أحق به من الناس كافة فرأيت أن الصبر على ذلك أفضل من تفریق كلمة المسلمين و سفك دماهم و الناس حديثو عهد بالإسلام و الدين يمحض مخض الوطب يفسده أدنى وهن و يعكسه أقل خلف۔

جس کی وجہ سے، مدینہ کے لئے خطرہ بہت بڑھ گیا تھا ان کے مقابلہ میں مدینہ کی حکومت کمزور نہ ہونے پائے اس لئے حضرت علی نے سکوت اختیار کیا حضرت علی نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے یہ کبھی نہیں سوچا اور نہ میرے ذہن میں کبھی یہ بات آئی کہ پیغمبر ﷺ کے بعد عرب منصب امامت اور رہبری کو ان کے اہل بیت سے چھین لیں گے اور خلافت کو مجھ سے دور کر دیں گے تنہا وہ چیز کہ جس نے مجھے ناراض کیا وہ لوگوں کا فلاں (ابو بکر) کے اطراف میں جمع ہو جانا اور اس کی بیعت کرنا تھا میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کچھ گروہ اسلام سے پھر گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین محمد ﷺ کو نابود کر دیں، میں نے اس بات کا خوف محسوس کیا کہ اگر اسلام اور اس کے اہل کی مدد نہ کروں نیز اسلام میں شکاف اور اس کے نابود ہونے پر شاہد رہوں تو میرے لئے اس کی مصیبت حکومت اور خلافت سے محروم ہونے سے زیادہ بڑی تھی کیونکہ دنیا کا فائدہ چند روزہ ہے جو جلد ہی ختم ہو جائے گا جس طرح سراب تمام ہو جاتا ہے یا بادل چھٹ جاتے ہیں پس میں نے اس چیز کو چاہا کہ باطل ہمارے درمیان سے چلا جائے اور دین اپنی جگہ باقی رہے۔^{۴۰}

امام حسن نے بھی معاویہ کو خط میں لکھا: میں نے منافقوں اور عرب کے تمام گروہ کہ جو اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے ان کی وجہ سے اپنے حق سے چشم پوشی کی،^{۴۱} حتیٰ کہ ان

۴۰۔ نَجِّ الْبَلَاءِ، خط ۶۲: فَوَاللَّهِ مَا كَانَ يُلْقَى فِي رُوعِي وَلَا يَخْطُرُ بِيَالِي أَنْ الْعَرَبُ تَزْعِجُ هَذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ ص عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَا أَنَّهُمْ مَنُحُوهُ عَنِّي مِنْ بَعْدِهِ فَمَا رَاعَنِي إِلَّا أَنْبِيَاءُ النَّاسِ عَلَى فُلَانٍ يُبَايِعُونَهُ فَأَمْسَكَتُ يَدِي حَتَّى رَأَيْتُ رَاجِعَةَ النَّاسِ قَدْ رَجَعَتْ عَنِ الْإِسْلَامِ يَدْعُونَ إِلَى مَحَقِّ دِينِ؟ مُحَمَّدٌ ص؟ فَخَشَيْتُ إِنْ لَمْ أَنْصُرِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ أَنْ أَرَى فِيهِ نُلْمًا أَوْ هَدْمًا تَكُونُ الْمُصِيبَةُ بِهِ عَلَيَّ أَعْظَمَ مِنْ فَوْتِ وَلَا يَتَكَّمُ اللَّيِّ إِنَّمَا هِيَ مَتَاعُ أَيَّامٍ قَلِيلٍ يَزُولُ مِنْهَا مَا كَانَ كَمَا يَزُولُ السَّرَابُ وَكَمَا يَتَقَشَعُ السَّحَابُ فَهَضَّتْ فِي تِلْكَ الْأَحْدَاثِ حَتَّى زَاغَ الْبَاطِلُ وَزَهَقَ وَاطْمَأَنَّ الدِّينُ وَتَهَنَّه.

۴۱۔ مقاتل الطالبيين، ابو الفرج اصفهانی، ص ۶۵۔

لوگوں میں کچھ ایسے تھے جن کے لئے قرآن نے شہادت دی ہے: ان کے قلوب میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا تھا اور انہوں نے زبردستی اسلام قبول کیا تھا اور اپنے نفاق کی وجہ سے علی کی ولایت کے منکر تھے حتیٰ کہ رسول ﷺ کے دور میں بھی اس مطلب پر اعتراض کرتے تھے۔ طبری نے آیت ۱۱ سنل ساکل بعداب واقع ۱۱ کی تفسیر میں حضرت امام صادق سے نقل کیا ہے:

غدير خم کے واقعہ کے بعد نعمان بن حارث فہری پیغمبر ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ کے حکم کے مطابق ہم نے خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دی اور آپ نے جہاد، روزہ، حج، زکوٰۃ، نماز کا حکم دیا ہم نے قبول کیا ان تمام باتوں پر آپ راضی اور خوش نہیں ہوئے اور کہہ رہے ہیں کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، کیا یہ آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی جانب سے؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے یہ حکم خدا کی طرف سے ہے، نعمان بن حارث وہاں سے یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اگر یہ مطلب حق ہے تو آسمان سے میرے اوپر پتھر نازل فرما، اسی وقت آسمان سے اس کے اوپر پتھر نازل ہوا اور وہ وہیں پر ہلاک ہو گیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ۴۲۔

سقیفہ میں بھی یہ لوگ قریش کے حامی اور طرف دار تھے جیسا کہ ابو مخنف نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحرائی عرب مدینہ کے اطراف میں کار و بار کے لئے آئے ہوئے تھے اور پیغمبر ﷺ کی وفات کے دن مدینہ میں موجود تھے ان لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا ۴۳۔

۴۲۔ مجمع البیان، طبری، ج ۱۰، ص ۵۳۰۔

۴۳۔ الجبل، شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، ص ۱۱۸، ۱۱۹۔

۳۔ عترت پیغمبر ﷺ کی حفاظت

پیغمبر ﷺ کے اصلی وارث اور دین کے سچے حامی نیز خیر خواہ رسول ﷺ کے خاندان والے تھے یہ لوگ قرآن کے ہم پلہ اور ہم رتبہ سبب پیغمبر ﷺ کے دوسری عظیم یادگار نیز قرآن و شریعت کی تفسیر کرنے والے تھے انہوں نے پیغمبر ﷺ کے بعد اسلام کا صحیح چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا ان لوگوں کا قتل ہو جانا ناقابل تلافی نقصان تھا امیر المؤمنین فرماتے ہیں: میں نے سوچا اور فکر کی کہ اس وقت اہل بیت کے علاوہ کوئی میرا مددگار نہیں ہے میں راضی نہیں تھا کہ یہ لوگ قتل کر دیئے جائیں۔^{۴۳}

۱۹۔ وَ رَوَى جَعْفَرُ غُلَامُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ نَهَيْكٍ، عَنِ النَّصِيبِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَا سَلْمَانَ أَذْهَبُ إِلَى فَاطِمَةَ (ع) فَقُلْ لَهَا تُتَحَفُكَ مِنْ تَحَفِ الْجَنَّةِ فَذَهَبَ إِلَيْهَا سَلْمَانُ فَإِذَا بَيْنَ يَدَيْهَا ثَلَاثُ سِلَالٍ، فَقَالَ لَهَا يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ أَتُحَفِينِي، قَالَتْ: هَذِهِ ثَلَاثُ سِلَالٍ جَاءَتْنِي بِهَا ثَلَاثُ وَصَائِفٍ، فَسَأَلْتُهُنَّ، عَنْ أَسْمَائِهِنَّ فَقَالَتْ وَاحِدَةٌ أَنَا سَلْمَى لِسَلْمَانَ وَقَالَتْ الْآخَرَى أَنَا ذَرَّةٌ لِأَبِي ذَرٍّ وَقَالَتْ الْآخَرَى

^{۴۳} - نوح البلاغہ، خطبہ ۲۶: فنظرت فإذا ليس لى معين إلا أهل بيتى ، فضننت بهم عن الموت ، و أغضيت على القذى ، و شربت على الشجى ، و صبرت على أخذ الكظم ، و على أمر من طعم العلقم.

أَنَا مَقْدُودَةٌ لِّلْمَقْدَادِ، ثُمَّ قَبَضْتُ فَنَاوَلْتَنِي فَمَا مَرَرْتُ بِمَلَأٍ إِلَّا مَلَأُوا طَبِيبًا
لرَّيْحَهَا۔

نصیبی نقل کرتا ہے کہ امام صادقؑ فرمایا کہ امام علیؑ کا یہ فرمان ہے: اے سلمان، حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں عرض کر؛ مجھے جنت کے تحفوں میں سے کچھ عطا کیجئے، سلمان حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں پہنچے، حضرت فاطمہؑ کے سامنے تین ٹوکریاں رکھی تھیں۔ سلمان نے عرض کی: اے دختر رسول! مجھے جنتی تحفہ عطا کیجئے۔ فرمایا یہ تین تحفے میرے پاس جنت کی حوریں لائی ہیں میں نے ان سے انکے نام پوچھے: ایک نے کہا: میں سلمان کے لیے ہوں اور میرا نام سلمیٰ ہے۔ اور دوسری نے کہا: میں ابوذر کے لیے ہوں اور میرا نام ذرہ ہے۔ اور تیسری نے کہا: میں مقداد کے لیے ہوں اور میرا نام مقدودہ ہے، پھر آپ نے مجھے ایک تحفہ عطا کیا اس کے بعد میں جس کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اسکی خوشبو محسوس کی۔^{۵۵}

^{۵۵}۔ اگرچہ جناب ابو عمرو کثی نے نبی اکرم ﷺ و امام علیؑ کے اصحاب میں سے بہت سے افراد کا عنوان ذکر نہیں کیا لیکن ان احادیث میں مقداد بن اسود کی بہت زیادہ مدح بیان ہوئی جیسا کہ تفصیلی فہرست سے ظاہر ہے حتیٰ ان کے ایمان اور علم الیقین کے مراتب تمام اصحاب سے زیادہ بیان ہوئے ہیں حتیٰ اگر ان کے علم کا سلمان کو علم ہو جاتا تو وہ بھی برداشت نہ کر سکتے، انہوں نے کسی لمحہ امام علیؑ کی امامت و ولایت میں شک نہیں کیا بلکہ بھری محفلوں میں خلفاء کے سامنے آپ کا دفاع کیا اس لیے ان کا عنوان قائم کرنا اس کتاب میں بہت مناسب تھا اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ہم مقدار کے حالات زندگی کے مصادر اور بعض احوال کو ذکر کرتے ہیں: الطبقات الکبریٰ لابن سعد ص ۳۱۶، تاریخ خلیفہ ۱۲۴، تاریخ الکبیر ص ۸۵۳، ۲۱۲۶، المعارف ۱۵۰، المعرفۃ والتاریخ ۱۶۱۲، الرجال برقی، ۳، ۶۳، ۶۴، الجرح والتعديل ۲۲۶ | ۸۲۲ | ۱۹۲۲ الثقات لابن حبان ۳۷۱ | ۳۷۱، حلیۃ الاولیاء ۱۷۲ | ۱۷۲، اصحاب القتیامن الصحابة والتابعین ۸۱ | ۷۳، رجال الطوسی ۷۲ | ۷۲

عثمان کی بیعت کرو گے تو ہم اطاعت نہیں کریں گے اس وقت عمار یاسر نے بھی مقداد کی تائید کی اور امام علی کی بیعت کی تشویق کی البتہ عثمان کے طرفداروں نے ان کی حمایت کی اور ابن عوف نے سیرت شیعین کی شرط لگا کر بازی جیت لی (شرح حدیثی نوح البلاغہ ص ۹۵-۵۴) تاریخ طبری ص ۳۷۲-۲۹۷ کامل فی تاریخ ص ۳۱۷ قصہ شوری میں ہے: جب ابن عوف نے امام علی کا ہاتھ چھوڑ کر عثمان کی بیعت کی تو فرمایا: اے عبدالرحمن! خدا کی قسم! تو نے حق سے روگردانی کرتے ہوئے علی کو چھوڑ دیا اور فرمایا: مجھے تو نبی اکرم کے بعد اہل بیت جیسا کوئی گھرانہ نظر نہیں آتا مجھے قریش سے تعجب ہے کہ وہ علم و عدالت کے پیکر علی کو چھوڑ رہے ہیں خدا کی قسم! کاش مجھے ساتھی ملتے!

جب ابن عوف عثمان کی طرف داری کرنے لگا تو مقداد نے اس کی مذمت کی اور امام کے پاس عرض کی: آپ ان سے جنگ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں امام نے فرمایا: کن لوگوں کو ساتھ لیکر جنگ کروں اس وقت عمار نے عرض کی: خدا کی قسم! اگر میرے ساتھ افراد ہوتے تو اس گروہ کے خلاف جنگ کرتا اگر ایک آدمی بھی ان سے جنگ کرے تو دوسرا میں ہوں امام نے فرمایا: خدا کی قسم ان کے خلاف جنگ کے لیے میرے پاس افراد نہیں ہیں اور مجھے ہرگز پسند نہیں کہ تمہیں اس کام پر بھیجوں جس کی تم میں توانائی نہیں ہے (اصحاب امام علی ص ۲۱۶۵)۔

انہوں نے حدیث غدیر کو نقل کیا جو امام علی کی نص ہے اور متواتر بلائے متواتر روایات میں ہے ملاحظہ ہو الغیر علامہ ابنی ص ۵۹، از فرامد جمونی و حدیث الولایۃ ابن عقده۔ اور مسلم نے باب زہد و رقائق باب نبی از مدح میں ہمام بن حارث سے نقل کیا کہ ایک شخص نے عثمان کی مدح کی تو مقداد نے اسے گرا کر گھٹے تلے دبا لیا اور اس کے منہ میں کنکریاں اور خاک ٹھونس دی عثمان نے کہا: ارے ایسا کیوں کرتے ہو؟ فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم (جھوٹے) مداحوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو (صحیح مسلم ص ۸۲۲۸)۔

تاریخ یعقوبی ص ۲۱۶۳ میں ہے جب لوگ ہرمزان کے خون کا مطالبہ کرنے لگے اور عثمان نے عبید اللہ بن عمر کو روک دیا تو عثمان منبر پر آیا اور کہا میں ہرمزان کے خون کا ولی ہو اور میں ابن عمر کو بخش رہا ہوں اور عمر کے خون کے بدلے چھوڑ رہا ہوں تو مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور کہا: ہرمزان خدا اور رسول کا ماننے والا تھا تم خدا اور رسول کے فرض کو بخش نہیں سکتے ہو، پس تم انتظار کرو اور ہم بھی خدا کے فیصلے کا انتظار کرتے ہیں۔

ان کی قوت استنباط کا ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ آیات سے کس قدر آشنا تھے اور ان کی تطبیق کر سکتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی کس قدر اطاعت کیا کرتے تھے (موسوعۃ الفقہاء ص ۲۴۵)! حضرت مقداد ستر سال کی عمر میں ۳۳ھ میں جرف کے مقام پر فوت ہوئے اور ان کا جنازہ اٹھا کر مدینہ میں جبہ البقیع میں دفن کیا گیا۔ ذیل میں اصحاب باوفا کی عظمت کی معتبرادلہ ملاحظہ ہوں: کئی اسناد سے فضل بن شاذان نے امام رضاؑ نقل کیا ہے کہ آپ نے ایک خط مامون کو لکھا: محض الاسلام شہادۃ ان لا الہ الا اللہ... والولایۃ لا میرالمومنین و المقبولین من الصحابة الذین مضوا علی منہاج نبیم ﷺ و لم یغیروا ولم یدلوا مثل: سلمان الفارسی و ابی ذر الغفاری و المقداد بن

الاسود و عمار بن یاسر و حذیفہ الیمانی و ابی الہیثم بن التییمان و سہل بن حنیف و عبادہ بن الصامت و ابی ایوب الانصاری و خزیمہ بن ثابت ذی الشہادتین و ابی سعید الخدری و امثالہم رضی اللہ عنہم والولایۃ لاتباعہم و اشیاعم و المہتدین ہدایتہم، السالکین منہاجہم (عیون اخبار رضا ج ۲ ص ۱۲۶-۱۲۱، خاتمہ و مسائل ص ۲۳۵ ج ۳ طبع جدید) اسلام کی حقیقت اقرار شہادتین اور ولایت امیر المؤمنین اور نبی اکرم ﷺ کے بہترین صحابہ جو نبی پاک ﷺ کی سیرت پہ چلے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جیسے سلمان، ابوذر، مقداد، عمار، حذیفہ، ابن تیہان، سہل بن حنیف، عبادہ بن صامت، ابویوب انصاری، خزیمہ بن ثابت، ابوسعید خدری اور ان کی مثل اور ان کے پیروکاروں اور ان کی ہدایت سے ہدایت لینے والوں اور ان کی راہ چلنے والوں کی محبت بھی ایمان کا حصہ ہے۔

امام زین العابدین حضرت سجاد صحیفہ کاملہ کی پانچویں دعائی الصلاۃ علی اتباع الرسل و مصدر قہیم میں فرماتے ہیں: فاذکر ہم منک بمغفرتہ و رضوان اللہم و اصحاب محمد خاصۃ الذین احسنوا الصحابۃ و الذین ابوا البلاء الحسن فی نصرہ و کانفہ و اسر عوالی و فادتہ و سابقوا الی دعوتہ و استجابوا الہ حیث اسعیم حجتہ رسالانہ و فارقوا الازواج و الاولاد فی اظہار کلمتہ و قاتلوا الاباء و الالبناء فی تثبیت نبوتہ و انصر وا بہ و من کانوا منطویین علی محبتہ برجون تجارۃ لکن تبور فی مؤذنتہ و الذین ہجرتم العشاثر اذ تعلقوا بحدوتہ و اتقنت منہم القرابت اذ سکنوا فی ظل قرابتہ فلا تنس لہم اللہ ما ترکوا لک و فیک و ارضم من رضوانک و بما حاشوا الخلق علیک و کانوا مع رسولک دعاۃ لک الیک و اشکر ہم علی ہجر ہم فیک دیار قومہم و خروجہم من سعۃ المعاش الی ضیقہ و من کثرت فی اعزاز دینک من مظلومہم ... ترجمہ:- خصوصیت سے اصحاب محمد ﷺ میں سے ان افراد کی مغفرت اور خوشنودی کے ساتھ یاد فرما جنہوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کا پوری طرح ساتھ دیا اور انکی نصرت میں پوری شجاعت کا مظاہرہ کیا اور انکی مدد کیلئے کمر بستہ رہے اور ان پہ ایمان لانے میں جلدی کی اور انکی دعوت کی طرف سبقت کی اور جب پیغمبر ﷺ نے اپنی رسالت کی دلیلیں اگلے گوش گزار کیں تو انہوں نے لبیک کہا اور ان کا بول بالا کرنے کیلئے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑا اور امر نبوت کے استیکام کیلئے باپ بیٹوں تک سے جنگیں کیں اور نبی اکرم ﷺ کے وجود کی برکت سے کامیابی حاصل کی اور نبی اکرم ﷺ کی محبت دل کے ہر رگ و ریشہ میں لپیٹے ہوئے تھے اور آپ کی محبت میں ایسی نفع بخش تجارت کی توقع رکھتے تھے جس سے کبھی نقصان نہ ہو اور جب ان کے دین کے بندھن سے وابستہ ہوئے تو ان کے قوم قبیلہ نے انہیں چھوڑ دیا اور آپ ﷺ کے سایہ قرب میں منزل کی تو اپنے بیگانے ہو گئے تو اے میرے معبود! انہوں نے تیری خاطر اور تیری راہ میں جو سب کو چھوڑا تو جزاء کے موقع پہ ان کو فراموش نہ کر اور ان کی اس فدکاری اور خلق خدا کو تیرے دین جمع کرنے اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ داعی حق بن کر کھڑے ہونے کے صلہ میں انہیں اپنی رضا سے سرفراز و شاد کام فرما اور انہیں اس امر پہ بھی جزاء دے کہ انہوں نے تیری خاطر اپنے قوم قبیلہ کے شہروں سے ہجرت کی اور وسعت معاش سے تنگی معاش میں جا پڑے اور یونہی مظلوموں کی خوشنودی کا سامان کر کہ جن کی تعداد کو تو نے اپنے دین کو غلبہ دینے کیلئے بڑھایا

ندائے آسمانی اور معصومین کے حواری و مددگار

۲۰۔ مُحَمَّدٌ بْنُ قَوْلُوَيْهِ، قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلْفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ سَلِيمَانَ بْنِ دَاوُدَ الرَّازِي، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ، عَنْ أَبِيهِ أَسْبَاطِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ (ع) إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ أَيْنَ حَوَارِي مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ الَّذِينَ لَمْ يَنْقُضُوا الْعَهْدَ وَمَضُوا عَلَيْهِ فَيَقُومُ سَلْمَانُ وَالْمُقَدَّادُ وَأَبُو ذَرٍّ. ثُمَّ يَنَادِي مُنَادٍ أَيْنَ حَوَارِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) وَصِيَّ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ فَيَقُومُ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ الْخَزَاعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمِيثَمُ بْنُ يَحْيَى التَّمَارِيُّ مَوْلَى بَنِي أَسَدٍ وَأُوَيْسُ الْقُرْنِيُّ. قَالَ ثُمَّ يَنَادِي الْمُنَادِيُّ أَيْنَ حَوَارِي الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَسُولِ اللَّهِ فَيَقُومُ سُفْيَانُ بْنُ أَبِي لَيْلَى الْهَمْدَانِيُّ^{۷۶} وَحَذِيفَةُ بْنُ أَسِيدٍ الْغِفَارِيُّ، قَالَ ثُمَّ يَنَادِي أَيْنَ حَوَارِي الْحُسَيْنِ

اسی طرح اصحاب کی مدح و تعریف میں نازل آیات کو بھی ہم جاننے اور مانتے ہیں لیکن ہم ان اصحاب کے متعلق کیا کہیں جنہوں نے میدان جنگ سے فرار کیا جبکہ رسول اکرم ﷺ انہیں بلا رہے تھے جیسا کہ خود قرآن میں اسکی وضاحتیں ہیں؛ سورہ آل عمران ۱۵۳؛ اذ تصعدون ولا تلونون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرکم فاناکم غمنا بغم... ترجمہ: یاد کرو اس وقت کو جب تم چڑھائی کی طرف بھاگے جا رہے تھے اور کسی کو پلٹ کر نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول اکرم ﷺ تمہارے پیچھے تمہیں بلا رہے تھے پھر اللہ نے تمہیں غم رسول کی پاداش میں غم دیا... اس سے پہلے بھی خدا نے ایسے افراد کو منکم من یرید الدنیا کمکر خطاب کیا اور عجب یہ کہ کہا اس وقت کو یاد کرو جب ماننے والے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو ان سنی کر رہے تھے حالانکہ رسول اکرم ﷺ فرما رہے تھے: ائی عباد اللہ ائی عباد اللہ انار رسول اللہ من یرکرتلہ جہتہ؛ اللہ کے بندو! میری طرف آؤ جو لوے گا اسکیلے جنت ہے۔ اتنی وضاحت کافی ہے تفصیل تاریخ اور تفسیر میں دیکھی جائے۔

۷۶۔ رجال الکشی، ص: ۱۰

بِنِ عَلِيٍّ (ع) فَيَقُومُ كُلُّ مَنْ اسْتَشْهَدَ مَعَهُ وَ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْهُ، قَالَ ثُمَّ يَنَادِي
 اَيْنَ حَوَارِيَّ عَلِيٍّ بِنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَيَقُومُ جَبْرِ بْنُ مُطْعَمٍ وَ يَحْيَى ابْنَ اُمِّ
 الطُّوَيْلِ وَ أَبُو خَالِدِ الْكَابُلِيِّ وَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ. ثُمَّ يَنَادِي اَيْنَ حَوَارِيَّ
 مُحَمَّدَ بْنِ عَلِيٍّ وَ حَوَارِيَّ جَعْفَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ فَيَقُومُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَرِيكَ الْعَامِرِيِّ
 وَ زُرَّارَةُ بْنُ اَعْيُنٍ وَ بَرِيدُ بْنُ مَعَاوِيَةَ الْعَجَلِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَ أَبُو بَصِيرٍ
 لَيْثُ بْنُ الْبَخْتَرِيِّ الْمُرَادِيُّ وَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اَبِي يَعْفُورٍ وَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 جَذَاعَةَ وَ حَجْرُ بْنُ زَائِدَةَ وَ حُمَرَانُ بْنُ اَعْيُنٍ. ثُمَّ يَنَادِي سَائِرُ الشَّيْعَةِ مَعَ سَائِرِ
 الْاَئِمَّةِ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَهَوْلَاءِ اَوَّلِ السَّابِقِينَ وَ اَوَّلِ الْمُقَرَّبِينَ وَ اَوَّلِ
 الْمُتَّحَوِّرِينَ مِنَ التَّابِعِينَ.

اسباط بن سالم نے امام موسیٰ کاظمؑ سے نقل کیا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا
 دے گا:

رسول خدا ﷺ کے وہ حواری و مددگار کہاں ہیں جنہوں نے کئے ہوئے وعدے نہیں
 توڑے تھے اور ان پر قائم رہے تھے؟
 تو سلمان، مقداد اور ابوذر کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندا دے گا، وصی رسول خدا کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو عمرو بن حمق
 خزاعی، محمد بن ابی بکر، میثم بن یحییٰ تمار، مولیٰ بنی اسد، اور اویس قرنی کھڑے ہونگے۔
 پھر ایک منادی ندا دے گا، نواسہ رسول خدا، حسن بن علی کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟
 تو سفیان بن ابی لیلیٰ ہمدانی، حدیفہ بن اسید غفاری کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندادے گا، حسین بن علیؑ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو آپ کے ساتھ شہید ہونے والے تمام افراد کھڑے ہونگے جنہوں نے آپ کی مدد سے روگردانی نہیں کی۔

پھر ایک منادی ندادے گا، علی بن حسینؑ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو جبیر بن مطعم، یحییٰ بن امّ طویل، ابو خالد کابلی اور سعید بن مسیب کھڑے ہونگے۔

پھر ایک منادی ندادے گا، محمد بن علی اور جعفر بن محمدؑ کے حواری و مددگار کہاں ہیں؟ تو عبداللہ بن شریک عامری، زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ عجلی، محمد بن مسلم، ابوبصیر لیث بن بختری مرادی، عبداللہ بن یعفور، عامر بن عبداللہ بن جذاعہ، حجر بن زائدہ اور حمران بن اعین کھڑے ہونگے۔

پھر منادی تمام شیعوں کو باقی ائمہ کے ساتھ قیامت کے دن نداء دے گا تو یہ لوگ پہلے

سبقت کرنے والے، مقررین اور حواری بننے والے ہیں۔

۲۱- جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْجَمَّالِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ قَالُوا وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَأَبُو ذَرِّ الْغَفَارِيُّ وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ.

صفوان بن مهران نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمایا علی بن ابی طالب، اور خاموش ہو گئے، اور فرمایا پھر فرمایا خدا نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا۔

لوگوں نے پوچھا وہ کون ہیں؟

فرمایا علی بن ابی طالبؑ، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

۲۲۔ حمدویہ بن نصیر، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى. وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ، قَالَ مَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا وَ قَدْ جَالَ ۷۷ جَوْلَةً إِلَّا الْمُقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ فَإِنَّ قَلْبَهُ كَانَ مِثْلَ زُبْرِ الْحَدِيدِ.

محمد بن بشیر نے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نہیں بچا مگر اس میں زبردست جولان و گردش آئی سوائے مقداد بن اسود کے کہ ان کا دل لوہے کی طرح پختہ رہا۔

۲۳۔ طاهر بن عیسیٰ الوراق، رَفَعَهُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ سَفِيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الدِّيَلَمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) يَا سَلْمَانَ لَوْ عَرَضَ عَلَيْكَ عَلِيُّ مِقْدَادَ لَكَفَرْتَ، يَا مِقْدَادُ لَوْ عَرَضَ عَلَيْكَ عَلِيُّ سَلْمَانَ لَكَفَرْتَ.

ابو بصیر نے امام صادق سے نقل کیا کہ نبی اکرم نے فرمایا: اے سلمان! اگر تیرا علم مقداد کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے اور اے مقداد! اگر تیرا علم سلمان کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائے۔

۲۴۔ عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (ع) ارْتَدَّ النَّاسُ إِلَّا ثَلَاثَةَ نَفَرٍ سَلْمَانَ وَ أَبُو ذَرٍّ وَ الْمُقْدَادُ. قَالَ قُلْتُ

فَعَمَّارٌ قَالَ قَدْ كَانَ جَاضَ جَيْضَةً ثُمَّ رَجَعَ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَرْدَتَ الَّذِي لَمْ يَشْكُ
وَلَمْ يَدْخُلْهُ شَيْءٌ فَالْمَقْدَادُ، فَأَمَّا سَلْمَانُ فَإِنَّهُ عَرَضَ فِي قَلْبِهِ عَارِضٌ أَنْ عِنْدَ
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) اسْمَ اللَّهِ الْأَعْظَمِ لَوْ تَكَلَّمْتُ بِهِ لَأَخَذْتَهُمُ الْأَرْضُ وَهُوَ هَكَذَا
فَلَبَّ وَوَجِئْتُ عَنْقَهُ حَتَّى تَرَكْتُ كَالسَّلْقَةِ فَمَرَّ بِهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ لَهُ
يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَذَا مِنْ ذَاكَ بَايِعْ! فَبَايَعَ وَ أَمَّا أَبُو ذَرٍّ فَأَمَرَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
(ع) بِالسُّكُوتِ وَ لَمْ يَكُنْ يَأْخُذُهُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَأْتِمُ فَبَايِعَ إِلَّا أَنْ يَتَكَلَّمَ فَمَرَّ بِهِ
عُثْمَانُ فَأَمَرَ بِهِ، ثُمَّ أَنَابَ النَّاسُ بَعْدُ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ أَنَابَ أَبُو سَاسَانَ
الْأَنْصَارِيُّ وَ أَبُو عَمْرَةَ وَ شَتِيرَةَ وَ كَانُوا سَبْعَةً، فَلَمْ يَكُنْ يَعْرِفُ^{۷۸} حَقَّ أَمِيرِ
الْمُؤْمِنِينَ (ع) إِلَّا هَؤُلَاءِ السَّبْعَةَ.

علی بن حکم نے سیف بن عمیرہ کے واسطے سے ابو بکر حضرمی سے نقل کیا کہ امام باقر نے
فرمایا: تین افراد کے علاوہ سب لوگ پھر گئے تھے، راوی نے عرض کی: عمار؟ فرمایا وہ بھی لوٹ
گئے تھے لیکن پھر واپس آگئے۔

اور فرمایا اگر تو اس شخص کے متعلق پوچھے جس نے شک نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں
کسی شک و شبہ نے راہ پائی تو وہ مقداد ہے اور سلمان کے دل میں ایک عارضہ پیدا ہوا کہ امیر
المؤمنین کے پاس خدا کا اسم اعظم ہے اگر آپ وہ پڑھیں تو یہ سب زمین میں دھنس جائیں مگر
پھر بھی اسی طرح مجبور ہو چکے ہیں کہ ان کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں غلام کی طرح اسکے
سامنے لائے تو امام علیؑ اس کے پاس سے گزرے۔

اور فرمایا اے بندہ خدا یہ راز ہے، اس کی بیعت کر لے، تو انہوں نے بیعت کی اور ابوذر کو امام علیؑ نے خاموشی اور سکوت کا حکم دیا تھا مگر وہ امر خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے تھے اور انہوں نے بولنے کو اختیار کیا تو عثمان اس کے پاس سے گزر اور ان پر غلبہ پایا، پھر ان کے بعد کچھ لوگ لوٹے ان میں سب سے پہلے ابو ساسان انصاری، ابو عمرہ، شثیرہ، اس وقت امام کی معرفت رکھنے والے یہی سات تھے۔

۲۵۔ حَمْدُوِيَهٗ بِنُ نَصِيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنِ نُوحٍ، قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ يُحْيَى، عَنْ ابْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ زُرَّارَةَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: أَدْرَكَ سَلْمَانَ الْعِلْمَ الْأَوَّلَ وَالْعِلْمَ الْآخِرَ وَهُوَ بَحْرٌ لَا يُنْضَحُ وَهُوَ مِنَّا أَهْلُ الْبَيْتِ (ع). بَلَغَ مِنْ عِلْمِهِ: أَنَّهُ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي رَهْطٍ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ تَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ الَّذِي عَمِلْتَ بِهِ فِي بَطْنِ بَيْتِكَ الْبَارِحَةَ! قَالَ، ثُمَّ مَضَى، فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ لَقَدْ رَمَاكَ سَلْمَانُ بِأَمْرٍ فَمَا دَفَعْتَهُ عَنْ نَفْسِكَ. قَالَ: إِنَّهُ أَخْبَرَنِي بِأَمْرٍ مَا أَطَّلَعَ عَلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَا. وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ مِثْلَهُ وَ زَادَ فِي آخِرِهِ: أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ أَبَا بَكْرٍ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ.

زرارہ نے امام صادق سے نقل کیا کہ سلمان نے علم اولین و آخرین کو درک کیا وہ ایسا سمندر تھا جو کبھی خشک نہیں ہوا، اور وہ ہم اہل بیت میں سے تھا ان کے علم کی حد یہ تھی کہ ایک دفعہ ایک فرد کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے بندہ خدا! خدا سے اس کی توبہ طلب کر جو تو نے رات کو اپنے گھر میں انجام دیا اور چلے گئے تو لوگ اس شخص کو کہنے لگے سلمان نے تجھ پر تہمت لگائی ہے تو نے اپنا دفاع کیوں نہیں کیا تو وہ کہنے لگا سلمان نے مجھے اس امر کی خبر دی جو میں اور میرا خدا جانتا ہے اور دوسری روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ ابو بکر تھا۔

۲۶۔ جبریل بن أحمد، قال حدثني الحسن بن خرزاذ، قال حدثني محمد بن علي و علي بن أسباط، قالا حدثنا الحكم بن مسكين، عن الحسن بن صهيب، عن أبي جعفر (ع) قال ذكر عنده سلمان الفارسي، فقال أبو جعفر (ع) مه لا تقولوا سلمان الفارسي و لكن قولوا سلمان المحمدي، ذلك رجل منا أهل البيت۔

حسن بن صہیب نے امام باقر سے نقل کیا جب اس نے آپ کے پاس سلمان کا ذکر کیا تو فرمایا: ارے سلمان فارسی نہ کہو بلکہ سلمان محمدی کہو وہ تو ہم اہل بیت میں سے تھے۔

۲۷۔ جبریل بن أحمد، قال حدثني الحسن بن خرزاذ، قال حدثني الحسن بن علي بن فضال، عن ثعلبة بن ميمون، عن زرارة، عن أبي جعفر (ع) قال: كان علي (ع) محدثاً و كان سلمان محدثاً۔

زرارہ نے امام باقر سے نقل کیا کہ امام علی اور سلمان ان افراد میں سے تھے جن سے ملائکہ نے کلام کیا۔

۲۸۔ محمد بن مسعود، قال حدثني أحمد بن منصور الخزاعي، عن أحمد بن الفضل الخزاعي، عن محمد بن زياد، عن حماد بن عثمان، عن عبد الرحمن بن أعين، قال سمعت أبا جعفر (ع) يقول: كان سلمان من المتوسمين۔

عبدالرحمن بن اعین نے امام باقر سے نقل کیا: سلمان ان افراد میں سے تھے جن میں مومنین کی علامت ثبت تھی^{۸۰}۔

۲۹۔ جبریل بن احمد، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَزَادَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مِهْرَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بصيرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: سَلْمَانٌ عَلِمَ الْأَسْمَ الْأَعْظَمَ.

ابو بصیر نے امام صادق سے نقل کیا کہ سلمان کو اسم اعظم کی تعلیم دی گئی تھی۔

۳۰۔ جبریل بن احمد، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَزَادَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ جَنَاحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، بَلَغَ بِهِ، قَالَ: كَانَ سَلْمَانٌ إِذَا رَأَى الْجَمَلَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ عَسْكَرٌ يَضْرِبُهُ، فَيُقَالُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ مَا تُرِيدُ مِنْ هَذِهِ الْبَهِيمَةِ فَيَقُولُ مَا هَذَا بَهِيمَةٌ وَ لَكِنْ هَذَا عَسْكَرٌ بِنُ كِنَعَانَ الْجِنِيِّ، يَا أَعْرَابِيُّ لَا يُنْفَقُ عَلَيْكَ هَاهُنَا وَ لَكِنْ اذْهَبْ بِهِ إِلَى الْحَوَّابِ فَإِنَّكَ تُعْطَى بِهِ مَا تُرِيدُ.

حسن بن حماد نے کہا مجھے یہ روایت پہنچی کہ سلمان جب عسکر نامی اونٹ کو دیکھتے تو اسکو مارتے، کہا جاتا ہے بندہ خدا تم اس جانور سے کیا چاہتے ہو؟ فرماتے: یہ جانور نہیں بلکہ یہ عسکر

^{۸۰}۔ راغب اصفہانی نے مفردات میں مادہ میں کہا: وسم سے مراد تاثیر ہے: إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِلذَّكَرِ السَّمِينِ، (حجر ۷۵) اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ان سے اثر لیتے اور عبرت و نصیحت حاصل کرتے ہیں، اس اثر کو کچھ لوگ ذہانت و فطانت اور فراست ذہنی سے یاد کرتے ہیں اور نبی اکرم نے فرمایا: اتقوا فراسۃ المؤمن وقال: المؤمن ينظر بنور الله، مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔

بن کنعان جنی ہے، اے اعرابی اس کی گردن نہ کاٹنا سے حواب کی طرف لے جانا وہاں تجھے تیرا منہ مانگا پیسا ملے گا۔

۳۱۔ جَبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ خُرَزَّادَ، قَالَ حَدَّثَنِی إِسْمَاعِیلُ بْنُ مَهْرَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: اشْتَرَوْا عَسْكَرًا بِسَبْعِمِائَةِ دِرْهَمٍ وَكَانَ شَيْطَانًا.

ابو بصیر نے امام باقر سے نقل کیا کہ انہوں نے عسکر کو ۷۰۰ درہم کا خریدا اور وہ حقیقت میں شیطان تھا۔

سلمان کا نسب نامہ

۳۲۔ حَمْدَوِيَّةُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى، عَنْ حَنَّانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: جَلَسَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ^{۸۱} رَسُولِ اللَّهِ (ص) يَنْتَسِبُونَ وَفِيهِمْ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، وَ أَنْ عَمْرٌ سَأَلَهُ عَنْ نَسَبِهِ وَ أَصْلِهِ فَقَالَ أَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كُنْتُ ضَالًّا فَهَدَانِي اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ وَ كُنْتُ عَائِلًا فَأَغْنَانِي اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ وَ كُنْتُ مَمْلُوكًا فَأَعْتَقَنِي اللَّهُ بِمُحَمَّدٍ فَهَذَا حَسَبِي وَ نَسَبِي. ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَحَدَّثَهُ سَلْمَانُ وَ شَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنَ الْقَوْمِ وَ مَا قَالَ لَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ (ص) يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ حَسَبَ الرَّجُلِ دِينُهُ، وَ مَرُوتُهُ خَلْقُهُ، وَ أَصْلُهُ عَقْلُهُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أَنْثَى وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا

^{۸۱}۔ رجال الکشی، ص: ۱۳

وَقَبَائِلَ لِنَعَارِفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْفَاكُمْ، ۸۲ يَا سَلْمَانَ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْ هَؤُلَاءِ عَلَيْكَ فَضْلٌ إِلَّا بِتَقْوَى اللَّهِ وَإِنْ كَانَ التَّقْوَى لَكَ عَلَيْهِمْ فَأَنْتَ أَفْضَلُ.

سدیر نے امام باقر سے نقل کیا کہ ایک دفعہ مسجد میں چند صحابہ اپنے نسب کا ذکر کر رہے تھے اور اس پر فخر کر رہے تھے حضرت سلمان بھی اس جماعت میں موجود تھے حضرت عمر نے ان کی طرف رخ کیا اور ان کے نسب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا میں سلمان بن عبد اللہ ہوں میں گمراہ تھا خدا نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں ہدایت دی، میں فقیر و محتاج تھا خدا نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں بے نیاز کیا اور میں غلام تھا خدا نے مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں آزاد کیا، یہ میرا حسب و نسب ہے اور پھر رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو سلمان نے انہیں یہ واقعہ سنایا اور اس گروہ کی طرف سے پہنچنے والی اذیت اور اپنے جواب کا ذکر کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے گروہ قریش! بتحقیق انسان کا حسب اس کا دین، اسکی مرآت اس کا اخلاق اور اس کی اصل و بنیاد اسکی عقل ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے گروہ اور قبیلے بنائے تاکہ تم پہچانے جاو، بے شک خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے، اے سلمان، ان میں سے کسی کو تجھ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقوا کے ساتھ اور اگر تیرا تقوا ان سے زیادہ ہو تو تو ان سے افضل ہے۔

۳۳- جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَدَمِيُّ سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُنْخَلٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: دَخَلَ أَبُو ذَرٍّ عَلَى سَلْمَانَ وَهُوَ

يَطْبُخُ قَدْرًا لَهُ، فَبَيْنَا هُمَا يَتَحَدَّثَانِ إِذَا انْكَبَّتِ الْقَدْرُ عَلَى وَجْهَهَا عَلَى الْأَرْضِ فَلَمْ يَسْقُطْ مِنْ مَرْقَهَا وَلَا مِنْ وَدَكِهَا شَيْءٌ، فَعَجِبَ مِنْ ذَلِكَ أَبُو ذَرٍّ عَجَبًا شَدِيدًا، وَ أَخَذَ سَلْمَانَ الْقَدْرَ فَوَضَعَهَا عَلَى حَالِهَا الْأَوَّلِ عَلَى النَّارِ ثَانِيَةً، وَ أَقْبَلَا يَتَحَدَّثَانِ، فَبَيْنَا هُمَا كَذَلِكَ إِذَا انْكَبَّتِ الْقَدْرُ عَلَى وَجْهَهَا، فَلَمْ يَسْقُطْ مِنْهَا شَيْءٌ مِنْ مَرْقَهَا وَلَا مِنْ وَدَكِهَا، قَالَ فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَ هُوَ مَذْعُورٌ مِنْ عِنْدِ سَلْمَانَ، فَبَيْنَا هُوَ مُتَفَكِّرٌ إِذْ لَقِيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَلَى الْبَابِ، فَلَمَّا أَنْ بَصُرَ بِهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ لَهُ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا الَّذِي أَخْرَجَكَ مِنْ عِنْدِ سَلْمَانَ^{۸۳} وَ مَا الَّذِي أذْعَرَكَ قَالَ لَهُ أَبُو ذَرٍّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأَيْتُ سَلْمَانَ صَنَّعَ كَذَا وَ كَذَا فَعَجِيتُ مِنْ ذَلِكَ! فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّ سَلْمَانَ لَوْ حَدَّثَكَ بِمَا يَعْلَمُ لَقُلْتَ رَحِمَ اللَّهُ قَاتِلَ سَلْمَانَ، يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّ سَلْمَانَ بَابُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ مَنْ عَرَفَهُ كَانَ مُؤْمِنًا وَ مَنْ أَنْكَرَهُ كَانَ كَافِرًا، وَ إِنَّ سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ.

جابر نے امام باقر سے نقل کیا کہ حضرت ابوذر سلمان کے پاس آئے جب وہ ہنڈیا پکا رہے تھے، وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہنڈیا زمین پر الٹ گئی، مگر اس سے کوئی چیز زمین پر نہ گری تو ابوذر کو بہت تعجب ہوا، حضرت سلمان نے دوبارہ اسے آگ پر رکھ دیا اور دوبارہ باتیں کرنے لگے ابھی وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دوبارہ ہنڈیا زمین پر الٹ گئی مگر اس سے کوئی چیز زمین پر نہ گری۔

^{۸۳}۔ رجال الکشی، ص: ۱۵

حضرت ابوذر ڈر کر ان کے پاس سے نکل آئے، ابھی وہ سوچ رہے تھے کہ دروازے پر امیر المؤمنین (ع) انہیں ملے، جب امام نے انہیں دیکھا تو فرمایا اے ابوذر! سلمان کے پاس سے کیوں نکلے ہو اور ڈر کس بات کا؟! ابوذر نے کہا میں سلمان کو دیکھا کہ اس نے اس طرح کیا تو مجھے تعجب ہوا تو امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: اے ابوذر! سلمان زمین میں باب خدا ہے جس نے اس کی معرفت حاصل کی وہ مومن ہے ہو جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے اور سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے۔

۳۴۔ طاهر بن عیسیٰ الوراق الکثی، قال حدثنی ابو سعید جعفر بن احمد بن ایوب التاجر السمرقندی، قال حدثنی علی بن محمد بن شجاع، عن ابی العباس احمد بن حماد المروزی، عن الصادق (ع) انه قال فی الحدیث الذی روی فیہ ان سلمان کان محدثاً، قال: انه کان محدثاً عن امامہ لا یجوز بہ لانه لا یحدث عن اللہ عز و جل الا الحجة.

احمد بن حماد مروزی نے امام صادق سے نقل کیا کہ آپ نے ایک حدیث میں فرمایا: سلمان محدث تھا یعنی وہ اپنے امام سے اطاعت کرتا تھا اور ان سے تجاوز نہیں کرتا تھا کیونکہ خدا کی طرف سے کسی سے ملائکہ کلام نہیں کرتے مگر جو حجت ہو۔

۳۵۔ طاهر بن عیسیٰ، قال حدثنی ابو سعید، قال حدثنی الشجاعی، عن یعقوب بن یزید، عن ابن ابی عمیر، عن خزیمہ بن ربیعہ، یرفعہ، قال خطب سلمان الی عمر فردہ، ثم ندم فعاد الیہ، فقال: انما اردت ان اعلم ذہبت حمیة الجاہلیة عن قلبک ام ہی کما ہی.

سلمان نے عمر سے رشتہ مانگا مگر انہوں نے رد کر دیا پھر پشیمان ہوئے اور لوٹ کر اس کے پاس گئے اور کہا: میں تو یہ جاننا چاہتا تھا کہ تیرے دل سے جاہلیت کی حمیت و قوم پرستی گئی ہے یا ابھی ویسی ہی باقی ہے۔

۳۶۔ حَمْدَوِيَّةُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى الْعَبِيدِيُّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ أَبِي بصيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: كَانَ وَاللَّهِ عَلَيَّ مُحَدَّثًا وَ كَانَ سَلْمَانُ مُحَدَّثًا، قُلْتُ^{۸۴} اشرح لي! قَالَ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا يَنْقُرُ فِي أُذُنِهِ يَقُولُ كَيْتَ وَ كَيْتَ.

ابو بصیر نے امام صادق سے نقل کیا خدا کی قسم امام علیؑ اور سلمان محدث تھے، راوی کہتا ہے؛ میں نے عرض کی؛ اس کی وضاحت فرمائیے، آپ نے فرمایا: خدا ان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا کرتا جوان کے کان میں امور کو القاء کرتا تھا۔

۳۷۔ جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، عَنْ حَمَادِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ حَرِيْزِ بْنِ الْفَضِيْلِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ قَالَ لِي تَرَوِي مَا يَرَوِي النَّاسُ أَنْ عَلِيًّا (ع) قَالَ فِي سَلْمَانَ أَدْرَكَ عِلْمَ الْأَوَّلِ وَ عِلْمَ الْآخِرِ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فَهَلْ تَدْرِي مَا عَنِي قُلْتُ يَعْنِي عِلْمَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ عِلْمَ النَّبِيِّ (ص). فَقَالَ لَيْسَ هَكَذَا يَعْنِي، وَ لَكِنْ عِلْمَ النَّبِيِّ (ص) وَ عِلْمَ عَلِيٍّ (ع) وَ أَمْرَ النَّبِيِّ (ص) وَ أَمْرَ عَلِيٍّ (ع).

^{۸۴}۔ رجال الکشي، ص: ۱۶

فضیل بن یسار نے امام باقرؑ سے نقل کیا کہ امام نے اس سے پوچھا کیا تو بھی وہ روایت نقل کرتا ہے کہ امام علیؑ نے سلمان کے متعلق فرمایا کہ اس نے علم اولین و آخرین کو درک کیا، راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: ہاں مولا، فرمایا کیا تجھے اس کی مراد کا علم ہے، راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: اس سے بنی اسرائیل و نبی اکرمؐ کا علم مراد ہے فرمایا، ایسا نہیں ہے بلکہ نبی اکرمؐ اور امام علیؑ کا علم اور ان کا امر مراد ہے۔

۳۸۔ علی بن محمد القتیبی، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ قَالَ سَلْمَانَ، قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِذَا حَضَرَكَ أَوْ أَخَذَكَ الْمَوْتَ حَضَرَ أَقْوَامٌ يَجِدُونَ الرِّيحَ وَ لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ، ثُمَّ أَخْرَجَ صُرَّةً مِنْ مَسْكَ فَقَالَ هِيَ أَعْطَانِيهَا رَسُولُ اللَّهِ (ص) قَالَ ثُمَّ بَلَّهَا وَ نَضَحَهَا حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَامْرَأَتِهِ قُومِي أَجِيفِي الْبَابَ! فَقَامَتْ فَاجَاغَتْ الْبَابَ فَرَجَعَتْ وَ قَدْ قَبِضَ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ).

عمر بن یزید نے نقل کیا کہ سلمان نے فرمایا کہ نبی اکرمؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب تیری موت واقع ہوگی تو ایسی اقوام موجود ہوں گی جو بوسو گنکھیں گی مگر کھانا نہیں کھائیں گیں، پھر مسک کی ایک تھیلی نکالی اور فرمایا یہ مجھے نبی اکرمؐ نے دی تھی، پھر اسے بھگویا اور اپنے گرد اگر د پھینک دیا اور اپنی بیوی سے کہا اٹھ کر دروازہ بند کر دے، تو اس نے ایسا ہی کیا، جب لوٹی تو ان کی روح قبض ہو چکی تھی۔

حُكِيَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ، أَنَّهُ قَالَ: مَا نَشَأُ فِي الْإِسْلَامِ رَجُلٌ مِنْ كَافَّةِ النَّاسِ كَانَ أَفْقَهَ مِنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ۔

اور فضل بن شاذان سے نقل ہوا کہ اسلام میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا جو سلمان فارسی سے بڑھ کر فقیہ ہو۔

۳۹۔ أَبُو صَالِحٍ خَلْفِ بْنِ حَمَّادِ الْكَشِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ طَلْحَةَ الْمُرُوزِيُّ، يَرْفَعُهُ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ ۸۵ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: تَزَوَّجَ سَلْمَانَ أَمْرَأَةً مِنْ كِنْدَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا لَهَا خَادِمَةٌ وَ عَلَى بَابِهَا عَبَاءَةٌ، فَقَالَ سَلْمَانُ إِنَّ فِي بَيْتِكُمْ هَذَا لَمَرِيضًا أَوْ قَدْ تَحَوَّلَتِ الْكَعْبَةُ فِيهِ فَقِيلَ إِنَّ الْمَرَأَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَسْتُرَ عَلَى نَفْسِهَا فِيهِ. قَالَ: فَمَا هَذِهِ الْجَارِيَةُ قَالُوا كَانَ لَهَا شَيْءٌ فَأَرَادَتْ أَنْ تُخْدَمَ. قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ - أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهُ جَارِيَةٌ فَلَمْ يَأْتِهَا أَوْ لَمْ يَزُوجْهَا مِنْ يَأْتِهَا ثُمَّ فَجَرَتْ كَانَ عَلَيْهِ وَزْرُهَا وَ مَنْ أَقْرَضَ قَرْضًا فَكَانَ مَا تَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ، فَإِنْ أَقْرَضَهُ الثَّانِيَةَ كَانَ بِرَأْسِ الْمَالِ وَ آدَاءِ الْحَقِّ إِلَى صَاحِبِهِ أَنْ يَأْتِيَهُ بِهِ فِي بَيْتِهِ أَوْ فِي رَحْلِهِ فَيَقُولَ هَا وَ خُذْهُ.

ابراہیم بن عمر یمانی نے امام باقر سے نقل کیا کہ سلمان نے بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی، اس کے پاس گئے تو متوجہ ہوئے کہ اس کی ایک خادمہ ہے اور اس کے دروازے پر ایک عباء لٹک رہی ہے فرمایا: کیا تمہارے گھر میں یہ مریض ہے، تو کہا گیا کہ عورت نے اپنے آپ کو اس میں چھپانا چاہا ہے، فرمایا یہ کنیز کیسی ہے؟ انہوں نے کہا اس عورت کو اس کی ضرورت تھی یہ اس کی خدمت کرتی تھی، فرمایا میں نے نبی اکرم سے سنا: جس شخص کے پاس کنیز ہو وہ

کے لیے نبیؐ قرار دیا تو وہ آپ کے صدقات میں سے ہے یعنی حضرت فاطمہؑ کے صدقہ میں سے ہے۔

۴۲- نَصْرُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَهُوَ غَالٌ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ وَهُوَ مَتَّهُمْ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ هِلَالٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ، قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) سَلْمَانَ، فَقَالَ: ذَلِكَ سَلْمَانُ الْمُحَمَّدِيُّ، إِنَّ سَلْمَانَ مَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِلنَّاسِ: هَرَبْتُمْ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَى الْأَحَادِيثِ، وَجَدْتُمْ كِتَابًا رَقِيقًا حُوسِبْتُمْ فِيهِ عَلَى النَّقِيرِ وَالْقَطْمِيرِ وَالْفَتِيلِ وَحَبَّةِ خَرْدَلٍ فَضَاقَ ذَلِكَ عَلَيْكُمْ وَهَرَبْتُمْ إِلَى الْأَحَادِيثِ الَّتِي اتَّسَعَتْ عَلَيْكُمْ.

محمد بن حکیم نے کہا کہ امام باقرؑ کے پاس سلمان کا ذکر ہوا تو فرمایا وہ سلمان محمدی تھا، ہم اہل بیت میں سے تھا، وہ لوگوں سے کہا کرتا کہ تم قرآن سے بھاگ کر احادیث کی طرف آئے ہو تمہیں ایک چھوٹی سی کتاب ملی جس میں ذرہ برابر چیزوں کا حساب رکھا جاتا ہے تو اس سے تمہیں تنگی ہوئی اور تم ان احادیث کی طرف بھاگنے لگے جو تمہارے لیے وسعت پیدا کرتی ہیں۔

۴۳- آدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَلَّانِسِيُّ الْبَلْخِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّقَّاقُ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْعَطَّارُ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَمِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: مَرَّ سَلْمَانُ عَلَى الْحَدَّادِينَ بِالْكُوفَةِ وَإِذَا شَابُّ قَدْ صُرِعَ وَ

النَّاسُ قَدْ اجْتَمَعُوا حَوْلَهُ. فَقَالُوا يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَذَا الشَّابُّ قَدْ صُرِعَ فَلَوْ
جِئْتَ فَقَرَأْتَ فِي أُذُنِهِ! قَالَ، فَجَاءَ سَلْمَانٌ فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ رَفَعَ الشَّابُّ رَأْسَهُ
فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ لَيْسَ فِيَّ شَيْءٌ مِمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ، لَكِنِّي مَرَرْتُ
بِهَؤُلَاءِ، اَلْحَدَّادِينَ وَ هُمْ يَضْرِبُونَ بِالْمَرَاذِبِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى وَ لَهُمْ
مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ^{۸۷} قَالَ، فَدَخَلْتُ فِي قَلْبِ سَلْمَانَ مِنَ الشَّابِّ مَحَبَّةً فَاتَّخَذَهُ
أَخًا، فَلَمْ يَزَلْ^{۸۸} مَعَهُ حَتَّى مَرَضَ الشَّابُّ، فَجَاءَهُ سَلْمَانٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ وَ
هُوَ فِي الْمَوْتِ. فَقَالَ: يَا مَلِكَ الْمَوْتِ ارْفُقْ بِأَخِي فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي
بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَفِيقٌ.

عمر بن یزید نے امام صادق سے نقل کیا کہ حضرت سلمان کوفہ میں لوہاروں کے بازار سے
گزرے، وہاں ایک جوان گرا ہوا تھا اور لوگ اس کے گرد جمع تھے تو لوگوں نے کہا اے ابو
عبداللہ! یہ جوان گرا ہوا ہے اس کے کان میں کچھ پڑھو، جب حضرت سلمان اس جوان کے
قریب ہوئے اس نے اپنا سر اٹھایا اور انہیں دیکھ کر کہا، اے ابو عبداللہ! مجھے ایسا کچھ نہیں جو یہ
لوگ سمجھ رہے ہیں، بلکہ میں انکے پاس سے گزرا جبکہ یہ لوہے کے ہتھوڑے و گرز مار رہے
تھے تو مجھے وہ آیت یاد آگئی جس میں آخرت کے گرزوں کا ذکر ہے، اس بات کی وجہ سے
حضرت سلمان کو اس جوان سے عقیدت ہو گئی اور اس کو اپنا بھائی بنا لیا اس کے ساتھ رہے
حتی وہ جوان بیمار ہوا تو حضرت سلمان اس کے پاس مرض الموت کے وقت آئے اور فرمایا:

^{۸۷}- حج، ۲۱۔

^{۸۸}- رجال الکشی، ص: ۱۹

اے ملک الموت، میرے بھائی سے نرمی کر، اس نے جواب دیا: اے ابو عبد اللہ! میں ہر مومن سے نرمی کرتا ہوں۔

۴۴۔ نَصْرُ بْنُ صَبَّاحِ الْبَلْخِيِّ أَبُو الْقَاسِمِ، قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَنْصُورٍ، قَالَ قُلْتُ لِلصَّادِقِ (ع) أَمَا كَانَ سَلْمَانٌ مُحَدَّثًا قَالَ نَعَمْ. قُلْتُ مَنْ يُحَدِّثُهُ قَالَ مَلِكٌ كَرِيمٌ. قُلْتُ فَإِذَا كَانَ سَلْمَانٌ كَذَا فَصَاحِبُهُ أَى شَيْءٍ هُوَ قَالَ أَقْبِلْ عَلَيَّ شَانِكَ.

حسن بن منصور کہتا ہے میں نے امام صادق سے سوال کیا کہ آیا حضرت سلمان محدث تھے، فرمایا ہاں، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی ان سے کون باتیں کرتا تھا فرمایا ایک کریم فرشتہ، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی، جب حضرت سلمان کا یہ مقام ہے تو ان کے امام کا کیا مرتبہ ہوگا، تو امام نے فرمایا، اپنی حد میں رہو۔

۴۵۔ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبرَاهِيمَ الصَّوَّافِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَوْسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ، عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَثْمَانَ، قَالَ دَخَلَ سَلْمَانٌ عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ إِخْوَانِهِ فَوَجَدَهُ فِي السِّيَاقِ، فَقَالَ: يَا مَلِكَ الْمَوْتِ ارْفُقْ بِصَاحِبِنَا! قَالَ، فَقَالَ الْآخِرُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ مَلِكَ الْمَوْتِ يُقْرَنُكَ السَّلَامَ وَهُوَ يَقُولُ - لَا وَ عِزَّةَ هَذَا الْبِنَاءِ لَيْسَ إِلَيْنَا شَيْءٌ.

عمرو بن عثمان نے کہا: حضرت سلمان اپنے ایک بھائی کے پاس مرض الموت کے وقت آئے اور فرمایا: اے ملک الموت، میرے بھائی سے نرمی کر، تو جواب ملا: اے ابو عبد اللہ! ملک الموت تجھے سلام کہتا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس گھر کی قسم ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔

۴۶۔ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، شَيْخٌ مِنْ جُرْجَانَ عَامِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمِيدٍ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُسَيْبِ بْنِ نَجْبَةَ الْفَزَارِيِّ، قَالَ لَمَّا أَتَانَا سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ قَادِمًا، تَلَقَيْتُهُ فِيمَنْ تَلَقَاهُ فَسَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى كَرْبَلَاءَ فَقَالَ مَا تُسْمُونَ هَذِهِ قَالُوا كَرْبَلَاءَ. فَقَالَ هَذِهِ مَصَارِعُ إِخْوَانِي هَذَا مَوْضِعُ رِحَالِهِمْ^{۸۹} وَ هَذَا مَنَاخُ رِكَابِهِمْ وَ هَذَا مَهْرَاقُ دِمَائِهِمْ قُتِلَ بِهَا خَيْرُ الْأَوَّلِينَ وَ يُقْتَلُ بِهَا خَيْرُ الْآخِرِينَ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى حُرُورَاءَ، فَقَالَ مَا تُسْمُونَ هَذِهِ الْأَرْضَ قَالُوا حُرُورَاءَ. فَقَالَ حُرُورَاءُ خَرَجَ بِهَا شَرُّ الْأَوَّلِينَ وَ يَخْرُجُ بِهَا شَرُّ الْآخِرِينَ، ثُمَّ سَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَانَقِيَا وَ بِهَا جِسْرُ الْكُوفَةِ الْأَوَّلُ، فَقَالَ مَا تُسْمُونَ هَذِهِ قَالُوا بَانَقِيَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْكُوفَةِ قَالَ هَذِهِ الْكُوفَةُ قَالُوا نَعَمْ. قَالَ قُبَّةُ الْإِسْلَامِ.

مسیب بن نجبة فزاری کہتا ہے کہ جب حضرت سلمان ہمارے پاس تشریف لائے تو میں بھی ان کے استقبال کے لیے جانے والوں میں سے تھا، جب وہ زمین کر بلا میں پہنچے تو پوچھا تم اس جگہ کا کیا نام بولتے ہو؟ جواب ملا؛ کربلا، تو کہنے لگے یہ ہمارے بھائیوں کی قتل گاہیں، انکی

^{۸۹}۔ رجال الکثی، ص: ۲۰

سواریاں رکنے کی جگہ اور انکے خون بہائے جانے کا مقام ہے اس میں اولین میں سے بہترین شخص قتل ہوا اور آخرین کا بہترین شخص قتل ہوگا، پھر چلے اور جب حروراء کے مقام پر پہنچے تو فرمایا تم اس جگہ کا کیا نام بولتے ہو؟ جواب ملا: حروراء، تو کہنے لگے: یہاں اولین کے بدترین شخص نے خروج کیا اور آخرین کا بدترین شخص خروج کریگا، پھر چلے اور جب بانقیاء کے مقام پر پہنچے تو فرمایا تم اس جگہ کا کیا نام بولتے ہو؟ جواب ملا: بانقیاء، پھر چلے اور جب کوفہ پہنچے تو فرمایا: یہ کوفہ ہے، لوگوں نے جو ان دیاہاں، فرمایا: یہ اسلام کا قبہ ہے۔

حضرت سلمان کا خطبہ

۴۷- مُحَمَّدٌ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيْبَ، قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ خُرَزَادَةَ الْقُمِّيُّ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادِ السَّاسِيُّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ فَرَجٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ الْمُعَدَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَنَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ خَطَبَ سَلْمَانَ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانِي لِدِينِهِ بَعْدَ جُحُودِي لَهُ، إِذْ أَنَا مُذَكٌّ لِنَارِ الْكُفْرِ أَهْلٌ لَهَا نَصِيْبًا وَآتَيْتُ لَهَا رِزْقًا، حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ عِزًّا وَجَلًّا فِي قَلْبِي حُبَّ تَهَامَةٍ فَخَرَجْتُ جَائِعًا ظَمَّآنًا، قَدْ طَرَدَنِي قَوْمِي وَأَخْرَجْتُ مِنْ مَالِي وَلَا حُمُولَةَ تَحْمِلُنِي وَلَا مَتَاعَ يُجَهِّزُنِي وَلَا مَالَ يَقْوِيْنِي، وَكَانَ مِنْ شَأْنِي مَا قَدْ كَانَ، حَتَّى أَتَيْتُ مُحَمَّدًا (ص) فَعَرَفْتُ مِنَ الْعِرْفَانِ مَا كُنْتُ أَعْلَمُهُ وَرَأَيْتُ مِنَ الْعَلَمَةِ مَا أُخْبِرْتُ بِهَا، فَأَنْقَذَنِي بِهِ مِنَ النَّارِ فَبِنْتُ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى الْمَعْرِفَةِ^{۹۰} الَّتِي دَخَلْتُ عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ.

^{۹۰}۔ رجال الکشی، ص: ۲۱

عبداللہ بن سنان نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ حضرت سلمان نے خطبہ دیا، فرمایا: میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے میرے انکار کے باوجود مجھے اپنے دین کی ہدایت کی جب میں کفر کی آگ جلایا کرتا تھا اور اسکے مسلسل جلنے کا انتظام کرتا تھا اور اس کے لیے حصے لایا کرتا تھا، حتیٰ خدا نے میرے دل میں تہامہ کی محبت ڈال دی تو میں بھوک پیاس کی حالت میں نکل پڑا جبکہ میری قوم نے مجھے دھتکار دیا، میں نے اپنے اموال کو چھوڑا، میرے پاس نہ سواری تھی، اور نہ مال و متاع جو مجھے تجہیز و تقویت دے، یہ میری حالت تھی حتیٰ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آیا اور ان کی معرفت حاصل کی جن طریقوں سے میں ان کو جان سکتا تھا اور ان میں وہ علامت دیکھی جس کی مجھے خبر دی گئی تھی، تو آپ نے مجھے آگ سے نجات دی تو میں نے اس معرفت کی بنیاد پر دنیا کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے میں اسلام میں داخل ہوا تھا۔

أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنْ حَدِيثِي ثُمَّ اعْقَلُوهُ عَنِّي! قَدْ أُوتِيَتْ الْعِلْمَ كَثِيرًا وَ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ بِكُلِّ مَا أَعْلَمُ لَقَالَتْ طَائِفَةٌ مَجْنُونٌ وَ قَالَتْ طَائِفَةٌ أُخْرَى اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَاتِلِ سَلْمَانَ. أَلَا إِنَّ لَكُمْ مَنَائِيَا تَتَّبِعُهَا بَلَايَا، فَإِنَّ عِنْدَ عَلِيٍّ (ع) عِلْمَ الْمَنَائِيَا وَ عِلْمَ الْوَصَايَا وَ فَصْلَ الْخِطَابِ عَلَيَّ مِنْهَاجِ هَارُونَ بْنِ عِمْرَانَ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَنْتَ وَصِيِّي وَ خَلِيفَتِي فِي أَهْلِي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، وَ لَكِنَّكُمْ أَصَبْتُمْ سُنَّةَ الْأَوَّلِينَ وَ أَخْطَأْتُمْ سَبِيلَكُمْ، وَ الَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ لَتَرَكُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقِ سُنَّةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْقُدَّةَ بِالْقُدَّةِ. أَمَا وَ اللَّهُ لَوْ وَلَّيْتُمُوهَا عَلِيًّا لَأَكَلْتُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ، فَأَبْشَرُوا بِالْبَلَاءِ وَ اقْنَطُوا مِنَ الرَّجَاءِ وَ نَابَذْتُمْ عَلَيَّ سِوَاءٍ وَ انْقَطَعَتِ الْعِصْمَةُ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ مِنَ الْوَلَاءِ.

أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أَنِّي أَدْفَعُ ضَيْمًا أَوْ أَعِزُّ لِّلَّهِ دِينًا لَوْضَعْتُ سَيْفِي عَلَى عَاتِقِي ثُمَّ لَضَرَبْتُ بِهِ قُدْمًا قُدْمًا.

اے لوگو! میری بات سنو اور اسے اچھی طرح یاد رکھو مجھے بہت زیادہ علم دیا گیا اور اگر ان سب باتوں کی تمہیں خبر دوں تو ایک گروہ مجھے مجنون قرار دے اور دوسرا گروہ کہے کہ سلمان کے قاتل کو خدا بخشے، جان لو تمہارے لیے کچھ امیدیں ہیں جن کے بعد مصیبتیں ہیں، اور امام علیؑ کے پاس ہارون بن عمران کے طریقے پر علم منایا، علم وصایا اور فصل خطاب موجود ہے، رسول اکرمؐ نے ان سے فرمایا تو ہارون بن عمران کی طرح میرے اہل بیت میں میرا وصی و میرا خلیفہ ہے، لیکن تم نے اولین کے طریقے کی پیروی کی اور اپنا راستہ چھوڑ دیا، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں سلمان کی جان ہے، تم بنی اسرائیل کے طریقے کی حرف پیروی کرو گے، یاد رکھو اگر تم علیؑ کو اپنا امام و حاکم بنا لیتے تو تمہیں آسمان و زمین سے برکات نصیب ہوتیں، پس اب تمہیں مصیبتوں کی بشارت ہو اور ناامیدی شامل حال ہو، اور میں نے تمہیں آگاہ کر دیا اور اب تمہارے اور میرے درمیان کوئی رابطہ اخوت موجود نہیں ہے، خدا کی قسم! اگر میں کوئی ظلم دور کرتا ہوں یا دین کی عزت کے لیے کام کرتا ہوں تو مجھے اپنی تلوار کندھے پر رکھنی ہوگی اور اسے قدم قدم پر چلانا ہوگا۔

أَلَا إِنِّي أُحَدِّثُكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ وَ مَا لَا تَعْلَمُونَ فَخُذُوا مِنْ سُنَّةِ السَّبْعِينَ بِمَا فِيهَا، أَلَا إِنَّ لِبَنِي أُمِّيَّةٍ فِي بَنِي هَاشِمٍ نَطْحَاتٍ وَ إِنَّ لِبَنِي أُمِّيَّةٍ مِنْ آلِ هَاشِمٍ نَطْحَاتٍ. أَلَا إِنَّ بَنِي أُمِّيَّةٍ كَالنَّاقَةِ الضَّرُوسِ تَعَضُّ بِفِيهَا وَ تَخْبَطُ بِبِيدِهَا وَ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا وَ تَمْنَعُ دَرَهَا. إِلَّا أَنَّهُ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُذِلَّ نَادِيَهَا وَ أَنْ يُظْهِرَ

عَلَيْهَا عَدُوَهَا مَعَ قَذْفٍ مِنَ السَّمَاءِ وَ خَسْفٍ وَ مَسْخٍ وَ سُوءِ الْخُلُقِ حَتَّىٰ أَنْ
الرَّجُلَ لِيَخْرُجَ مِنْ جَانِبِ حَجَلَتِهِ إِلَىٰ صَلَاةٍ فَيَمْسُخُهُ اللَّهُ قِرْدًا. إِلَّا وَ فِتْنَانِ
تَلْتَقِيَانِ بَتَهَامَةٍ كَلْتَاهُمَا كَافِرَتَانِ، إِلَّا وَ خَسْفٍ بِكَلْبٍ وَ مَا أَنَا وَ كَلْبٌ، وَ اللَّهُ
لَوْ لَا مَا: لَأَرَيْتُكُمْ مَصَارِعَهُمْ إِلَّا وَ هُوَ الْبِيدَاءُ ثُمَّ يَجِيءُ مَا تَعْرِفُونَ.

جان لو کہ میں تمہیں ایسی باتیں بتا رہا ہوں کہ کچھ تم جانتے ہو اور کچھ نہیں جانتے، پس تم
اولین کے ۷۰ افراد کے طریقے کو پکڑو، دیکھو بنی امیہ بنو ہاشم کے بہت قتل کریں گے، اور بنی
امیہ اس لمبے دانتوں والی اونٹنی کی مانند ہیں جو منہ سے کاٹی ہے، ہاتھوں سے زیان کرتی اور
ٹانگیں مارتی ہے اور دودھ نہیں دیتی، یاد رکھو خدا انکی مجلس اور اس کی ابتداء کرنے والے کو
ذلیل کریگا اور ان پر ان کے دشمن کو غلبہ دے گا، آسمان سے پتھر برسا کر، زمین میں دھنسا کر،
ان کو مسخ کر کے، اور انکی بد اخلاقی کے ذریعے، حتیٰ یہ حالت ہوگی کہ ایک شخص اپنے گھر سے
نماز کے لیے نکلے گا اور خدا اسے بندر کی شکل میں مسخ کر دے گا، اور دو گروہ تہامہ میں لڑیں
گے کہ دونوں ہی کافر ہونگے اور یاد رکھو کہ بنو کلب (لشکر سفیانی) زمین میں دھنس جائیں گے
خدا کی قسم اگر وہ قسم نہ ہوتی تو میں تمہیں انکے کرنے کی جگہیں دکھا دیتا جو کہ بیداء کا مقام ہے
اور اس کے بعد وہ (نجات دہندہ) آئے گا جسے تم جانتے ہو۔

فَإِذَا رَأَيْتُمْ أَيُّهَا النَّاسُ الْفِتْنَةَ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَهْلِكُ فِيهَا الرَّكِبُ الْمَوْضِعِ وَ
الْخَطِيبُ الْمَصْفَعُ وَ الرَّأْسُ الْمَتْبُوعُ: فَعَلَيْكُمْ بِآلِ مُحَمَّدٍ فَإِنَّهُمْ الْقَادَةُ إِلَى الْجَنَّةِ
وَ الدُّعَاةُ إِلَيْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَ عَلَيْكُمْ بِعَلِيِّ فَوَ اللَّهُ لَقَدْ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ بِالْوَلَاءِ
مَعَ نَبِيِّنَا، فَمَا بِالْقَوْمِ أَوْ حَسَدًا قَدْ حَسَدَ قَابِيلُ هَابِيلَ أَوْ كُفْرًا فَقَدْ ارْتَدَّ قَوْمُ
مُوسَىٰ عَنِ الْأَسْبَاطِ وَ يُوشَعَ وَ شَمْعُونَ وَ ابْنِي هَارُونَ شَبْرَ وَ شَبِيرَ وَ السَّبْعِينَ

الَّذِينَ اتَّهَمُوا مُوسَىٰ عَلَىٰ قَتْلِ هَارُونَ فَآخَذْتَهُمُ الرَّجْفَةَ مِنْ بَعْثِهِمْ، ثُمَّ بَعَثْتَهُمُ
اللَّهُ أَنْبِيَاءَ مُرْسِلِينَ وَغَيْرِ مُرْسِلِينَ، فَأَمَرُ هَذِهِ الْأُمَّةَ كَأَمْرِ بَنِي إِسْرَائِيلَ.^{۹۲}

اے لوگو! جب تم فتنوں کی اندھیری رات کو دیکھو جس میں تیزروسوار، فصیح و بلیغ خطیب اور
بڑے بڑے سردار ہلاک ہو جاتے ہوں تو آل محمد کی پیروی کرنا کہ وہ قیامت تک جنت کے
سردار اور اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں، اور امام علی کی پیروی کرنا، خدا کی قسم، ہم نے
نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ان پر ولایت اور حاکمیت کے عنوان سے سلام عقیدت پیش کیے،
اس قوم کے کیوں حسد ہے، قابیل نے ہابیل سے حسد کیا یا ان لوگوں میں کفر ہے کہ موسیٰ کی
قوم نے اسباط، یوشع، شمعون، ہارون کے بیٹوں شبیر و شبر کا انکار کیا اور وہ ۷۰ ایسے تھے جنہوں
نے موسیٰ کو قتل ہارون سے متم کیا تو ان کی اس بغاوت سے ان کو بجلی نے گرفت میں لے

لیا پھر خدا نے ان کے ہاں نبی بھیجے بعض عہدہ رسالت پہ فائز تھے اور بعض فقط نبی تھے اور اس
امت کا معاملہ بھی بنی اسرائیل کی طرح ہے۔

فَإِنَّ يَذْهَبُ بِكُمْ مَا أَنَا وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَيَحْكُمُ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي أَتَجْهَلُونَ أَمْ
تَتَجَاهَلُونَ أَمْ نَسِيتُمْ أَمْ تَنْتَاسُونَ! أَنْزَلُوا آلَ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ مَنْزِلَةَ الرَّأْسِ مِنْ
الْجَسَدِ بَلْ مَنْزِلَةَ الْعَيْنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ، وَاللَّهُ لَتَرْجِعَنَّ كُفَّارًا يُضْرَبُ بَعْضُكُمْ
رِقَابَ بَعْضٍ بِالسَّيْفِ يَشْهَدُ الشَّاهِدُ عَلَى النَّاجِي بِالْهَلَكَةِ وَ يَشْهَدُ النَّاجِي
عَلَى الْكَافِرِ بِالنَّجَاةِ،

تو تمہیں یہ باتیں کہاں لے جاتی ہیں کہ میرا فلاں فلاں کیا ربط ہے؟ تمہارا برا ہو، خدا کی قسم!
میں نہیں سمجھتا کہ تم جاہل ہو یا جہالت کا بہانہ کرتے ہو یا تم بھول گئے ہو یا بھول جانے کا بہانہ

کرتے ہو، یاد رکھو آل محمدؑ کو اپنے بدن میں سر جیسا مقام دو بلکہ سر میں آنکھوں کی طرح عزیز جانو، خدا کی قسم تم کفر کی طرف لوٹ رہے ہو اور ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے، اور تمہارے گواہ نجات پانے والے کے خلاف ہلاکت و کفر کے فتوے داغیں گے، اور نجات پانے والے کافر پہ نجات کی گواہی دیں گے۔

أَلَا إِنِّي أَظْهَرْتُ أَمْرِي وَ أَمَنْتُ بِرَبِّي وَ أَسَلَمْتُ بِنَبِيِّي وَ اتَّبَعْتُ مُوَلَّايَ وَ مُوَلَّيَ كُلِّ مُسْلِمٍ. بِأَبِي وَ أُمِّي قَتِيلٌ كُوفَانٍ يَا لَهْفَ نَفْسِي لِأَطْفَالِ صَغَارٍ وَ بِأَبِي صَاحِبِ الْجَفْنَةِ وَ الْخَوَانِ نِكَاحِ النَّسَاءِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، أَلَا إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ نَحَلَهُ الْبَأْسَ وَ الْحَيَاءَ، وَ نَحَلَ الْحُسَيْنَ الْمَهَابَةَ وَ الْجُودَ، يَا وَيْحَ لِمَنِ احْتَقَرَهُ لَضَعْفِهِ وَ اسْتَضَعَفَهُ لِقَلَّتِهِ وَ ظَلَمَ مِنْ بَيْنِ وُلْدِهِ وَ كَانَ بِلَادِهِمْ عَامِرَ الْبَاقِينَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ. أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَكَلُّوا أَظْفَارَكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَ لَا تَسْتَغْشُوا صَدِيقَكُمْ فَيَسْتَحُوذَ الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ، وَ اللَّهُ لَتُبْتَلُنَّ بِلَاءً لَا تَغَيِّرُونَهُ بِأَيْدِيكُمْ إِلَّا إِشَارَةً بِحَوَاجِبِكُمْ، ثَلَاثَةَ خُدُوهَا بِمَا فِيهَا وَ ارْجُوا رَابِعَهَا وَ مُوَاظِمَهَا.

جان لو میں نے اپنا معاملہ واضح کر دیا اور اپنے خدا پہ ایمان لایا اور اپنے نبیؐ کے امر کے سامنے سر تسلیم خم کیا، اور اپنے وہر مسلمان کے مولا و آقا کا پیروکار بنا، میرے ماں باپ قربان کوفہ کے شہید پہ، افسوس چھوٹے چھوٹے بچوں پہ، اور میرے ماں باپ قربان اس سخی و جوہر امام حسن بن علیؑ پہ، جن کے دسترخوان مشہور ہیں وہ بیواؤں کے سر پرست ہیں، جن کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی جرات اور حیا داری بہہ کی اور امام حسینؑ کو اپنی ہیبت و جود و سخا عطا کی، براہو اسکا جوان کو کمزوری کی وجہ سے حقیر قرار دے اور انکی قلت کی وجہ سے ان کو کمزور سمجھے اور ان کو انکی اولاد کے سامنے ظلم کا نشانہ بنائے حالانکہ انکے شہر آل محمدؑ سے بچ جانے والے افراد

سے بھر جائیں گے۔ اے لوگو! تم اپنے دشمنوں سے تلواریں مت روکنا اور اپنے دوستوں سے دھوکہ مت کھانا و گرنہ شیطان تم میں اپنے نچے گاڑ کر تمہیں بے حواس کر دیگا، خدا کی قسم تم ضرور ایک ایسی مصیبت میں آزمائے جاؤ گے جسے تم اپنے ہاتھوں سے نہیں بدلو گے مگر اپنی آنکھوں کے اشارے کرو گے، تین میں جو ملے وہ لے لو اور چوتھے کی امید رکھو۔

بَابِي دَافِعُ الضَّمِيمِ شَفَاقُ بَطُونِ الْحَبَالِي وَ حَمَالُ الصَّبِيَانِ عَلَى الرَّمَاحِ وَ مَغْلَى الرَّجَالِ فِي الْقُدُورِ، أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ الزَّكِيَّةِ وَ تَضْرِيحِ دَمِهِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ الْمَذْبُوحِ كَذَبِحِ الْكَبْشِ^{۹۳}، يَا وَيْحَ لِسَبَايَا نِسَاءٍ مِنْ كُوفَانَ الْوَارِدُونَ الثُّبُوبَةَ الْمُسْتَسْعِدُونَ عَشِيَّةً وَ مِعَادُ مَا بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ ذَلِكَ فِتْنَةٌ شَرْقِيَّةٌ سَتَسِيرُ مُوجِئًا هَاتِفًا يَسْتَعِيثُ مِنْ قَبْلِ الْمَغْرَبِ فَلَا تُغِيثُوهُ لَأَغَاثَهُ اللَّهُ، وَ مَلْحَمَةٌ بَيْنَ النَّاسِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ مَا ذُبِحَ عَلَى شِبَابَةِ الْمَقْتُولِ بظَهْرِ الْكُوفَةِ وَ هِيَ كُوفَانُ يَوْشَكَ أَنْ يَبْنِي جَسْرَهَا وَ تَبْنِي جَنْبَهَا حَتَّى يَأْتِيَ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مُؤْمِنٌ إِلَّا بِهَا أَوْ يَحْنُ إِلَيْهَا، وَ فِتْنَةٌ مَصْبُوبَةٌ تَطَأُ فِي خَطَامِهَا لَا يَنْهَاهَا أَحَدٌ، لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ. وَ أَحَدُثُكَ يَا حَذِيفَةَ إِنَّ ابْنَكَ مَقْتُولٌ، فَإِنَّ عَلِيًّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع)، فَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا دَخَلَ فِي وِلَايَتِهِ فَيُصْبِحُ عَلَى أَمْرٍ يُمَسِّي عَلَى مِثْلِهِ، لَا يَدْخُلُ فِيهَا إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا يَخْرُجُ مِنْهَا إِلَّا كَافِرٌ.

میرے ماں باپ اس پہ جو ظلم کو دور کریگا، ظالم عورتوں کے پیٹ چاک کریگا اور انکے بچوں کو نیزوں پہ بلند کریگا اور انکے مردوں کو دیگیوں میں جلانے گا اور تمہیں پاک و پاکیزہ نفس کی خبر

دیتا ہوں اور اس کے رکن و مقام کے درمیان قربانی کی مانند ذبح ہونے کی خبر دیتا ہوں، اے افسوس، کوفہ کی ان قیدی عورتوں پہ جنہیں صبح شام درباروں اور بازاروں میں پھرایا جائے گا اور انکے اور تمہارے درمیان ایک شرقی فتنے کا فاصلہ ہے، مغرب کی طرف سے ایک نداء دینے والا صدا کریگا تو اس کا جواب نہ دینا، خدا سے ذلیل کرے، اور لوگوں کے درمیان ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا یہاں تک کہ مرنے والے مقتولوں کی طرح کوفہ کے باہر پڑے ہونگے اور کوفہ کی پیل بنائی جائے گی اور اس کے پہلوؤں کو کاٹا جائے گا حتیٰ ایک زمانہ آئیگا کہ مومن وہاں جمع ہو جائیں گے یا ان کے دل ادھر ہی کھینچیں گے اور ایک وہ فتنہ کہ جس کی باگیں کو کاٹ نہ سکے گا اور وہ ہر عرب کے گھر میں داخل ہو جائے گا، اور اے حذیفہ! تجھے خبر دوں کہ تیرا بیٹا قتل کیا جائے گا اور امام علیؑ مومنین کے امیر ہیں جو مومن ہو گا ان کی ولایت میں داخل ہوگا اور اسکے صبح شام برابر ہونگے، اس میں صرف مومن داخل ہونگے اور صرف کافر خارج ہونگے۔^{۹۳}

^{۹۳}۔ یہاں حضرت سلمان کے اسلام لانے کی کیفیت اور بعض خدمات اسلامی کو ذکر کیا جاتا ہے: حضرت سلمان (ایمان لانے کے بعد) جنگ خندق میں شرکت کی اور مدینہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا مشورہ دیا جسے پیغمبر اور اصحاب نے قبول کیا یہ خندق مشرکین کے مدینہ داخل نہ ہونے اور مسلمانوں کی کامیابی کا باعث بنی حضرت سلمان فارسی رحلت پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد حضرت علیؑ کے مخلص ترین شیعہ قرار پائے آپ ان چار افراد میں سے ہیں کہ جو سرمنڈوا کر تلوار حمال کی اور امام کی مدد کے لیے بیعت کی اور ابو بکر کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسلام قبول کرنا: ابن عباس اور محمد شین کی ایک جماعت نقل کرتی ہے کہ حضرت سلمان نے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں اس طرح نقل کیا ہے: میں اصفہان کے اطراف میں ایک گائوں میں رہتا تھا، میرے والد مجھ سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ دو تیزہ کی طرح مجھے گھر میں رکھتے تھے لیکن میں نے مجوسی مذہب کے آداب و رسوم انجام دینے میں اس درجہ کوشش کی کہ آتش کدہ کا خادم بن گیا، ایک دن میرے والد نے مجھے ایک جگہ پر بھیجا، راستہ میں عیسائیوں کا معبد تھا ان کی عبادت مجھے اچھی لگی، میں نے پوچھا عیسائیوں کا اصل مرکز کہاں ہے؟

لوگوں نے کہا شام میں ہے میں سوچتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک دن باپ کے پاس سے فرار کر کے شام چلا گیا اور اسقف نامی شخص کے پاس تعلیم حاصل کی، ایک دن میں نے ان سے پوچھا: آپ مجھے اپنے بعد کس کے پاس جانے کی نصیحت کرتے ہیں؟

اس نے کہا: موصل میں ایک شخص ہے اس کے پاس چلے جانا میں اس کے انتقال کے بعد موصل چلا گیا جب اس کے مرنے کا وقت نزدیک آیا تو اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا: نصیبین میں ایک شخص ہے اس کے پاس جانا اس کے بعد میں اس کے پاس چلا گیا اور جب اس کے ایام حیات ختم ہوئے تو اس نے عموریہ کے ایک شخص کا پتہ دیا جو روم میں رہتا تھا۔

باتر میں اس کے پاس پہنچ گیا اس نے بھی آخری وقت میں گذشتہ افراد کی طرح کہا: لوگ اپنے دین کو چھوڑ چکے ہیں اور کوئی حق پر باقی نہیں ہے البتہ سرزمین عرب میں دین ابراہیم پر ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جس کا وقت نزدیک ہے، میں نے پوچھا اس پیغمبر کی پہچان کیا ہے؟ اس نے کہا: جو چیز اسے ہدیہ دی جائے اسے کھائے اور جو چیز صدقہ دے اسے نہیں کھائے اس کے بازوؤں کے درمیان مہر نبوت موجود ہوگی۔ حضرت سلمان کہتے ہیں: ایک دن قبیلہ کلب کا ایک قافلہ عموریہ پہنچا میں ان کے ساتھ باہر نکل گیا لیکن انہوں نے میرے ساتھ بد سلوکی کی اور مجھے غلام کے طور پر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا جس کے کھیت اور کھجور کے باغ میں میں نے کام کیا اسی دوران اس کا ایک بچا زاد بھائی آیا اور مجھے خرید کر مدینہ لے گیا، خدا کی قسم جیسے ہی اس شہر میں داخل ہوا تو پہچان گیا اس وقت پیغمبر اسلام مدینہ تشریف لائے۔

البتہ میں پیغمبر کے مبعوث ہونے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا، یہاں تک کہ ایک دن کھجور کے درخت پر کام کر رہا تھا کہ میرے مالکوں کے ایک بچا زاد بھائی نے آکر کہا: خدا بنی قریظہ کو غارت کرے کہ قبا کے علاقہ میں ایک شخص مکہ سے آیا ہے لوگ اس کے اطراف میں جمع ہو گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ وہ پیغمبر خدا ہے جیسے ہی میں نے پیغمبر کا نام سنا فوراً درخت سے نیچے اترا اور اس کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ لیکن میرے مالک نے مجھے کچھ نہیں بتایا اور اشارہ کیا کہ اپنا کام کرو اور جو تم سے متعلق نہیں اسے چھوڑ دو، جس وقت شام ہوئی تو میرے پاس جو تھوڑے سے کھجور تھے انہیں لے کر اس شخص کے پاس پہنچا جسے پیغمبر بتایا گیا تھا میں نے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے پاس کچھ ضرورت مند غریب افراد ہیں میرے پاس صدقہ کی کھجور ہیں میں نے آپ کو دوسروں کی نسبت بہتر پایا ہے لہذا آپ کھا لیجئے لیکن پیغمبر نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھا لو لیکن خود نہیں کھایا میں نے خود سے کہا یہ پیغمبر ہونے کی پہلی نشانی ہے کہ جو پہلے سنی تھی کہ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائے گا اس کے بعد گھر واپس آ گیا اور دوسرے دن جو کھجور میرے پاس تھے انہیں پیغمبر کے پاس لے گیا اور کہا چونکہ آپ صدقہ نہیں کھاتے لہذا یہ کھجور ہدیہ ہیں حضور نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کھائیے اور خود بھی کھانے لگے میں نے خود سے کہا یہ نبوت کی دوسری نشانی ہے جو یہودی عالم نے تعلیم دی تھی۔

حضرت سلمان تیسری علامت کی تلاش میں رہے تاکہ دلیل کے ساتھ اسلام قبول کرے یہاں تک کہ ایک دن پیغمبر ایک شخص کے تشیع جنازہ میں بقیع کی طرف جا رہے تھے اور اصحاب آپ کے اطراف میں حلقہ کئے ہوئے تھے میں نے ان کی تعظیم کی اور پیچھے پیچھے چل دیا اور میری پوری سعی و کوشش تھی کہ مہر نبوت دیکھ لوں اچانک کاندھے سے عباہٹی میں نے مہر نبوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، میں نے فوراً بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے حضور کے قدموں پر گر کر بوسے لینے لگا۔ حضور اکرم نے مجھے کھڑا کر کے فرمایا: اے سلمان کیا ہوا؟ میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا آنحضرت نے بڑا تعجب کیا اور فرمایا: اے سلمان! اپنے مالک سے آزادی کی بات کرو جس قیمت پر بھی راضی ہو جائے لکھو اور تاکہ ہم تمہیں آزاد کرانے میں نے کافی کوشش کی بااتراصرار کے بعد وہ تین سو کھجور کے درخت لگانے اور دو سو اسی مثقال سونے پر راضی ہو گیا۔

میں نے رسول خدا کو اطلاع دی۔ آنحضرت نے انصار سے فرمایا: اےینوا احاکم! اپنے بھائی کی مدد کرو انہوں نے مدد کی پھر ایک جنگ میں کچھ مال پیغمبر کو وصول ہوا جس میں سے آپ نے کچھ دیا اور فرمایا: اپنے معاہدہ کو پورا کرو چنانچہ میں نے اپنے معاہدہ پورا کیا اور خود کو آزاد کرایا (۱۶) پس اس طرح حضرت سلمان رسول خدا کی عنایت سے یہودی مالک سے آزاد ہوئے۔

حضرت سلمان فارسی کے بارے مورخین و صاحبان تراجم میں اختلاف ہے کہ ایران میں کہاں اور کس شہر میں متولد ہوئے؟ علامہ شوشتری قاموس الرجال میں چند شہروں کا نام ذکر کرتے ہیں: شیراز، رامہرمز، خوزستان، شوشتر یا اصفہان کے "جی" دیہات میں متولد ہوئے، بعض نے شیرازی کہا ہے اور اہل اصطخر فارس میں ایک گروہ کا زونہی کہتے ہیں (۲) اور اہل جندی اسے شاپور یا اھوازی کہا ہے، لیکن علماء نے اصفہان کے دیہات جی کہ جو زاینده نہر کے دونوں طرف واقع ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت سلمان اصفہانی تھے، ابن حجر عسقلانی رامہرمز ذکر کیا ہے محمد بن عبد البر حضرت سلمان فارسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اصل میں رامہرمز کے تھے، ابن اسحاق، ابن ہشام اور ابن سعد معتددا حدیث حضرت سلمان سے نقل کرتے ہیں؛ کہ میں اصفہان کے دیہات "جیان" کا ہوں میرا باپ کسان ہے۔ حضرت سلمان فارسی کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے ۲۵۰ سال لکھی ہے کہ جو اکثر علمائے مورد اتفاق قرار دیا ہے بعض چار سو سال بھی نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی نے حضرت عیسیٰ کا زمانہ یا ان کے وصی کا زمانہ درک کیا ہے، حضرت سلمان اور ان کے والد کا نام: قبل از اسلام حضرت سلمان کا نام روز بہ تھا اور ان کے والد کا نام بدخشان ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر جب حضرت سلمان نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور اسے پیغمبر نے قبول کیا تو مہاجرین و انصار سمجھ رہے تھے اور باقاعدہ اعلان کیا کہ سلمان ہم سے ہیں لیکن پیغمبر اسلام نے فرمایا: سلمان منا اہل البیت۔ سلمان ہم اہلبیت سے ہیں۔

ایک دن حضرت سلمان پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت نے کافی اکرام و احترام کیا اور یہ بات عمر کو ناگوار گزری لہذا انہوں نے فرمایا: یہ عجیبی جو اہل عرب سے آگے بیٹھا ہے کون ہے؟ پیغمبر ان کی بات سے ناراض ہوئے اور فرمایا: ان الناس من عہد آدم الی یومنا ہذا مثل اسنان المشط، لافضل لعربی علی اللعجبی ولالاحمر علی الاسود الا بالتقوی

سلمان بحر لابندف و کنز لابندف سلمان منا اہل البیت سلسلہ یمنحہ و یوقی البرہان؛ لوگ حضرت آدم سے لے کر اب تک کنکھے کی شاخ کی مانند ہیں، کوئی عربی عجمی پر، اور سرخ، گورا، سیاہ پوست، کالے پر فضیلت و برتری نہیں رکھتا سوائے تقویٰ کے سلمان بے پایاں سمندر اور ختم نہ ہونے والا خزانہ ہیں، سلمان ہم اہل بیت سے ہیں وہ ایسا چشمہ ہیں جس سے علم و حکمت ظاہر ہوتا ہے اور اس سے دلیل و برہان وجود میں آتی ہے۔

زہد: منقول ہے کہ حضرت سلمان کی درآمد پانچ ہزار درہم تھی، آپ انہیں صدقہ میں دے دیتے اور خود تنگی کی زندگی بسر کرتے تھے، آپ کے پاس ایک عبا تھی آپ اس کا نصف حصہ بچھاتے تھے اور نصف دیگر اوڑھتے تھے (۲۶) ابن ابی الحدید نقل کرتے ہیں: حضرت سلمان کے پاس گھر نہیں تھا اور آپ دوسروں کے گھروں کے سایہ میں زندگی بسر کرتے تھے، ایک شخص نے آپ سے کہا: آپ کے لئے گھر تعمیر کر دیتا ہوں، آپ نے جواب دیا مجھے گھر کی ضرورت نہیں ہے باآخرا اس شخص نے آپ کے لئے گھر تعمیر کرایا جو آپ کے قد سے زیادہ بڑا نہیں تھا اور آپ کی غذا خشک روٹی اور پانی تھا، خوف قیامت: مسعودی نقل کرتے ہیں: حضرت سلمان پشپی کپڑے پہنتے تھے، بغیر کجاہ کے اونٹ پر سوار ہوتے تھے، جو کی روٹی کھاتے تھے اور بڑے زاہد و عبادت گزار تھے، جب آپ کا وقت آخر قریب آیا تو سعد بن وقاص نے آپ سے کہا: مجھے نیک کام کی وصیت کیجئے، حضرت سلمان نے کہا: خدا کو یاد کرو، اگر کسی کام کا پختہ ارادہ کرو تو خدا کو یاد رکھو، اگر کوئی فیصلہ کرو تو خدا کو یاد کرو، جب مال تقسیم کرو تو خدا کو یاد کرو، اس کے بعد سلمان گریہ کرنے لگے، سعد بن وقاص نے پوچھا: گریہ کیوں کر رہے ہو؟ سلمان نے کہا: میں نے رسول خدا سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ان فی الآخرة عقبیۃ لا یقطعھا الا المؤمنون، واری ہذہ الاساودۃ حولی؛ قیامت کے دن ایک راستہ ہے جس سے صرف وہی لوگ عبور کریں گے جن کے پاس بوجھ کم ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اطراف میں بہت سی چیزیں ہیں۔ سعد کہتے ہیں: میں نے حضرت سلمان کے اطراف میں دیکھا تو صرف سیاہ دوات اور ایک لوٹا تھا۔

عبادت: آپ راتوں میں بیدار رہ کر عبادت کرتے اور دن میں روزہ رکھتے تھے گویا آپ کی حرکات و سکنات اپنے مولوا و آقا کی طرح عبادت و بندگی خدا میں بسر ہوتی تھی۔

پیغمبر اکرم ﷺ کے عظیم المرتبت صحابی اور حضرت علی کے مخلص شیعہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت علی نے صبح کی نماز مدینہ میں ہمارے ساتھ پڑھی، اس وقت جمع کی طرف رخ کر کے فرمایا: یا معشر الناس! اعظم اللہ اجرکم فی احکیم سلمان؛ اے لوگو! سلمان دعوت الہی کو لبیک کہہ چکے ہیں، خدا تمہیں اجر دے اس کے بعد رسول خدا کا عمامہ اور کپڑے زیب تن کئے اور حضور کی تلوار اور تازیانہ اٹھا کر ناقہ غضباً پر سوار ہو گئے اور قبہ کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ ہوتے وقت قبہ سے کہتے ہیں، دس تک شمار کرو، جیسے ہی دس تک پہنچا تو خود کو سلمان کے گھر کے سامنے پایا۔

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

SHIA BOOKS PDF

زاذان جو آخری عمر تک حضرت سلمان کے ساتھ رہے انہوں نے پوچھا: تمہیں غسل کون دے گا؟ سلمان نے کہا: جس نے رسول خدا کو غسل دیا ہے زاذان نے کہا: آنحضرت کو حضرت علی نے غسل دیا تھا اور وہ مدینہ میں ہیں اور تم مدائن میں کس طرح ممکن ہے کہ ہزار فرسخ دوری کے فاصلہ کے باوجود وہ تمہیں غسل دیں؟ حضرت سلمان نے کہا: اس کی خبر مجھے رسول خدا نے دی ہے، زاذان کہتے ہیں: جان کنی کے وقت میں سلمان کے پاس موجود تھا جیسے ہی انہوں نے دعوت اجل کو لبیک کہا تو دیکھا کہ حضرت امیر المومنین قنبر کے ساتھ گھوڑے سے پیادہ ہوئے امام نے غسل و کفن دیا اور نماز پڑھی اور دفن کیا۔

آپ کی وفات ۲۵۰ سال کی عمر میں اور بقول دیگر ۳۵۰ سال کی عمر میں ہوئی آپ کا مزار بغداد کے پاس مدائن میں ہے۔ بے شک خدا کے نیک بندے جو مہمان اہل بیت ہیں آخری وقت تک راہ حق سے جدا نہیں ہوتے اور ان کے لئے خوشخبری ہے کہ ائمہ جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

ابوذر غفاري ٩٥

٢٨- أبو الحسن محمد بن سعد بن يزيد، و محمد بن أبي عوف، قالوا
 حدثنا محمد بن أحمد بن حماد أبو علي المحمودي المروزي، رفعه، قال،
 أبو ذر الذي قال رسول الله (ص) ما أظلت الخضراء ولا أقلت الغبراء على
 ذي لهجة أصدق من أبي ذر، يعيش وحده ويموت وحده ويبعث وحده و
 يدخل الجنة وحده، و هو الهاتف بفصائل أمير المؤمنين و وصي
 [به] رسول الله (ص) و استخلافه إياه، فنفاه القوم عن حرم الله و حرم
 رسوله بعد حملهم إياه من الشام على قتب بلا وطاء و هو يصيح فيهم قد
 خاب القطار يحمل النار: سمعت رسول الله (ص) يقول - إذا بلغ بنو أبي

٩٥- الأم ص ١٢٣، الطبقات الكبرى لابن سعد ص ٣٥٣، التاريخ الكبير ص ٢٢١، المعارف ١٢٢، اختيار معرفة الرجال ٦ و
 ٢٢، مشاهير علماء الأمصار ٣٠٠ ن ٢٨، الثقات لابن حبان ص ٥٥، المستدرک للحکم ص ٣٣٤، حلية الأولياء ص ٣٥٢ و
 ١٥٦، أصحاب القتيبة و التابعين ٦٨ ن ٢٩، الخلاف للطوسي ص ٣٨٨، رجال الطوسي ١٣ و ٣٦، القمست للطوسي ٢٥،
 الاستيعاب ص ٢١٢، معالم العلماء ٣٢، صفة الصفوة ص ٥٨٢، المغني و الشرح الكبير ص ٤٥٠، أسد الغابة ص ١٨٤، رجال
 ابن داود ٦٤، رجال العلانية ٣٦، تهذيب الكمال ص ٣٣٣، سير اعلام النبلاء ص ٢٦، العبر للذهبي ص ٢٢، تذكرة الحفاظ
 ص ١٤٤، تاريخ الإسلام للذهبي (سنة ٣٣٢هـ) ٢٠٥، الوافي بالوفيات ص ١٩٣، مرآة الجنان ص ٨٨، البداية و النهاية ص ٤٤٤،
 الجواهر المضية ص ٢١٥، النجوم الزاهرة ص ٨٩، الاصابة ص ٦٣، تهذيب التهذيب ص ١٢، ٩٠، كنز العمال ص ٣١٣،
 شذرات الذهب ص ٣٩، الدرجات الرفيعة ٢٢٥، تنقيح المقال ص ٢٣٣ ن ١٩٦٤، تائيس الشيعة ٢٨١، إعيان الشيعة
 ص ٢٢٥، الغدير: ص ٨، شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد: ص ٨٢٥، تحقيق محمد أبو الفضل إبراهيم، معجم رجال الحديث:
 ص ١٦٢٣ ن ٢٣٨٥.

٩٦ رجال الكشي، ص: ٢٥

الْعَاصِ ثَلَاثِينَ رَجُلًا اتَّخَذُوا دِينَ اللَّهِ دَخْلًا وَ عِبَادَ اللَّهِ خَوْلًا وَ مَالَ اللَّهِ دُولًا.
فَقَتَلُوهُ فَقْرًا وَ جُوعًا وَ ذُلًّا وَ ضَرًّا وَ صَبْرًا.

مروزی نے کہا؛ ابوذر وہ جن کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آسمان نے کسی ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو، وہ تنہا زندگی کریگا اور تنہائی میں فوت ہوگا، تنہا اٹھایا جائے گا اور تنہا جنت میں جائے گا وہ امیر المؤمنینؑ اور وصی پیامبرؐ کے فضائل اور آپکی خلافت حقہ کو باآواز بلند پہچانے والا ہے۔

لوگوں نے ان کو حرم خدا و رسول سے جلا وطن کر دیا بعد اسکے کہ انہیں شام سے بے پلانے اونٹوں پہ لاد کر لائے جبکہ وہ پکار رہے تھے (وہ ہودج خسارے میں ہیں جو آگ اٹھائیں گے):
میں نے رسول اکرمؐ سے سنا تھا کہ جب بنی عاص ۳۰ مردوں تک پہنچ جائیں گے تو دین خدا کو

عیب، بندگان خدا کو غلام اور مال خدا کو اپنی ملکیت سمجھ لیں گے، تو انہوں نے ابوذر کو فقر و بھوک پیاس اور مصیبت و مشکل کی حالت میں قتل کر دیا۔

۴۹۔ أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ السَّلُولِيُّ سَعْدَانُ الْقَمِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْبَرْقِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ الْجَمَّالِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: دَخَلَ أَبُو ذَرٍّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ مَعَهُ جَبْرِيلُ، فَقَالَ جَبْرِيلُ مَنْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُو ذَرٍّ. قَالَ أَمَا إِنَّهُ فِي السَّمَاءِ أَعْرَفُ مِنْهُ فِي الْأَرْضِ، وَ سَلَّهُ عَنْ كَلِمَاتٍ يَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحَ! قَالَ، فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ كَلِمَاتٌ تَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتَ فَمَا هُنَّ قَالَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْإِيْمَانَ بِكَ وَ الْعَافِيَةَ مِنْ جَمِيعِ الْبَلَايَا وَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَ الْغِنَى عَنِ النَّاسِ.

ابو خدیجہ جمال نے امام صادقؑ سے نقل کیا کہ حضرت ابوذر رسول اکرمؐ کے پاس آئے جبکہ جبرئیل وہاں موجود تھا جبرئیل نے عرض کی: اے رسول خدا! یہ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا ابوذر، انہوں نے عرض کی یہ آسمانوں میں زمین کی نسبت زیادہ معروف اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں ذرا ان سے وہ کلمات تو سنیے جو وہ صبح سویرے پڑھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اے ابوذر وہ کلمات تو سنا جو صبح سویرے پڑھا کرتے ہو، انہوں نے عرض کی اے رسول خدا! میں پڑھتا ہوں: اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْاِیْمَانَ۔۔۔ اے خدا یا میں تجھ سے ایمان، تمام مصیبتوں سے عافیت اور عافیت پر شکر اور لوگوں سے بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

۵۰۔ حَمْدُوْیْہِ وَاِبْرٰہِیْمِ اَبْنَا نَصِیْرِ، قَالَا حَدَّثَنَا اَیُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَحْیٰی، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حَمِیْدِ الْحَنَاطِ، عَنْ اَبِی بَصِیْرِ، عَنْ عَمْرُو بْنِ سَعِیْدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِکِ بْنُ اَبِی ذَرٍّ الْغَفَارِیُّ، قَالَ بَعَثَنِيْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (ع) یَوْمَ مَزَقَ عُمَانُ الْمَصَاحِفَ، فَقَالَ ادْعُ اَبَاکَ! فَجَاءَ اَبِیْ اِلَیْهِ مُسْرِعًا، فَقَالَ: يَا اَبَا ذَرٍّ اَتٰی الْیَوْمَ فِی الْاِسْلَامِ اَمْرٌ عَظِیْمٌ، مَزَقَ کِتَابَ اللّٰهِ وَوَضَعَ فِیْهِ الْحَدِیْدَ، وَحَقُّ اللّٰهِ اَنْ یُّسَلِّطَ الْحَدِیْدَ عَلٰی مَنْ مَزَقَ کِتَابَهُ بِالْحَدِیْدِ. قَالَ، فَقَالَ لَهُ اَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ص) یَقُوْلُ اِنَّ اَهْلَ الْجَبْرِیَّةِ مِنْ بَعْدِ مُوسٰی قَاتَلُوْا اَهْلَ النَّبُوَّةِ فَظَهَرُوْا عَلَیْهِمْ فَقَتَلُوْهُمُ زَمٰنًا طَوِیْلًا، ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ فِتِیَّةً فَهَاجَرُوْا اِلٰی غَیْرِ اَبَائِهِمْ فَقَاتَلَهُمْ فَقَتَلُوْهُمُ، وَ اَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِمْ يَا عَلِیُّ. فَقَالَ عَلِیُّ: قَتَلْتَنِيْ يَا اَبَا ذَرٍّ. فَقَالَ اَبُو ذَرٍّ اَمَّا وَ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنْهُ سَیِّدٌ بِکَ.

عبدالملک بن ابوذر کا کہنا ہے کہ مجھے امیر المؤمنین نے اس دن میرے باپ کو بلانے بھیجا جب عثمان نے قرآن کے نسخوں کو جلایا تھا میرے والد جلدی سے آپ کی خدمت میں پہنچے آپ نے فرمایا، اے ابوذر آج اسلام پر عظیم مصیبت پڑی ہے کتاب خدا کو پارہ پارہ کیا گیا ہے اور اس میں لوہا چلایا گیا ہے اور خدا ایسے شخص پر لوہے کو مسلط کریگا جس نے اس کی کتاب کو لوہے سے پارہ پارہ کیا ہے۔

ابوذر نے عرض کی: میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا تھا اہل جبر نے حضرت موسیٰ کے بعد اہل نبوت سے جنگ کی اور ایک طویل زمانے تک ان کو قتل کرتے رہے پھر خدا نے ایسے جوانوں کو بھیجا جنہوں نے اپنے آباء کے طریقے کو چھوڑا تو اہل جبر ان سے لڑنے لگے اور ان کو قتل کر دیا اور اے مولا! آپ انہیں کی مانند ہیں، تو امام علیؑ نے فرمایا اے ابوذر تو نے مجھے شہادت کی خبر دی ہے تو ابوذر نے کہا خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ وہ آپ سے ابتدا کریں گے۔

۵۱- حَمْدُ وَبِهِ وَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدِ الْحَنْفِيِّ، عَنْ فَضِيلِ الرَّسَّانِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سُخَيْلَةَ، قَالَ حَجَجْتُ أَنَا وَ سَلْمَانَ بْنُ رَبِيعَةَ، قَالَ فَمَرَرْنَا بِالرَّبْذَةِ، قَالَ فَاتَيْنَا أَبَا ذَرٍّ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَنَا إِنْ كَانَتْ بَعْدِي فِتْنَةٌ وَ هِيَ كَائِنَةٌ فَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَ الشَّيْخِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع)، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) وَ هُوَ يَقُولُ: عَلِيُّ أَوْلَىٰ مِنْ أَمْنِ بِي وَ صَدَّقَنِي وَ هُوَ أَوْلَىٰ مِنْ يُصَافِحُنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ هُوَ الصِّدِّيقُ الْكَبِيرُ وَ هُوَ الْفَارُوقُ بَعْدِي يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَ هُوَ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمَالِ يَعْسُوبُ الظُّلْمَةَ.

ابو سخیلہ کا بیان ہے کہ میں اور سلمان بن ربیعہ نے حج کا سفر کیا ہم ربذہ سے گزر رہے تھے اور ابوذر کے پاس گئے انہیں سلام کیا انہوں نے ہمیں نصیحت کی: میرے بعد جو فتنہ ہوگا اس میں تمہیں کتاب خدا اور امام علیؑ کے دامن سے متمسک رہنا ہوگا میں رسول اکرمؐ سے سنا، علی وہ ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا، میری تصدیق کی اور قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریگا، اور وہ صدیق اکبر اور حق و باطل میں فرق کرنے والا (فاروق اعظم) ہے، یہ مومنین کے یعسوب و سردار ہیں جیسا کہ مال ظالموں کا سردار ہے۔

۵۲۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْفُضَيْلِ الرَّسَّانِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرَةَ، عَنْ ۹۷ حَذِيفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يَقُولُ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ: أَنَا جُنْدَبُ بْنُ جُنَادَةَ لِمَنْ عَرَفَنِي وَ أَنَا أَبُو ذَرٍّ لِمَنْ لَمْ يَعْرِفَنِي، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ مَنْ قَاتَلَنِي فِي الْأُولَى وَ فِي الثَّانِيَةِ فَهُوَ فِي الثَّلَاثَةِ مِنْ شِيعَةِ الدَّجَالِ إِنَّمَا مِثْلُ أَهْلِ بَيْتِي فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ مِثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ فِي لُجَّةِ الْبَحْرِ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ. أَلَا هَلْ بَلَغَتْ!

حذیفہ کا بیان ہے کہ میں نے ابوذر سے سنا جب وہ کعبے کے دوروازے کی کنڈی پکڑ کر کہہ رہے تھے؛ میں جندب بن جنادہ ہوں جو مجھے جانتا ہے اور جو نہیں جانتا میں ابوذر ہوں میں نے رسول اکرمؐ سے سنا؛ جو جس نے دوبار جنگ کی تو وہ تیسری بار دجال کے پیروکاروں میں سے ہوگا اور

میرے اہل بیت کی اس امت میں مثال نوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے روگردان ہوا وہ غرق ہو گیا، کیا میں نے پہنچا دی ۹۸۔

۵۳ جعفر بن معروف، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي بصيرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: أُرْسِلَ عُثْمَانُ إِلَى أَبِي ذَرٍّ مَوْلِيَيْنِ لَهُ وَ مَعَهُمَا مِائَتَا دِينَارٍ، فَقَالَ لَهُمَا انْطَلِقَا بِهَا إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقُولَا لَهُ: عُثْمَانُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ هُوَ يَقُولُ لَكَ هَذِهِ مِائَتَا دِينَارٍ فَاسْتَعِنْ بِهَا عَلَيَّ مَا نَابَكَ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ هَلْ أُعْطِيَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِثْلَ مَا أُعْطَانِي قَالَا لَا. قَالَ فَإِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَا لَهُ إِنَّهُ يَقُولُ هَذَا مِنْ صُلْبِ مَالِي وَ بِاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا خَالَطَهَا حَرَامٌ وَ لَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ إِلَّا مِنْ حَلَالٍ. فَقَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا وَ قَدْ أَصْبَحْتُ يَوْمِي هَذَا وَ أَنَا مِنْ أَغْنَى النَّاسِ. فَقَالَا لَهُ عَافَاكَ اللَّهُ وَ أَصْلَحَكَ! مَا نَرَى فِي بَيْتِكَ قَلِيلًا وَ لَا كَثِيرًا مِمَّا يُسْتَمْتَعُ بِهِ فَقَالَ بَلَى تَحْتَ هَذِهِ الْإِكَافِ الَّتِي تَرَوْنَ رَغِيفًا شَعِيرٍ قَدْ أَتَى عَلَيْهِمَا أَيَّامٌ فَمَا أَصْنَعُ بِهَذِهِ الدَّنَانِيرِ، لَا وَ اللَّهُ حَتَّى يَعْلَمَ ۹۹ اللَّهُ أَنِّي لَا أَقْدِرُ عَلَيَّ قَلِيلٍ وَ لَا كَثِيرٍ، وَ قَدْ أَصْبَحْتُ غَنِيًّا بَوْلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) وَ عَتْرَتِهِ الْهَادِينَ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاضِينَ الْمَرْضِيِّينَ الَّذِينَ يَهْدُونَ

۹۸ - یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی الختار میں پیش کی

ہے۔

۹۹ - رجال الکثی، ص: ۲۸

بِالْحَقِّ وَ بِهِ يَعْدِلُونَ، وَ كَذَلِكَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ، فَإِنَّهُ لَقَبِيحٌ
بِالشَّيْخِ أَنْ يَكُونَ كَذَّابًا، فَرَدَّهَا عَلَيْهِ وَ أَعْلَمَاهُ أَنَّهُ لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا وَ لَا فِيمَا
عِنْدَهُ، حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ رَبِّي فَيَكُونُ هُوَ الْحَاكِمُ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَهُ.

ابو بصیر نے امام صادق سے نقل کیا کہ عثمان نے اپنے دو غلاموں کو دو سو دینار دیکر ابوذر کے پاس بھیجا، جاوان کو میرا سلام کہو اور کہو کہ عثمان نے یہ دینار دیے ہیں تاکہ ان سے اپنی ضروریات پوری کرو، تو ابوذر کو جب یہ پیش کیے تو انہوں نے کہا کیا دوسرے مسلمانوں کو بھی اسی طرح دو سو دینار دیے گئے ہیں؟ غلاموں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں، تو غلاموں نے کہا عثمان نے کہا تھا کہ یہ میرے اپنے مال ہے ہیں اور خدا کی قسم، میرے مال میں کچھ بھی حرام ملا ہوا نہیں ہے، اور میں نے صرف مال حلال سے تجھے ہدیہ کیا ہے، تو ابوذر نے جواب دیا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے میں اس حال میں صبح کی ہے کہ میں غنی ترین افراد میں سے ہوں غلام کہنے لگے: خدا آپ کو سلامت رکھے، ہم تو آپ کے گھر میں کچھ نہیں دیکھ رہے جس سے آپ فائدہ اٹھائیں تو انہوں نے جواب دیا: اس کپڑے کے نیچے جو کی روٹی دیکھتے ہو مجھے کئی دن کافی ہے میں ان دیناروں کو کیا کروں، خدا کی قسم! میرا خدا جانتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں مگر میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں غنی ترین افراد میں سے ہوں کیونکہ امام علیؑ اور ان کی عزت کی ولایت نصیب ہوئی ہے جو ہدایت دینے والے، اور خدا کی رضا میں راضی رہنے والے ہیں وہ حق کے ساتھ ہدایت کرنے والے ہیں اور اسی کے ساتھ انصاف کرتے ہیں اور اسی طرح میں نے رسول اکرمؐ سے سنا اور بوڑھے شخص کے لیے جھوٹ بولنا قبیح ہے تو یہ دینار اسے واپس کر دو اور اسے بتا دو کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے یہاں تک خدا کے دربار میں پہنچ جاؤں اور وہی میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

۵۴ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقُتَيْبِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَادَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرِ، قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (ع) قَالَ أَبُو ذَرٍّ: مَنْ جَزَى اللَّهُ عَنْهُ الدُّنْيَا خَيْرًا فَجَزَاهَا اللَّهُ عَنِّي مَذْمَةً بَعْدَ رَغِيفِي شَعِيرٍ أَتَعْدَى بِأَحَدِهِمَا وَآتَعَشَى بِالْآخِرِ، وَبَعْدَ شَمَلْتِي صُوفٍ أَتَرِّرُ بِأَحَدَاهُمَا وَارْتَدَى بِالْآخِرَى. قَالَ، وَقَالَ: إِنَّ أَبَا ذَرٍّ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى اشْتَكَى عَيْنَاهُ فَخَافُوا عَلَيْهِمَا، فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا ذَرٍّ لَوْ دَعَوْتَ اللَّهَ فِي عَيْنَيْكَ فَقَالَ: إِنِّي عَنْهُمَا لَمَشْغُولٌ وَمَا عَنَانِي أَكْثَرُ. فَقِيلَ لَهُ وَمَا شَغَلَكَ عَنْهُمَا قَالَ الْعَظِيمَتَانِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ. قَالَ: وَقِيلَ لَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا مَالِكَ قَالَ عَمَلِي. قَالُوا إِنَّا نَسْأَلُكَ عَنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قَالَ مَا أَصْبَحُ فَلَا أُمْسِي وَمَا أُمْسِي فَلَا أَصْبِحُ لَنَا كُنْدُوجٌ نَدَعُ فِيهِ حُرٌّ مَتَاعِنَا، سَمِعْتُ حَبِيبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ يَقُولُ كُنْدُوجُ الْمَرْءِ قَبْرُهُ^{۱۰۰}.

موسی بن بکر نے امام ابوالحسن سے نقل کیا کہ ابوذر نے فرمایا: خدا نے جن لوگوں کو اس دنیا میں خیر عطا کی میں ان میں سے ہوں اس نے مجھ سے ذلت کو دور کیا مجھے دو روٹیاں عطا کیں ایک صبح کے لیے اور دوسری شام کے لیے اور دو اون کی چادریں ایک نیچے بچھاتا ہوں اور ایک اوپر اوڑھتا ہوں، اور آپ نے فرمایا کہ ابوذر نے اتنا گریہ کیا کہ ان کی آنکھیں بیمار پڑ گئیں تو انکے احباب کو ان کے ضالغ ہو جانے کا خطرہ لاحق ہوا تو ان سے کہا گیا اے ابوذر! تم خدا سے اپنی آنکھوں کے لیے دعا کرو، انہوں نے جواب دیا مجھے ان کے لیے دعا کی فرصت نہیں اور جو

کام میرے ذمے ہیں وہ بہت ہیں کہا گیا وہ کیا کام ہیں؟ فرمایا دو عظیم چیزیں جنت و جہنم، اور موت کے وقت ان سے کہا گیا، تیرا مال کیا ہے فرمایا میرا عمل، کہنے لگے ہم سونے چاندی کے بارے میں سوال کر رہے ہیں؟ فرمایا میں نے ہر صبح شام انہیں اپنے محفوظ مقام پر پہنچایا ہے اور میں نے اپنے پیارے رسولؐ سے سنا کہ انسان کے لیے محفوظ ٹھکانہ اس کی قبر ہے۔

۵۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْبَرَاءِيُّ، قَالَا حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ زَيْدِ الشَّحَامِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ طَلَبَ أَبُو ذَرٍّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ فِي حَائِطٍ كَذَا وَ كَذَا، فَتَوَجَّهَ فِي طَلَبِهِ فَوَجَدَهُ نَائِمًا فَأَعْظَمَهُ أَنْ يَنْبَهَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَبْرِيَّ نَوْمَهُ مِنْ يَقْظَتِهِ فَتَنَاولَ عَسِييَا يَابِسًا فَكَسَرَهُ لِيَسْمِعَهُ صَوْتَهُ يَسْتَبْرِيَّ بِهِ نَوْمَهُ، فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ تَخْدَعُنِي أَمَا عَلِمْتَ أَنِّي أَرَى أَعْمَالَكُمْ فِي مَنَامِي كَمَا أَرَاهَا فِي يَقْظَتِي إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانٍ وَ لَا يَنَامُ قَلْبِي.

زید شحام نے امام صادق سے نقل کیا کہ ابوذر رسول اکرمؐ کی تلاش میں چلے انہیں بتایا گیا کہ اس وقت آپ فلاں باغ میں ہیں تو ابوذر وہاں آئے اور آپ کو سویا ہوا پایا تو جگانہ مناسب نہ سمجھا اور چاہا کہ آپ کی نیند اور جاگنے کی حالت کا فرق معلوم کرے، ایک خشک لکڑی اٹھائی اور اس کو اس لیے توڑا کہ آپ اس کی آواز سنیں تو آپ نے کی نیند کا علم ہو تو رسول اکرمؐ نے اسے سن کر سر اٹھایا اور فرمایا اے ابوذر کیا تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے کیا تجھے علم نہیں کہ میں تمہارے اعمال کو نیند میں بھی ویسے دیکھتا ہوں جیسے انہیں جاگتے ہوئے دیکھتا

ہوں، میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل جاگ رہا ہوتا ہے^{۱۱}۔

۱۱۔ زاہد، متقی، صادق اللہ مشہور تھے اسلام میں سابقین سے ان کا شمار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے رسول خدا ﷺ کو سلام کرنے والے ہیں۔ چار ارکان اسلام میں سے دوسرے حضرت ابوذر غفاری ہیں پہلے حضرت سلمان فارسی ہیں رسول خدا ﷺ کے بعد یہ پہلے فرد ہیں کہ جنہوں نے علی کی ولایت کو قبول کیا اور ولایت ہی کے لیے رزہ بھیجا گیا ابوذر نے اسلام قبول کیا کہ خدا کی سرزنش سے بچ جائیں ابوذر نے ہمیشہ حق کہا اور حق کا ساتھ دیا کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد خود سے عہد کیا تھا کہ ہمیشہ حق کہے گا اگرچہ تلخ ہی ہو۔ ابوذر کو رحلت پیغمبر اکرم کے بعد عثمان نے شام روانہ کیا تو جب وہاں پہنچے تو ابوذر نے یہ کلمات کہے: ائتمم الاقطار بحمل النار اللهم اللعن الامرین بالمعروف التارکین له اللهم اللعن الناصین عن المنکر المرکبین له؛ تم نے جہنم کی آگ کو اٹھایا اے اللہ لعنت بھیج اس پر جو امر بالمعروف کا حکم دیتے ہیں اور خود اس کے تارک ہیں اے اللہ ان پر تیری لعنت ہو کہ جو برائیوں سے روکتے ہیں اور خود نہیں روکتے۔ ایک دن معاویہ سے کہا: ما انا بعد واللہ ولا لرسولہ بل انت و ابوک عدوان للہ و لرسولہ اظہر تما الاسلام و ابطنتم الکفر و لقد لکک رسول اللہ دعا علیک مرات ان لا تشیع قتال معاویہ ما نذاک الرجل قتال ابوذر بل انت ذلک الرجل الخیر فی ذلک رسول اللہ و سمعتہ یقول وقد مررت بہ اللهم اللعنة ولا تشیع الا بالتزب؛ ایک دن معاویہ نے کہا میں خدا، ورسول کا دشمن نہیں ہوں ابوذر نے کہا تم اور تیرے باپ ہیں تم دونوں نے ظاہری اسلام کا اظہار کیا اور کفر کو چھپا لیا جب تم نے رسول کی ملاقات کی تو رسول خدا نے تیرے بارے میں فرمایا: تو سیر نہیں ہو سکے گا مگر یہ کہ تیرا منہ مٹی سے بھر دیا جائے معاویہ نے کہا وہ میں نہیں ہوں ابوذر نے کہا وہ تم ہی ہو، رسول خدا ﷺ نے تم پر کئی بار لعنت کی اور تیرے حق میں نفرین کی مجھے رسول خدا نے خبر دی ہے اور میں نے دیکھا کہ جب تم وہاں سے گزر رہے تھے تو رسول خدا نے فرمایا: اے اللہ اس پر لعنت بھیج کہ یہ کسی چیز سے سیراب نہیں ہوگا مگر مٹی سے معاویہ نے سوچا کہ ابوذر ناراض ہے یا شاید فقر کے سبب یہ کہہ رہا ہے یا کوئی چیز چاہتا ہے لہذا اس نے دلاسا دیا شاید یہ خاموش ہو جائے لیکن ابوذر نے معاویہ کو وہی کہا کہ جو رسول خدا سے سنا تھا معاویہ نے تین سو دینار بھیجے کہ شاید خاموش ہو جائے لیکن یہ اس کا تصور خام تھا ابوذر نے کہا: من عطائی حرمتونیہ عاصی هذا قبلتها وان کانت صلۃ فلا حاجیہ لی فیہا؛ اگر اسلام میں میرا یہ حق تھا کہ جس سے تو نے مجھے محروم رکھا تو میں اسے قبول کرتا ہوں اگر یہ عطیہ اور رشوت ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں یہ کہہ کر ابوذر نے واپس کر دیئے۔ رزہ میں بیس (۳۲) ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

ابوذر غفاری کے اسلام لانے کا واقعہ: ابوذر نے جب سنا کہ مکہ میں ایک آدمی پیغمبر و آخری رسول کے عنوان سے مبعوث ہوئے ہیں، اپنے بھائی انیس سے کہا کہ مکہ جاؤ اور ان کے حالات و آثار سے آگاہ ہو کر آؤ کہ وہ مدعی ہے کہ اس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ انیس مکہ میں آتے ہیں ان کے حال سے آگاہ ہوتے ہیں اور واپس اپنے بھائی ابوذر کو بتاتے ہیں کہ وہ نبی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور اچھے اخلاق کے مالک ہیں ان کی گفتگو بہت شیرین ہے لیکن شعر کے مشابہ نہیں ہے۔

ابوذر نے کہا میرے دل کی تپش و گرمائش کو خاموش نہیں کیا جو کچھ چاہتا تھا وہ خبر نہیں لائے اب میں خود جاتا ہوں ابوذر نے رختِ سفر باندھا اور مکہ آئے اور کسی سے نہیں پوچھا رات ہو گئی تو مسجد الحرام میں آکر ایک گوشے میں آرام کرنے لگے اسی اثنا میں حضرت علی تشریف لائے اور ابوذر کو گھر لے گئے صبح پھر وہ مسجد الحرام لوٹے تلاش کرتے رہے لیکن پھر رات ہو گئی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے پھر حضرت علی گھر لے گئے پھر اپنی بات کا اظہار نہ کیا لیکن تیسری رات خود حضرت علی نے پوچھا کس کام سے مکہ آئے ہو؟ کہنے لگے اگر عہد کریں کسی کو نہ بتائیں گے تو میں آپ کو اپنے مقصد سے آگاہ کرتا ہوں اور میری رہنمائی کریں۔

حضرت علی نے فرمایا: ہاں ایسا کرونگا ابوذر نے اپنے ہدف کو بیان کیا: حضرت علی نے فرمایا: ہاں وہ پیغمبر حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں ان پر وحی نازل ہوتی ہے صبح تم میرے پیچھے پیچھے چلنا میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤنگا لیکن اگر خطرہ محسوس کرو تو مجھ سے فاصلہ پہ چلنا دوسرے دن صبح حضرت علی گھر سے باہر انہیں لے کر نکلتا، اس طرح علی آگے اور پیچھے پیچھے رسول خدا کے گھر میں پہنچے ابوذر نے رسول خدا کو سلام کیا، سلام و دعا کے بعد رسول خدا نے پوچھا: تم کون ہو؟

کہا ابوذر اور قبیلہ غفار سے ہوں، جو کچھ رسول خدا سے چاہتا تھا ان سے لیا اور جو دیکھنا چاہتا تھا وہ دیکھا اسی وقت اظہار اسلام کیا رسول خدا نے فرمایا: اب یہاں نہ ٹہرو اور اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور ہمارے پیغام کو جا کر قوم سے بیان کرو تاکہ وہ ہم سے آگاہ ہوں اور وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ لیکن مکہ میں لوگوں سے اپنے اسلام کو پہنان رکھنا کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے ابوذر نے عرض کیا خدا کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مکہ کے لوگوں کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار نہ کر لوں مکہ سے باہر قدم نہیں رکھونگا، وہاں سے مسجد الحرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، لوگوں نے جب یہ سنا ابوذر کی طرف حملہ کرنے کے لیے بڑھے اور اس قدر مارا کہ قریب تھا جان چلی جائے حضرت عباس بن عبدالمطلب نے ان کو چھڑایا اور لوگوں سے کہا: وائے ہو تم پر تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ یہ قبیلہ غفار سے ہے اور آپ کے شام کے سفر کے لیے وہ راستے میں ہیں جب وہاں سے گزرو گے تو یہ تمہاری خبر لیں گے اس طرح ابوذر کو ان کے چنگال سے نجات دی دوسرے دن پھر ابوذر مسجد الحرام میں جا کر پہلے دن کی طرح بلند آواز سے، کلمہ شہادت کہتے ہیں، پھر لوگ ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں پھر بھی حضرت عباس ان کو قتل ہونے سے بچاتے ہیں۔ ابوذر کے فضائل: قال النبی ابوذر فی امتی علی زهد عیسیٰ بن مریم: رسول خدا نے فرمایا: ابوذر میری امت میں عیسیٰ کی طرح زاہد ہیں جیسے وہ اپنی امت میں زاہد تھے۔

قال علی: و علی ابوذر علما بحر الناس عنہ ثم اوکا علیہ فلم یخرج منہ شئیا؛ حضرت علی فرماتے ہیں: ابوذر کے سینے میں علم کا سمندر ہے کہ تمام لوگ اس کو یاد کرنے سے عاجز ہیں لیکن اس نے اپنے سینہ میں ایسے جگہ دی کہ اسے باہر نہیں نکالتا۔

عن عبد اللہ بن عمر قال سمعت عن رسول اللہ قال: ما اظلت الحضراء، ولا اقلت الغبراء علی ذی لہجۃ اصدق من ابی ذر یعیش وحدہ ویبوت وحدہ ویبعت وحدہ ویدخل الجنۃ وحدہ؛ عبد اللہ بن عمر کہتا ہے: میں نے رسول خدا سے سنا ہے انہوں نے فرمایا: آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے اسے نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو وہ تنہا زندگی کریگا اور تنہا مرے گا، تنہا اٹھے گا اور تنہا جنت میں داخل ہوگا۔ یہ روایت ابوہریرہ، ابودرداء اور مالک بن دینار نے بھی نقل کی ہے۔

شیخ صدوق اپنی کتاب عیون اخبار الرضا میں امام رضا اور اپنے اباے طاہرین سے اور انہوں نے، رسول خدا سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا: اس امت کے صدیق ابوذر ہیں۔ عبد اللہ بن ابی خراش کہتا ہے کہ ایک دن ربذہ میں ابوذر کو اس کی سیاہ فام بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا تو کہا ابوذر کوئی اس سے بہتر بیوی نہیں چاہیے؟ ابوذر نے کہا: دوست رکھتا ہوں ایسی بیوی کہ، جو میرے مقام کو پست رکھے اس بیوی سے، کہ جس کے ذریعہ میرا مقام اس پست دنیا میں بلند ہو پھر ان سے کہا: اس سے کوئی فرزند اس دنیا میں باقی نہیں رہا ابوذر نے جواب دیا: خدا کی حمد کرتا ہوں اس نے اس ناپیدار دنیا سے لے لیا اور اسے ہمیشہ کے گھر کیلئے ذخیرہ کیا پھر کہا: کس لیے نرم بستر نہیں لیتے؟ جواب دیا: خدایا مجھے بخش دے پھر طعن دے کر کہا: جو میرے لیے تہیہ کر سکتے ہو کرو! ابوآسماء کہتا ہے ربذہ میں ابوذر کے پاس گیا دیکھا ایک سیاہ چہرے والی بیوی کے ساتھ زمین پر بیٹھا ہے۔

ابوذر نے کہا: دیکھ رہے ہو اس کو کہ اس بیوی نے کہا عراق چلو، عراق گیا، لوگ مال و ثروت مجھے دینے لگے درحالیہ میرے دوست نے کہا: جہنم پر پل لرنے والا ہے اس قدر، وزن اٹھانے کو اس سے گذر سکو (۱۶) ابوذر سے کہا گیا کیا کوئی ملک نہیں حاصل کرتے؟ جیسا کہ فلاں فلاں نے کیا ہے کہنے لگے: کیا کرونگا ان سے میرے شوم و بخیل ارباب مجھے ایک پیالہ دودھ ایک روٹی دیتے ہیں کہ جو میرے لیے کافی ہے، غدوہ احد میں ابوذر جب پیغمبر اکرم ﷺ اور مسلمان جنگ احد پر جا رہے تھے، منافقین کی سازش سے لوگ دستے دستے اور فرد فرد واپس جنگ سے پلٹ رہے تھے، یہاں تک کہ عبد اللہ بن ابی نے ایک جماعت کو اپنے ساتھ کر لیا اور مسلمان جنگ سے فرار کر رہے تھے یا جنگ سے عقب نشینی کر رہے تھے، رسول خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلاں نے جنگ سے عقب نشینی کی ہے حضرت نے فرمایا: اسے اپنے حال پر چھوڑ دو اگر بہتری ہے تو خدا ہمارے ساتھ ملحق کر دیگا یہاں تک کہ رسول خدا سے کہا گیا ابوذر بھی پیچھے رہ گیا ہے تو پیغمبر نے وہی جواب دیا لیکن ابوذر اپنے اونٹ سے اتر کر پیدل رسول خدا کی طرف روانہ ہوا راستے میں پیاس نے غلبہ کیا ایک پانی کا چشمہ ملا، پینے کا ارادہ کیا رسول خدا کی یاد آئی تو خود سے عہد کیا جب تک رسول اللہ پانی نہ پی لیں، نہیں پیوؤنگا۔

پیغمبر اسلام ایک مقام پر پہنچے اور ایک مسلمان کی نظر پڑی کہ دور سے ایک آدمی آرہا ہے رسول خدا سے عرض کیا گیا تو فرمایا: خدا کرے ابوذر ہو جب نزدیک آیا تو ابوذر تھا رسول خدا نے فرمایا: خدا رحمت کرے ابوذر پر تنہا زندگی کریگا تنہا اس دنیا سے جائیگا اور تنہا مبعوث ہوگا۔

جب رسول خدا نے ابوذر کو دیکھا فرمایا: اسے پانی دو پیسا ہے جب پانی پیا، پیغمبر کی زیارت سے مشرف ہوا اصحاب نے کہا: یا رسول اللہ ابوذر کے پاس پانی تھا کیوں نہیں پیا؟ حضرت نے فرمایا: ابوذر تمہارے پاس پانی تھا کیوں نہیں پیا؟ عرض کیا ہاں حضور میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں راستہ میں پیاس لگی تھی، ایک چشمہ سے پانی لیا جب پینے کا ارادہ کیا تو آپ کی پیاس یاد آگئی اس لیے خود سے عہد کیا جب تک حضرت کی زیارت نہیں کرونگا پانی نہیں پیونگا۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: ابوذر خدا تجھے بخش دے تہائی میں زندگی کریگا اور تہامرے گا اور تہا مبعوث ہوگا اور تہا جنت میں داخل ہوگا جو لوگ اسے غسل، کفن اور دفن کا انتظام کریں گے اس کی وجہ سے سعادت مند ہونگے۔

خلافت امیر المومنین سے ابوذر کا دفاع: جب ابو بکر نے اپنی خلافت کا اعلان کیا اصحاب پیغمبر سے بارہ آدمیوں نے ارادہ کیا کہ اس پر اعتراض کریں ہر ایک نے باری باری گفتگو کی جب ابوذر اٹھے اور کہا: اے قریش کی جماعت بہت بڑی غلطی کا اس نے ارتکاب کیا ہے خدا کی قسم اس کی وجہ سے عرب کا ایک گروہ اپنے دین سے خارج ہوگا اور ایک گروہ دین میں متزلزل و مضطرب ہوگا اگر خلافت خاندان پیغمبر میں قرار دیں ہرگز جھگڑا نہ ہوگا لیکن اب بڑا خون خرابہ ہوگا اور اہل دنیا کے نیزے آپس میں ٹکرائیں گے تم گواہ ہو اور جانتے ہو کہ رسول خدا نے فرمایا: میرے بعد خلیفہ علی ہونگے اس کے بعد حسین شریفین ان کے فرزند ان کے بعد ان کی معصوم اولاد، تم نے رسول کی بات کو پس پشت ڈال دیا ان سے عہد کو فراموش کر دیا ان کی وصیت کو بھول گئے دنیا کی لذت کی پیروی کی، آخرت کی ہمیشہ رہنے والی نعمت کو چھوڑ دیا، تم بھی گزشتہ امتوں کی طرح انبیاء کے اقوال کو فراموش کر دیا ہے، حقیقت میں دین سے منحرف ہونگے.... اب جلدی تم اپنے کینے کی سزا بھتو گے پیغمبر اسلام نے ابوذر کے ربذہ کی طرف تبعید کی خبر دی۔ رسول خدا نے فرمایا: انبیاء اور اولیاء کی مصیبت سب سے زیادہ ہے پھر علماء و دانشوروں کی مصیبت ہے پھر ان کے بعد ان لوگوں کی جو ان سے زیادہ مشابہ ہیں۔

حاکم مشددرک میں ابوذر سے نقل کرتا ہے کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا: ابوذر کس طرح ہو گے تم جب کہ پست و رذیل لوگوں کے درمیان رہو گے اس طرح پیغمبر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں دبا کر کہا: کہ تم کو اس طرح شکنجہ و اذیت دیں گے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے کیا حکم دیتے ہو؟ فرمایا: صبر کرنا تین بار اس جملہ کو دہرایا لوگوں سے اخلاق کے ساتھ رہنا اور کردار میں ان کی مخالفت کرنا۔ کس لیے ابوذر کو ملک بدر کیا گیا؟ تحقیق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں ابوذر کو ربذہ کی طرف تبعید کیا ایک علت یہ ہے کہ وہ ایک حق گو اور نڈر صحابی تھے کیونکہ ابوذر کا کام یہ تھا، حق کو واضح بیان کرنا اور نہ ڈرنا اور یہ مطلب ابوذر کی تاریخی زندگی سے واضح و روشن ہے اب سوال یہ ہے کہ کس لیے ابوذر نے تقیہ نہیں کیا؟ جس کو حق کے خلاف دیکھا اس کے خلاف بول دیا کسی سے خوف نہیں کیا! کیونکہ ابوذر نے جب رسول خدا کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو حضرت نے شرط لگائی کہ ہمیشہ حق کا اظہار کرنا اگرچہ تلخ حالات کا سامنا کرنا پڑے۔

جب عبد الرحمن بن عوف پر موت واقع ہوئی عثمان نے اس کا مال وارثوں میں تقسیم کیا لوگوں نے کہا: اس قدر زیادہ مال جو عبد الرحمن نے چھوڑا ہے آخرت کے بارے میں اس کے لیے نگران ہیں! عثمان نے کعب سے پوچھا: اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو کہ جس نے اللہ کی راہ میں بہت مال خرچ کیا، یہ کیا، وہ کیا کعب نے کہا: میں اس کے بارے میں خیر و خوبی کے علاوہ کوئی چیز اس سے نہیں دیکھی اس نے حلال کمایا، بہت انفاق کیا اور یہ باقی اس سے بچا ہے ابوذر سے نہ رہا گیا ابوذر نے زمین پر پڑی ہوئی ہڈی اٹھائی اور کعب کے پیچھے مارنے کے لیے بھاگ پڑے۔ یہاں تک کہ کعب عثمان کے پاس آکر پناہ لی اور ابوذر بھی پیچھے آگئے جب کعب نے دیکھا ابوذر کی اندر آگئے ہیں فوراً اٹھ کر عثمان کے پیچھے ڈر کے مارے کھڑے ہو گئے ابوذر نے کہا: اے یہودی زادے تو خیال کرتا ہے کہ عبد الرحمن کے لیے کوئی حرج نہیں کہ اس نے اتنا زیادہ مال چھوڑا ہے؟! ابوذر جب دیکھا عثمان نے عبد الرحمن پر اس قدر مال کی بخشش کی ہے ہر جگہ اور ہر مقام پر ابوذر نے عثمان کی بیجا بخشش کو مورد اعتراض قرار دیا، کوچہ و بازار میں عثمان کے خلاف تقریریں کیں اور اس آیت کی تلاوت کی: والذین یکنزون الذہب والفضة لیسفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم، کہ جو سونا چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت دو۔ اس طرح کی تقریریں سب کے سامنے، حکومت وقت کے خلاف، جب کی ہوں تو کیسے وہ اسے رنڈہ تبعید نہ کرتا! ابوذر ایک پیغمبر کے بزرگ صحابی اور با عظمت کو کیسے لوگوں کے درمیان سزا دے کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو ایک آدمی ابوذر کے پاس بھیج دیا کہ مجھ پر اعتراض کی بارش نہ کرو! ابوذر نے جواب میں کہا: تم مجھے آیات الہی سنانے سے منع کرتے ہو؟ خدا کی قسم عثمان کی خوشنودی کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرونگا۔ عثمان نے جب دیکھا کہ ابوذر کسی تہدید و دھمکی سے نہیں ڈرتا اور طبع و لالچ سے بھی اسے نہیں خرید جا سکتا۔ ایک دفعہ ایک غلام سے کہا جانو ابوذر کو روکو، اگر وہ تمہاری باتوں سے مجھے سرزنش نہ کرے تو میں تم کو آزاد کر دوں گا وہ ابوذر کے پاس ہر قسم کی کوشش کی کہ کسی طرح عثمان کو برا بھلا کہنے سے رک جائے، جب کچھ نہ ہو سکا، تو غلام نے کہا: میری وجہ سے اسے معاف کر دو اور کچھ نہ کہو تا کہ وہ مجھے آزاد کر دے ابوذر نے غلام سے کہا: ہاں تم آزاد ہو جانو گے اور میں غلام بن جانوں گا تمہاری دنیا کے لیے اپنی آخرت نہیں بیچ سکتا۔ ایک دن ابوذر مریض تھا اور عصا (کڑی) کے سہارے چل کر عثمان کے پاس گیا دیکھا اس کے سامنے ایک لاکھ درہم ہیں اور لوگ اس کے پاس بیٹھے انتظار کر رہے ہیں کہ کب تقسیم کرتا ہے؟ ابوذر نے عثمان سے پوچھا: یہ مال کہاں سے آیا ہے اور اس کا مصرف کیا ہے؟ عثمان نے جواب دیا: ایک جگہ سے آیا ہے چاہتا ہوں اور مال آجائے پھر کوئی ارادہ کروں ابوذر نے کہا تجھے یاد ہے کہ جب پیغمبر اکرم ﷺ کے پاس ایک دن گئے تو وہ محزون تھے اور ہم پھر دوسرے دن گئے تو خوشحال نظر آ رہے تھے ان سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کل میرے پاس چار درہم بیت المال کے بیچ گئے تھے اور پریشان تھا کہ موت آجائے اور یہ مال تلف ہو جائے، آج وہ اپنے مستحق کے پاس چلے گئے خوشحال ہوں۔

عثمان نے کعب الاحبار کی طرف رخ کیا اور پوچھا جس نے زکات دے دی اب اس پر کچھ ہے؟ کہنے لگا نہیں: ابوذر نے عصا اٹھا کر سر پر دے مارا اور کہا: تم مسلمانوں کے امور میں کیوں دخالت کرتے ہو؟ اے یہودی کے بیٹے! تجھے کیا حق ہے؟ مسلمانوں کے احکام میں اپنی نظر دے، کلام خدا پر کوئی چیز مقدم نہیں ہو سکتی کلام خدا تمہارے کلام پر مقدم ہے، پھر اس آیت کو پڑھا: والذین یکنزون الذہب والفضۃ..... عثمان نے ابوذر سے کہا: تم خرافات کہتے ہو کیا عقل تمہاری چلی گئی؟ اگر رسول خدا ﷺ کا صحابی نہ ہوتا تو تجھے یہیں پر قتل کر دیتا۔ ابوذر نے کہا رسول خدا کے دوست نے مجھے بتایا ہے: تم مجھے فریب نہیں دے سکتے البتہ عقل میری اس قدر باقی ہے جو خبر رسول خدا سے سنی تھی اب تک میرے ذہن میں باقی ہے اور مجھے یاد ہے۔

عثمان نے کہا: رسول خدا سے کیا سنا ہے؟ ابوذر نے کہا: میں نے رسول خدا سے سنا ہے جب ابو العاص کے تیس آدمی پہنچ جائیں خدا کے مال کو مفت کھا جائیں گے اور قرآن کو مکرو فریب کا وسیلہ قرار دیں گے۔ اور دوسری روایت میں اس طرح ذکر ہے "یقول اذا بلغ بنو ابی العاص ثلاثین رجلاً۔ اتخذوا دین اللہ دخلوا وعباد اللہ خولاً و مال اللہ دولاً ففتنواہ فقتلوا جو معاً و دلاً ضرراً و صبراً"

عثمان نے سامعین سے کہا: تم نے یہ خبر رسول سے سنی ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ عثمان نے کہا: علی کو بلاؤ جب علی تشریف لائے عثمان نے کہا: یا ابوالحسن جھوٹے آدمی کے بارے کیا کہتے ہو؟ علی نے فرمایا: ایسا نہ کہو میں نے رسول خدا سے سنا ہے: کہ ابوذر کے بارے میں فرمایا: آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی کو نہیں اٹھایا کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو سب نے کہا ہاں ہم نے یہ رسول اللہ سے سنا ہے!؟

ابوذر کے اعتراضات عثمان پر روز بروز زیادہ ہوتے گئے، یہاں تک کہ جب عثمان نے حامی بہت زیادہ اس کے پاس بیٹھے دیکھے تو پوچھا کیا خلیفہ کیلئے جائز ہے کہ بیت المال سے قرض لے لے جب ممکن ہو واپس کرے؟ کعب الاحبار نے کہا: کوئی مانع نہیں، لے سکتا ہے یہاں پر ابوذر سے نہ رہا گیا اس نے کعب سے کہا: تو چاہتا ہے ہم کو احکام دین یاد کرائے اے یہودی زادے۔

عثمان نے کہا: اے ابوذر مجھے بہت اذیت کر رہے ہو صحابی پیغمبر ہو کر مجھے ملامت کرتے ہو؟ اب تم حق نہیں رکھتے کہ مدینہ میں رہو شام چلے جاؤ۔

ابوذر شام کی طرف جلا وطنی: جب عثمان نے مجبور ہو کر ابوذر کو شام کے ملک کی طرف روانہ کیا تو ابوذر شام میں آ کر جو رسول اکرم سے احادیث اہلبیت کے بارے میں سنی تھیں لوگوں کے درمیان صبح، شام بیان کرتا رہا یہاں تک کہ اکثر لوگ اہلبیت کے گرویدہ بن گئے تاریخ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ لبنان کے لوگ اکثر ابوذر کی تبلیغ کی وجہ سے شیعہ ہوئے ہیں، ابوذر ہمیشہ حق کہتا اور جو حق کے مخالف ہوتا اس کے وجود کو تحمل نہ کر سکتا تھا، شام میں امر و نہی سے ہاتھ نہیں اٹھایا

جب معاویہ کے محل میں آیا پوچھا، اگر یہ محل خدا کے مال سے بنایا ہے، تو خیانت کی ہے۔ اگر لوگوں کے مال سے بنایا ہے، تو اسراف کیا ہے خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ ابوذر ہمیشہ شام میں اپنی تقریوں کے ذریعہ ان جملات کا تکرار کرتا رہتا تھا کہ جب رسول ہم میں نہیں آئے تھے اس وقت بھی ہم جھوٹ نہیں بولتے تھے اور ہمسایوں کا احترام کرتے تھے، مہمان کی عزت کرتے، فقراء سے اچھا سلوک کرتے۔ جب اسلام آیا، ہمارے ان اچھے کاموں کی تائید کی، مسلمان ان صفات کو پسند کرتے اور اس پر عمل کرتے، لیکن جب یہاں رسول کے بعد برے حکمران آئے انہوں نے ظلم و ستم کرنا شروع کیا، حق پائمال کرنے لگے اور ایسے برے کردار انجام دیئے کہ نہ قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے اور نہ رسول کے خلیفہ کو یہ زیب دیتا ہے، ان برے حکمرانوں نے باطل کو زندہ کر دیا، بچوں کو جھوٹا، جھوٹوں کو سچا کہنا شروع کر دیا، نالائق لوگ اقتدار کے مالک بن گئے، لائق لوگوں سے ان کا حق چھین لیا گیا ہے۔

معاویہ کے جاسوس معاویہ کے پاس آکر کہنے لگے، اگر ابوذر نے اس کام کو اسی طرح جاری رکھا تو تمہاری حکومت کی خیر نہیں، معاویہ پریشان ہو گیا، عثمان کو خط لکھا، صبح شام لوگ ابوذر کے ارد گرد جمع رہتے ہیں اور وہ ایسی تقریریں کر رہا ہے کہ جس سے لوگ ہم سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں ان کو اپنے پاس بلا لے ورنہ دونوں حکومتوں کے خاتمہ کے لیے زمین فراہم کر رہا ہے اور لوگ تیری حکومت کے مخالف ہوتے جا رہے ہیں عثمان نے جواب میں لکھا۔ جب میرا خط تم کو ملے فوراً ابوذر کو میرے پاس بھیج دے معاویہ نے خط عثمان کسی کو دے کر ابوذر کے پاس بھیجا، ابوذر نے اسی وقت مدینہ کے لیے تیاری کی اور لوگوں کو مطلع کیا کہ میں مدینہ واپس جا رہا ہوں، معاویہ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتا، لوگ گریہ کرنے لگے ابوذر نے کہا: نہ خود آیا ہوں نہ خود واپس جا رہا ہوں۔

جب لوگوں نے دیکھا ابوذر شام سے جا رہا ہے، خدا حافظی کیلئے آئے اور مقام دیر مران تک ان کے ساتھ چلے ابوذر نے وہاں نماز جماعت اقامہ کی اور آخری تقریر کی۔

ابوذر کی تقریر: ابوذر نے حمد و ستائش باری تعالیٰ کے بعد کہا: اے لوگو! میں نے کسی کے درمیان تفرقہ اندازی نہیں کی اور نہ کسی کو وصیت کی خدا کی حمد ہے سب نے بلند آواز سے الحمد للہ کہا پھر کلمہ شہادتین پڑھا تو سب نے پڑھا ایسی بلند آواز تھی کہ کاغذ معاویہ تک پہنچی پھر فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت حق ہے، موت حق ہے، قبر حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، سزا و جزا حق ہے، جو کچھ خدا کی طرف سے حکم آیا خود عمل کیا، آپ کو بھی بتایا تم میرے گواہ ہو، ظالم ستم کار کی کبھی مدد نہ کرنا۔ ہمیشہ حق کہنا اور حق کا ساتھ دینا، حاکم کے ساتھ کسی بدعت میں ساتھ نہ دینا، نماز و روزہ کو ضائع نہ کرنا، غضب خدا سے ڈرنا، نماز میں اجتماع کرنا، حاکم کے برے اعمال سے بیزاری کا اظہار کرنا، اگر کسی حکم خدا کو بدلے اس سے دوری کرنا اور جس قدر ہو سکے، مقابلہ کرنا۔ ہر چند تمہیں تکلیف دے، حاکم کی خوشنودی کے لیے خدا کی ناراضگی مول نہ لینا، اگرچہ تم کو تبعید کر دے خدا تم کو اور مجھے بخش دے، لوگوں نے کہا: اگر اجازت دیں تو ہم تمہیں نہ جانے دیں، ابوذر

نے کہا: تم صبر کرو اگر ایسا کرو گے تو ستم کار لوگ اپنے ظلم سے باز نہیں آئیں گے تم واپس چلے جاؤ، خدا حافظ۔ ابوذر کی شام سے واپسی: ابوذر جب واپس مدینہ، عثمان کے پاس آیا عثمان نے کہا: تم نے اپنا کام کیا اور لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے ابوذر نے کہا: جو تمہاری خوشامد کرے اور جھوٹ بولے وہ تجھے اچھا لگتا ہے، میں نے لوگوں کو احادیث رسول سے آگاہ کیا ہے، ظالم اور مظلوم کی پہچان کرائی ہے۔

کعب الاحبار نے ابوذر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: تم حاکم وقت کے سامنے ایسے کلام کرتے ہو؟ ابوذر نے عصا اس کے سر پر دے مارا اور کہا: چپ کرو یہودی زادے تم کو کیا حق ہے کہ مسلمانوں کے امور میں کوئی رائے دو۔ خدا کی قسم! ابھی تک تیرے اندر یہودی دل موجود ہے، عثمان نے کہا: خدا کی قسم میں اور تم ایک محل میں نہیں رہ سکتے، حکم دیا ان کو مجھ سے دور کرو اور کوئی بھی اس سے بات چیت نہ کرے، کچھ مدت تک کلام نہیں کی، یہاں تک کہ ایک دن ابوذر کو عثمان نے بلایا اور کہا: ابوذر جانتا ہے کہ تم نے مجھ سے کیا کیا ہے؟ ابوذر نے کہا: میں نے تیرے لیے خیر خواہی کی۔ عثمان نے کہا: جھوٹ بولتے ہو تم نے خیانت کی ہے، شام کے لوگوں کو میرے خلاف کر دیا ہے۔

ابوذر نے کہا: تم پہلے خلفاء کی طرح رویہ رکھو تو تم سے کسی کو اعتراض نہیں ہوگا۔ عثمان نے کہا: یہ بات کیوں کرتے ہو تم سے کیا مر بوط؟ ابوذر نے کہا: خدا کی قسم میں نے تم سے مکرو حیلہ نہیں کیا بغیر امر و نہی کے۔ عثمان لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ قتل کر دوں یا زندان میں ڈال دوں یا ملک بدر کروں!؟

ابوذر نے کہا: عثمان تم نے رسول خدا اور پہلے دو خلیفوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کیا رویہ رکھا ہے؟ خدا کی قسم! تم ایسے نہیں ہو تم ستم کار، ظالم بن کر میرے ساتھ سلوک کر رہے ہو۔

عثمان نے غصے سے کہا: میرے ملک سے نکل جاؤ۔ ابوذر! خدا کی قسم تمہاری ہمسائیگی سے بیزار ہوں کہاں جاؤں؟ عثمان نے کہا جہاں چاہو۔ ابوذر نے کہا: شام کی طرف کفار سے جہاد کے لیے چلا جاؤں۔ عثمان نے کہا: وہاں تم نے فتنہ کھڑا کر دیا ہے اس لیے تو میں نے وہاں سے تمہیں واپس بلا لیا دوبارہ وہاں جانا چاہتا ہے نہیں۔

ابوذر نے کہا: عراق چلا جاؤں۔ عثمان نے کہا: نہیں، وہاں کے لوگ فتنہ گر ہیں۔

ابوذر! مصر چلا جانوں؟ عثمان نے کہا: نہیں،

ابوذر نے کہا: پھر کہاں جانوں؟

عثمان نے کہا: رندہ!

ابوذر نے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پڑھا اور کہا: رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تھا: تم کو جہاں بھیجیں چلے جانا آخر میں تمہیں رندہ کی سر زمین ملے گی۔

ابوذر رندہ کی طرف تبعید

عثمان نے دستور دیا ابوذر کو رندہ کی طرف بھیج دو اور کوئی اس سے کلام نہ کرے اور کوئی اس سے خدا حافظی نہ کرے عثمان سے علی اور عقیل کے علاوہ سب ڈرتے تھے علی نے حسین شریفین سے فرمایا: اس کے ساتھ مدینہ کے باہر تک ساتھ چلو اور عقیل و عمار یاسر بھی ساتھ گئے تو مروان نے امام حسن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: مگر عثمان کی گفتگو نہیں سنی، علی نے تازیانہ اس کے کانوں پر مارا اور فرمایا: ہم سے دور ہو جا، خدا تم کو ہلاک کرے پھر مروان نے عثمان کے پاس جا کر شکایت کی، عثمان سخت غصے ہوا، علی بھی اس پر بہت غصے تھے۔ ابوذر کو علی نے خدا حافظی کی اور عقیل، عمار یاسر نے تقریریں لیں اور ابوذر کو دلاسا دیا اور صبر کی تلقین کی یہاں پر ابوذر سے صبر نہ ہو سکا آنکھوں سے آنکھ بہنے لگے پھر کہا: خدا آپ پر بھی اپنی رحمت نازل کرے ہاں دوستوں کی جدائی بڑی سخت ہوتی ہے خصوصاً ایمانی دوست کیا خوب عرب شاعر نے کہا: یقولون ان الموت صعب علی الفتی۔ مفارقة الاحباب واللہ اصعب؛ کہتے ہیں کہ جوان کی موت سخت ہے لیکن دوستوں کی جدائی اس سے زیادہ سخت ہے۔

ابوذر نے کہا: خاندان نبوت سے جدائی میرے لیے سخت ہے لیکن کیا کروں چارہ ہی نہیں ابوذر رندہ روانہ ہوئے اور علی اور دوسرے ساتھی مدینہ واپس چلے۔

لوگوں نے علی سے کہا: عثمان آپ پر ابوذر کی خدا حافظی کی وجہ سے غصے ہوا ہے علی نے فرمایا: غضب الخیل علی صم اللحم۔ مثل یہ کہ کھوڑے کے منہ پر لجام ہے تو غضب کرتا ہے یعنی میرا کیا کر سکتا ہے؟ عثمان نے علی سے کہا: کیا چیز باعث بنی کہ ابوذر سے بدرقہ کیا ہے؟

علی نے کہا: کیا چیز باعث بنی کہ مروان کو ہم پر مامور کیا ہے؟ مگر تم کو ہم پر اعتماد نہیں تھا کہ میں نے کیا کہا: تم نے میرے امر کو سبک شمار کیا ہے تیرا ایچی چاہتا تھا کہ ہمیں واپس لے آئے ہم نے تیرے امر کو سبک شمار نہیں کیا، عثمان نے کہا: میں نے نہیں کہا تھا کہ کوئی ابوذر کو بدرقہ نہ کرے۔

علی نے فرمایا: مگر بتایا ہے کہ جو تم کو وہ مانا جائے ہر معصیت میں تیری اطاعت کروں؟!

ابوذر اور حق طلبی: ابوذر کچھ مدت کے بعد پھر مدینہ واپس لوٹے کہ جب عثمان کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم تھا، ابوذر نے

عثمان سے کہا: تم نے مجھے وہاں بھیجا ہے کہ جہاں کھانے کو کچھ نہیں ملتا، درختوں کے سایہ میں زندگی کر رہا ہوں، میرے

لیے ایک غلام اور بیت المال سے میرا حصہ دو، عثمان نے منہ پھیر لیا ابوذر اسی طرف رخ کر کے کہنے لگے یہاں پر حبیب بن سلمہ نے ابوذر سے کہا: ایک ہزار درہم ایک خادم اور پانچ سو گوسفند میرے پاس آپ کے ہیں میں آپ کو دوں گا۔ ابوذر نے کہا: میں فقیر بن کر سوال نہیں کیا کہ تمہیں میرے اوپر رحم آ رہا ہے! میں نے وہ حق طلب کیا ہے کہ جو میرا حق کتاب میں لکھا ہے عثمان میرا مدیون ہے اسی حال میں علی وارد ہوئے تو عثمان نے کہا: اس بیوقوف کو مجھ سے دور کرو علی نے فرمایا: یہ بے وقوف نہیں ہے بلکہ رسول خدا سے میں نے سنا ہے کہ کسی ماں نے آسمان کے نیچے ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ زمین میں ہے کہ جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ ان کو مومن آل فرعون کی طرح قرار دیا ہے اگر جھوٹ بولتا ہے تو اس کی گردن پر اس کا گناہ ہے اگر سچ کہتا ہے اور بعض عذاب کا وعدہ کہتا ہے تو تو دیکھے گا۔

ابوذر کا خط، حذیفہ کے نام: جب ابوذر ربذہ میں تنہائی کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے تو حذیفہ کو خط لکھا غربت و بیٹے کی وفات غم و غصہ، حرم رسول خدا سے دوری اور میرے پاس کوئی نہیں کہ جس سے درد دل کہوں آپ کو معلوم ہے کہ میرے بیت المال سے میرے حصہ کو مجھ سے قطع کر دیا ہے میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ کسی کا حق لوٹا ہے اور نہ کسی کو اذیت کی ہے مجھے بے گناہ بیابان میں بھیجا ہے خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ شکوہ و شکایت کروں بلکہ خدا سے تیرے لیے خیر چاہتا ہوں اور دعا کا طالب ہوں کہ آپ دعا کریں خدا تمام مومنین و مسلمین اور میرے لیے مشکلات کو حل فرمائے والسلام۔ حذیفہ کا جواب: جواب سلام کے بعد آپ کا خط ملا جو نصیحت کی تم ہمیشہ ہمارے لیے خیر و خوبی خدا سے چاہتے رہے ہو یہ سب خدا تعالیٰ کا لطف ہے ہاں میرے بھائی جو تم پر مصیبت وارد ہوئی ہے میں تیرے ساتھ اس غم میں شریک ہوں اگر ممکن ہوتا تو تیرے لیے دفاع کرتا فقط خدا کی پناہ چاہتا ہوں غم نہ کرو خدا اس کی پاداش تم کو عطا کرے گا تیرے لیے اٹھتے بیٹھتے دعا کرتا رہو تو گا والسلام۔

ابوذر اپنے بیٹے کی قبر پر: ابوذر ربذہ میں تنہائی کی زندگی گزار رہے تھے، روز بروز مشکلات کے ہجوم میں پس رہے تھے کہ اسی حال میں ان کے بیٹے کی وفات ہوتی ہے بیٹے کی لاش تنہا اٹھاتے ہیں، غسل و کفن اور دفن کا خود انتظام کرتے ہیں، آخر میں بیٹے کی قبر کے پاس بیٹھ کر گریہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: بیٹا تم نے اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزاری میں تم سے راضی ہوں اگر تیری جگہ موت آتی تو میں قبول کر لیتا دوست رکھتا ہوں کہ تیری جگہ قبر میں دفن ہوں لیکن یہ حکم خدا ہے کہ جس پر میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس نے تجھے عارضی گھر کی تکالیف سے جلد بلا لیا اور اپنی ہمیشہ کی نعمتوں سے نوازا ہے پھر آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کرتے ہیں: اے اللہ میں باپ ہو کر اس کے حقوق سے درگزر کر رہا ہوں اور واجب حقوق بخشا ہوں تو بھی اپنے حقوق سے درگزر فرما تو عفو درگزر میں مجھ سے زیادہ سزاوار ہے۔

ابوذر کا فتویٰ: ایک آدمی نے ابوذر سے کہا: کہ عثمان کے کارکنان مالیات لینے میں مجھ پر ستم کرتے ہیں اور کچھ زیادہ لیتے ہیں کیا اپنے مال سے کچھ چھپا دوں جائز ہے؟ ابوذر نے کہا: نہیں ایسا نہ کرنا بلکہ مال سامنے رکھ کر ان سے کہنا کہ جو تمہارا حق ہے لو اگر زیادہ لوگے تو قیامت کے دن تمہارے نامہ اعمال سے میرے لیے تم کو واپس کرنا پڑے گا اس وقت ایک

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

جوان ابوذر کے سر پر کھڑے تھے کہا: اے ابوذر مگر عثمان نے تم کو نہیں روکا کہ آئندہ فتویٰ نہ دیا کرو ابوذر نے کہا: تجھے اس نے مجھ پر بازرس اور رقیب قرار دیا ہے! خدا کی قسم! اگر شمشیر میرے سر پر مارے گا تو میں قبل از شمشیر کلمہ شہادتین پڑھ لوں گا اور اپنے فتویٰ سے دست بردار نہیں ہوں گا۔

ابوذر کی عبادت: ابو عثمان نہدی کہتا ہے: کہ ابوذر کو سوار دیکھا کہ کبھی قبلہ کی طرف سر کو موڑتا ہے اور کبھی زمین کی طرف اشارہ! میں نے تصور کیا کہ ابوذر کو نیند آرہی ہے پوچھا ابوذر نیند آرہی ہے ابوذر نے کہا: نہیں بیدار ہوں اور نماز پڑھ رہا ہوں۔

اہل بصرہ کا ایک آدمی ابوذر کے بیٹے کی وفات کے بعد ان کے پاس بیٹے کی تعزیت و تسلیت کے لیے آیا اور ان کی گھر والی سے پوچھا ابوذر اب کس حال میں ہے کہا: ہمیشہ اللہ کی عبادت اور تفکر میں وقت گزارتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر فکر کی عبادت کرتا ہے۔ ابن اشیر اسد الغابہ میں لکھتا ہے کہ ابوذر رسول خدا ﷺ کے تین سال بعثت سے پہلے وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا تھا جب رسول کی بیعت کی تو شرط کی کہ ہمیشہ حق کہنا حق کا ساتھ دینا اور حق پر مرنا۔

ابوذر کی وفات: ابوذر کی بیوی نقل کرتی ہے کہ جب ابوذر پر موت کے آثار دیکھے گریہ کرنے لگی ابوذر نے کہا: گریہ کیوں کرتی ہے؟ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ انہوں نے ہم اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تھا: تم میں سے ایک بیابان میں تنہائی کے عالم میں مرے گا جو اسے کفن دے گا وہ خوش نصیب ہوگا جب یہ بات سنی تو اب ان میں سے جو اس دن بیٹھے تھے رسول کی بات سنی کوئی نہیں رہا سوائے میرے اب تم غم نہ کرو جب میں مرجاؤں تم راستے پر جا کر بیٹھ جانا۔

عمار بن ياسر^{١٢}

٥٦- حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانَ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع)، قَالَ، قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي عَمَّارٍ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ عَمَّارًا، ثَلَاثًا، قَاتَلَ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ) وَ قُتِلَ شَهِيدًا. قَالَ. قُلْتُ فِي نَفْسِي مَا تَكُونُ مَنْزِلَةٌ أَعْظَمَ مِنْ هَذِهِ الْمَنْزِلَةِ فَالْتَمَتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: لَعَلَّكَ تَقُولُ مِثْلَ الثَّلَاثَةِ! هَيْهَاتَ! قَالَ، قُلْتُ: وَ مَا عَلِمَهُ أَنَّهُ يُقْتَلُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ: إِنَّهُ لَمَّا

^{١٢} - وقعت صفين ٣٣٠، الطبقات الكبرى لابن سعد ٣٣٧ ص ٢٣٦، التاريخ الكبير ٢٥ ص ٢٥، المعارف ٤١٣، إنساب الأشراف ٣١٢ ص ٣١٢، تاريخ الطبري ٣ ص ٢٦، الجرح والتعديل ٦ ص ٨٩، اختيار معرفة الرجال الحديث ١٣ و ١٤، مشاهير علماء الأمصار ٤٣ ص ٤٣، المستدرک للحاكم ٣ ص ٨٣، حلية الأولياء ١ ص ١٣٩، إصحاح الفتيا من الصحابة والتابعين ٤٥ ص ٦٢، رجال الطوسي ٣٢، الخلاف للطوسي ١١٢، تاريخ بغداد ١٥٠، الاستيعاب ذيل الاصابة ٢ ص ٢٦٩، المنتظم ٥ ص ١١٩، إسد الغابة ٣ ص ٣٣، الكامل في التاريخ ٣ ص ٣٠٨، تهذيب الأسماء واللغات ٢ ص ٤٣، تهذيب الكمال ٣١ ص ٢١٥، العبر للذهبي ٢ ص ٢، سير اعلام النبلاء ١ ص ٢٠٦، تاريخ الإسلام للذهبي (سنة ٤٣٥ هـ) ٥٦٩، الوافي بالوفيات ٢٢ ص ٤٦، امرأة الجنان ١ ص ١٠٠، البداية والنهاية ٦ ص ٢٢٠، الجواهر المضية ٢ ص ١٦، الاصابة ٢ ص ٥٥٥، تقريب التهذيب ٢ ص ٨٨، تهذيب التهذيب ٤ ص ٨٠٨، شذرات الذهب ١ ص ٤٥، تنقيح المقال ٢ ص ٣٢٠، إعيان الشيعة ٨ ص ٤٢، الغدير ٩ ص ١٥، معجم رجال الحديث ١٢ ص ٢٦٥، ٨٦٥٠.

رَأَى الْحَرْبَ لَا تَزْدَادُ إِلَّا شِدَّةً وَ الْقَتْلَ لَا يَزْدَادُ إِلَّا كَثْرَةً تَرَكَ الصَّفَّ وَ جَاءَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هُوَ هُوَ قَالَ أَرْجِعْ إِلَى صَفِّكَ، فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ أَرْجِعْ إِلَى صَفِّكَ فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي الثَّلَاثَةِ قَالَ لَهُ نَعَمْ. فَرَجَعَ إِلَى صَفِّهِ وَ هُوَ يَقُولُ: الْيَوْمَ الْقِيَامَةُ --- مُحَمَّدًا وَ حِزْبَهُ.

حمران بن اعین نے امام صادق سے عمار کے متعلق سوال کیا، آپ نے تین بار فرمایا: اللہ تعالیٰ عمار پر رحم فرمائے انہوں نے امام علیؑ کے ہمراہ ہو کر ان کے دشمنوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے، راوی کہتا ہے میں دل میں کہا اس سے بڑی منزلت کیا ہوگی؟ تو آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا شاید تیری مراد وہ تین بار والا واقعہ مراد ہے، ایسا نہیں، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی مولا انہیں اپنی شہادت کا علم تو نہیں تھا، آپ نے فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ جنگ کی شدت بڑھتی جا رہی ہے اور بہت زیادہ قتل ہو رہے ہیں تو صف کو چھوڑا اور امام علیؑ کے پاس آئے اور عرض کی: یا امیر المؤمنین! یہ حالت ہے، (مجھے اجازت دیجیے) آپ نے فرمایا اپنی صف میں لوٹ جاؤ، اسی طرح تین بار امام کی خدمت میں آئے، اور آپ نے فرمایا اپنی صف میں لوٹ جاؤ، جب تیسری بار تھی تو فرمایا ہاں، جب واپس لوٹ رہے تھے تو کہہ رہے تھے: آج میں اپنے پیاروں (نبی اکرمؐ اور آپ کے لشکر) کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

۵۷- مُحَمَّدٌ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَوْفٍ الْبُخَارِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ مَزِيدِ الْكُشِيِّ، قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمَّادِ الْمَرْوَزِيِّ، قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ الَّذِي قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ قَدْ أَلْقَتْهُ قُرَيْشٌ فِي

النَّارِ: يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلَى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتَ بَرْدًا وَ سَلَامًا عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ، فَلَمْ يُصِبْ مِنْهَا مَكْرُوهٌ. وَ قَتَلَتْ قُرَيْشٌ أَبَوَيْهِ وَ رَسُولُ اللَّهِ (ص)
 يَقُولُ صَبْرًا آلُ يَاسِرٍ مَوْعِدُكُمْ الْجَنَّةَ، مَا تُرِيدُونَ مِنْ عَمَّارٍ عَمَّارٌ مَعَ الْحَقِّ وَ
 الْحَقُّ مَعَ عَمَّارٍ حَيْثُ كَانَ، عَمَّارٌ جِلْدَةٌ بَيْنَ عَيْنِي وَ أَنْفِي تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ،
 وَ قَالَ وَقْتُ قَتْلِهِمْ إِيَّاهُ: الْيَوْمَ الْقِيَامَةُ --- مُحَمَّدًا وَ حَزْبَهُ. يَدْعُوهُمْ إِلَى
 الْجَنَّةِ وَ يَدْعُوهُمْ إِلَى النَّارِ

مروزی نے کہا: عمار بن یاسر کے متعلق نبی اکرمؐ نے فرمایا جب قریش نے ان کو آگ میں ڈال
 دیا تھا، اے آگ، عمار کے لیے خنک و گلزار بن جا، جس طرح ابراہیم کے لیے خنک و گلزار بنی
 تھی، تو اس سے ان کو گزند نہ پہنچا اور قریش نے انکے والدین کو قتل کر دیا اور نبی اکرمؐ نے
 فرمایا آل یاسر صبر کرو، تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے^{۱۳}، اور تم عمار سے کیا چاہتے ہو، عمار حق
 کے ساتھ ہے اور حق عمار کے ساتھ ہے عمار میری آنکھوں کا تارا ہے، اسے باغی گروہ قتل
 کریگا اور عمار جنگ کرتے ہوئے کہتے تھے: آج میں اپنے پیاروں (نبی اکرمؐ اور آپ کے
 لشکر) کے پاس پہنچ جاؤں گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور وہ لوگ ان کو جہنم کی
 طرف بلا رہے ہوں گے۔

۵۸- حَمْدُوبَةُ وَ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَاصِمِ
 بْنِ حَمِيدٍ، عَنْ فَضِيلِ الرَّسَّانِ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا دَاوُدَ، وَ هُوَ يَقُولُ حَدَّثَنِي بَرِيدَةُ
 الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ، قَالَ

^{۱۳} - یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی

فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنْتَ الصَّدِيقُ وَأَنْتَ ثَانِيِ الثَّنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي
 الْعَارِ، فَلَوْ سَأَلْتَ رَسُولَ اللَّهِ (ص) مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ قَالَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ
 أَسْأَلَهُ فَلَا أَكُونَ مِنْهُمْ فَتَعَيَّرَنِي بِذَلِكَ بَنُو تَيْمٍ، قَالَ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ، فَقِيلَ لَهُ يَا
 أَبَا حَفْصٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَيَّ ثَلَاثَةً وَأَنْتَ
 الْفَارُوقُ الَّذِي يَنْطِقُ الْمَلِكُ عَلَى لِسَانِكَ فَلَوْ سَأَلْتَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ هَؤُلَاءِ
 الثَّلَاثَةِ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أَسْأَلَهُ فَلَا أَكُونَ مِنْهُمْ فَتَعَيَّرَنِي بِذَلِكَ بَنُو عَدِيٍّ. ثُمَّ
 جَاءَ عَلِيُّ (ع) فَقِيلَ لَهُ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ إِنَّ الْجَنَّةَ
 لَتَشْتَاقُ إِلَيَّ ثَلَاثَةً فَلَوْ سَأَلْتَهُ مِنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ فَقَالَ أَسْأَلُهُ إِنْ كُنْتُ مِنْهُمْ
 حَمَدْتُ اللَّهَ وَإِنْ لَمْ أَكُنْ مِنْهُمْ حَمَدْتُ بِاللَّهِ، قَالَ، فَقَالَ عَلِيُّ (ع) يَا رَسُولَ
 اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ إِنَّ الْجَنَّةَ لَتَشْتَاقُ إِلَيَّ ثَلَاثَةً فَمَنْ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ
 وَأَنْتَ أَوْلَهُمْ، وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فَإِنَّهُ قَلِيلُ الْكِبَرِ وَهُوَ لَكَ نَاصِحٌ فَاتَّخِذْهُ
 لِنَفْسِكَ، وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ شَهِدَ مَعَكَ مَشَاهِدَ غَيْرِ وَاحِدَةٍ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا وَهُوَ
 فِيهَا، كَثِيرٌ خَيْرُهُ، ضَوْيٌ نُورُهُ، عَظِيمٌ أَجْرُهُ.

بریدہ سلمی نے نبی اکرم سے نقل کیا: جنت تین افراد کی مشتاق ہے، اتنے میں ابو بکر آئے
 تو ان سے کہا گیا تم صدیق ہو اور غار میں نبی اکرم کے ساتھ تھے، ذرا نبی اکرم سے ان تین کے
 متعلق سوال کرو اس نے جواب دیا: مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے سوال کر لیا اور میں ان میں سے
 نہ ہوا تو مجھے بنی تیم طعنہ دیں گے، پھر عمر آیا تو ان سے کہا گیا اے ابو حفص، نبی اکرم نے فرمایا
 ہے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، نبی اکرم سے ان تین کے متعلق سوال کرو اس نے

جواب دیا؛ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے سوال کر لیا اور میں ان میں سے نہ ہوا تو مجھے بنی عدی طعنہ دیں گے، پھر امام علیؑ آئے تو ان سے کہا گیا اے ابوالحسن، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، نبی اکرمؐ سے ان تین کے متعلق سوال کرو، تو آپ نے جواب دیا؛ میں ضرور ان کے متعلق پوچھتا ہوں، امام نے نبی اکرمؐ سے پوچھا اے خدا رسول! آپ نے فرمایا ہے کہ جنت تین افراد کی مشتاق ہے، تو وہ خوش نصیب کون ہیں؟ نبی اکرمؐ نے فرمایا، تو ان میں سے پہلا ہے اور سلمان دوسرا ہے وہ تکبر بالکل نہیں کرتا اور تجھے ہمیشہ اچھے مشورے دیتا رہے گا، اسے اپنے ساتھ رکھنا اور عمار بن یاسر ہے وہ بھی بہت سے موقعوں پہ تیرا ساتھ دے گا، اسکی نیکی زیادہ ہے اور اس کا نور روشن ہے اور اس کا اجر بڑا ہے۔

۵۹- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمْدَانُ بْنُ

سَلِيمَانَ النَّيْسَابُورِيِّ، وَالْعَمْرِكِيُّ بْنُ عَلِيٍّ الْبُوفَكِيِّ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْحَجَّالِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) وَ عَلِيٌّ وَ عَمَّارٌ يَعْمَلُونَ مَسْجِدًا فَمَرَّ عُثْمَانُ فِي بَزَّةٍ لَهُ يُخْطَرُ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع)

ارْجُزْ بِهِ! فَقَالَ عَمَّارٌ:

لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ---يُظَلُّ فِيهَا رَاكِعًا وَ سَاجِدًا

وَ مَنْ تَرَاهُ عَانِدًا مُعَانِدًا--- عَنِ الْغُبَارِ لَا يَزَالُ حَائِدًا

قَالَ، فَاتَى النَّبِيَّ (ص) فَقَالَ مَا أَسْلَمْنَا لِنُشْتَمَ أَعْرَاضَنَا وَ أَنْفُسَنَا! فَقَالَ ۱۰۴
رَسُولُ اللَّهِ (ص) أ فَتَحِبُّ أَنْ تُقَالَ فَنَزَلَتْ آيَاتَانِ ۱۰۵: يَمُنُونَ عَلَيْكَ أَنْ
أَسْلَمُوا- الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ (ص) لَعَلِّي (ع) أَكْتُبُ هَذَا فِي صَاحِبِكَ، ثُمَّ
قَالَ النَّبِيُّ (ص) أَكْتُبُ هَذِهِ الْآيَةَ: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ
رَسُولِهِ.

امام صادق سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ و عمارؓ مسجد میں کام کر رہے تھے کہ
حضرت عثمان وہاں سے بھڑکیلے کپڑے پہنے ہوئے گزرے تو امام علیؑ نے فرمایا، ذرا اس پہ
قافیہ لگانا، تو عمار نے کہا:

مسجدیں آباد کرنے والے جو ان میں رکوع و سجود کرتے ہیں اور جنہیں تو دیکھے کے غبار سے
بچتے ہیں اور اس سے دور رہتے ہیں برابر نہیں ہو سکتے، تو وہ سیدھے نبی اکرمؐ پاس گئے اور
عرض کی: ہم نے اس لیے اسلام قبول نہیں کیا کہ ہماری عزت و نفوس کو گالی دی جائے، تو
نبی اکرمؐ نے فرمایا تو چاہتا ہے کہ کچھ نازل ہو؟ تو دو آیتیں نازل ہوئیں:

پہلی آیت: حجرات ۱۷: یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا،
کمدتجئے: مجھ پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان نہ جتاو بلکہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کا تم پر احسان ہے
کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی۔

پھر نبی اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ اپنے ساتھی کے متعلق یہ آیت لکھ لو، حجرات ۱۵: مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں پھر شک نہ کریں اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کریں، یہی لوگ (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔

۶۰ - جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَعْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ الْحِذَاءِ، قَالَ لَمَّا أَمَرَ النَّبِيُّ (ص) بِنَاءِ الْمَسْجِدِ قَسَمَ عَلَيْهِمُ الْمَوَاضِعَ وَضَمَّ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ رَجُلًا، فَضَمَّ عَمَّارًا إِلَى عَلِيٍّ (ع) قَالَ فَبَيْنَا فِي عِلَاجِ الْبِنَاءِ إِذْ خَرَجَ عُثْمَانُ مِنْ دَارِهِ وَارْتَفَعَ الْغُبَارُ فَتَمَنَعَ بِثَوْبِهِ وَأَعْرَضَ بِوَجْهِهِ، قَالَ، فَقَالَ عَلِيُّ (ع) لِعَمَّارٍ إِذَا قُلْتَ شَيْئًا فَرُدَّ عَلَيَّ! قَالَ، فَقَالَ عَلِيُّ (ع): لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ--- يَظَلُّ فِيهَا رَاكِعًا وَسَاجِدًا--- كَمَنْ يَرَى عَنِ الطَّرِيقِ عَائِدًا-

قَالَ فَأَجَابَهُ عَمَّارٌ كَمَا قَالَ: فَغَضِبَ عُثْمَانُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَقُولَ لِعَلِيِّ شَيْئًا، فَقَالَ لِعَمَّارٍ يَا عَبْدُ يَا لُكْعُ! وَمَضَى، فَقَالَ عَلِيُّ (ع) لِعَمَّارٍ رَضِيَتْ بِمَا قَالَ لَكَ، أَلَا تَأْتِي النَّبِيَّ (ص) فَتُخْبِرُهُ! قَالَ، فَاتَاهُ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِي يَا عَبْدُ يَا لُكْعُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيُّ (ع) فَدَعَاهُ وَسَأَلَهُ، قَالَ، فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ عَمَّارٌ، فَقَالَ لِعَلِيِّ (ع) أَذْهَبَ فَقُلْ لَهُ حَيْثُ مَا كَانَ يَا عَبْدُ يَا لُكْعُ أَنْتَ الْقَائِلُ لِعَمَّارٍ يَا عَبْدُ يَا لُكْعُ! فَذْهَبَ عَلِيُّ (ع) فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ ثُمَّ أَنْصَرَفَ ۱۰۶.

صالحِ حذّاء کا بیان ہے کہ جب نبی اکرمؐ نے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تو صحابہ کے لیے جگہیں تقسیم کر دیں اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا، اس وقت عمار کو امام علیؑ کے ساتھ ملایا، ابھی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی کہ عثمان اپنے گھر سے نکلا، اچانک غبار اٹھا جس سے انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور منہ موڑ لیا، موقع کی مناسبت سے کچھ کہو لیکن امام نے خود ہی یہ شعر کہے: مسجدیں آباد کرنے والے جو ان میں رکوع و سجود کرتے ہیں اور جنہیں تو دیکھے کہ راستے سے مڑ جاتے ہیں، برابر نہیں ہو سکتے، تو عمار نے ویسا ہی کہا اس سے اس کو غصہ آگیا اور امام علیؑ کو تو کچھ نہ کہہ سکا لیکن عمار کو یہ کہہ کر گزرا: ارے غلام، ارے لئیم! تو امام نے عمار سے کہا کیا تو اس پر راضی ہے، بلکہ نبی اکرمؐ کو بتاؤ انہوں نے آپ کو بتایا اور عرض کی: اے نبی خدا! عثمان نے مجھے اے غلام، اے لئیم کہا ہے، نبی اکرمؐ نے فرمایا کیا اس کا کوئی اور بھی گواہ ہے؟ انہوں نے عرض کی، جی ہاں، امام علیؑ، آپ نے امام کو بلایا اور پوچھا، آپ نے عمار کی تصدیق کی، تو نبی اکرمؐ نے امام سے فرمایا جاؤ اور جہاں وہ ملے اسے کہنا: اے غلام، اے لئیم، تو عمار کو غلام و لئیم کہتا ہے، اور امام نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

۶۱- جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَعَلِّي ظَهَرْتُ بِعَيْرِي بِالْبَقِيعِ إِذْ جَاءَنِي رَسُولٌ فَقَالَ أَجِبْ يَا أَبَا حَمْزَةَ! فَجِئْتُ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) جَالِسٌ، فَقَالَ إِنِّي لَأَسْتَرِيحُ إِذَا رَأَيْتُكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَقْوَامًا يَزْعُمُونَ أَنَّ عَلِيًّا (ع) لَمْ يَكُنْ إِمَامًا حَتَّى شَهَرَ سَيْفَهُ، خَابَ إِذَا عَمَّارٌ وَ خَزِيمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَ صَاحِبُكَ أَبُو عَمْرَةَ، وَ قَدْ خَرَجَ يَوْمَئِذٍ صَائِمًا بَيْنَ الْفَتَنِينِ بِأَسْهُمٍ فَرَمَاهَا قُرْبَى يَتَقَرَّبُ بِهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى قُتِلَ، يَعْنِي عَمَّارًا.

ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں بقیع میں اپنے اونٹ کی پشت پہ تھا کہ امام صادقؑ کے پیام پہنچانے والے نے کہا کہ اے ابو حمزہ، امام بلا تے ہیں، میں حاضر ہوا، امام تشریف فرما تھے، فرمایا، تجھے دیکھ کر ہمیں سکون محسوس ہوتا ہے پھر فرمایا، ایک گروہ کا خیال ہے کہ امام علیؑ امام نہیں تھے مگر جب انہوں نے تلوار اٹھائی، تو اس طرح تو عمار، خزیمہ بن ثابت اور تیرے ساتھی ابو عمرہ ہلاک ہو گئے، جب عمار روزے کی حالت میں دو لشکروں کے درمیان تیرے کر نکلے اور انہیں خدا کے تقرب کی نیت سے چلایا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

۶۲ و مِنْ طَرِيقِ الْعَامَّةِ: خَلْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُلقَّبُ بِالْمَنَّانِ الْكَشِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلْمَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ رَأَاهُمْ وَ هُمْ يَحْمِلُونَ حِجَارَةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) مَا لَهُمْ وَ لِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَ يَدْعُوهُ إِلَى النَّارِ، وَ ذَلِكَ دَارُ الْأَشْقِيَاءِ الْفُجَّارِ.

عامہ کی سند سے روایت ہے کہ مجاہد نے کہا جب نبی اکرمؐ نے انہیں دیکھا وہ مسجد کے پتھر اٹھا رہے تھے تو آپ نے فرمایا، انہیں عمار سے کیا دشمنی ہے؟! وہ انہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور وہ اسے جہنم کی طرف بلاتے ہیں حالانکہ وہ شقی و فاجر لوگوں کی جگہ ہے۔

۶۳- خَلْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَمِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ، قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: اَدْفُنُونِي فِي ثِيَابِي فَإِنِّي مُخَاصِمٌ.

قیس کا بیان ہے کہ عمار بن یاسر نے فرمایا: مجھے میرے کپڑوں میں دفن کرنا کیونکہ میں نے خدا کے دربار میں مقدمہ پیش کرنا ہے۔

۶۴- خَلْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَمِيدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: أَتَى عَمَّارٌ يَوْمَئِذٍ بَلْبَنَ، فَضَحَكَ، ثُمَّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) آخِرُ شَرَابٍ تَشْرَبُهُ مِنَ الدُّنْيَا مُدَقَّةٌ مِنْ لَبَنٍ حَتَّى تَمُوتَ. ۱۰۷ و فِي خَبَرٍ آخَرَ: أَنَّهُ قَالَ لَهُ: آخِرُ زَادِكَ مِنَ الدُّنْيَا ضِيَاحٌ مِنْ لَبَنٍ.

ابو البختری کا بیان ہے کہ عمار بن یاسر کی شہادت کے وقت انکے پاس دودھ لائے تو ہنس پڑے اور فرمایا: نبی اکرمؐ نے مجھے خبر دی تھی کہ دنیا میں تیری آخری غذا دودھ کا پیالہ ہے۔

۶۵- خَلْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حَمِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسِ الْأَوْدِيِّ، عَنْ الْهَذِيلِ، قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ (ص) إِنَّ عَمَّارًا سَقَطَ عَلَيْهِ جِدَارٌ فَمَاتَ، فَقَالَ إِنَّ عَمَّارًا لَنْ يَمُوتَ.

ہذیل کا بیان ہے کہ نبی اکرمؐ سے کہا گیا کہ عمار پر دیوار گری ہے اور وہ فوت ہو گئے ہیں فرمایا، عمار نہیں مرا۔

۶۶- خَلْفُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا فَتْحُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْوَرَّاقِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ وَ سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِي بْنِ هَانِي، قَالَ قَالَ عَلِيُّ (ع) اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَيَّ النَّبِيِّ (ص) فَعَرَفَ صَوْتَهُ فَقَالَ: مَرْحَبًا ائْتُونَا لِلطَّيِّبِ ابْنِ الطَّيِّبِ-

ہانی نے نقل کیا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ عمار نے نبی اکرمؐ سے اجازت طلب کی آپ نے اسکی آواز پہچان لی اور فرمایا اسے اجازت دو، یہ پاکیزہ ہے اور پاکیزہ شخص کا بیٹا ہے۔

۶۷- خَلْفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ نُصَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِي بْنِ هَانِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ (ع) قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَيَّ النَّبِيِّ (ص) فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ عَمَّارٌ قَالَ: مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطِيبِ.

ہانی نے نقل کیا ہے کہ امام علیؑ نے فرمایا کہ عمار نے نبی اکرمؐ سے اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: خوش آمدید اے، پاکیزہ شخص۔

۶۸- خَلْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ يُونُسَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَ بْنَ عِيَّاشٍ، فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: أَمَّنْ هُوَ قَائِمٌ أَنَاءَ اللَّيْلِ (قَالَ سَاعَاتُ اللَّيْلِ) سَاجِدًا وَ قَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَ يَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ (قَالَ: عَمَّارٌ) هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ (قَالَ: عَمَّارٌ) وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ^{۱۰۸}، مَوَالِيهِ بَنُو الْمُغِيرَةِ.

ابو بکر نے اس آیت کے متعلق کہا: رات کو خدا کی عبادت کرنے والا عمار ہے اور آیت میں کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟ میں جاننے والے سے مراد عمار اور نہ جاننے والے سے مراد بنو مغیرہ ہیں۔

۶۹- خَلْفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ حَدَّثَنَا^{۱۰۹} شُعْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ، قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

^{۱۰۸} ازمر، آیت ۹

^{۱۰۹} رجال الکشي، ص: ۳۵

عَوْفٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْأَشْتَرِ، قَالَ كَانَ بَيْنَ عَمَّارٍ وَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كَلَامٌ فَشَكَاَ خَالِدٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) إِنَّهُ مَنْ يُعَادِي عَمَّارًا يُعَادِيهِ اللَّهُ وَ مَنْ يُبْغِضُ عَمَّارًا يُبْغِضُهُ اللَّهُ وَ مَنْ سَبَّهُ سَبَّهُ اللَّهُ. قَالَ سَلَمَةُ: هَذَا أَوْ نَحْوَهُ.

اشتر کا بیان ہے کہ عمار اور خالد بن ولید کے درمیان تلخ کلامی ہوئی اور خالد نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا جو شخص عمار سے دشمنی رکھتا ہے خدا اس سے دشمنی رکھے گا، اور جو شخص عمار سے بغض رکھتا ہے خدا اس سے بغض رکھے گا، اور جو اسے گالی دے خدا سے ذلیل کریگا۔

۷۰. خَلْفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُمَرَ مَوْلَى غَفْرَةَ، قَالَ: حَبَسَ عَمَّارٌ فِيمَنْ حَبَسَ وَ عُدِّبَ، قَالَ فَانْفَلَتَ فِيمَنْ انْفَلَتَ مِنَ النَّاسِ فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَقَالَ: أَفْلَحَ أَبُو الْيَقْظَانَ! قَالَ مَا أَفْلَحَ وَ لَا أَنْجَحَ لِنَفْسِهِ لَأَنْهُمْ لَا يَزَالُونَ يُعَذِّبُونَهُ حَتَّى نَالَ مِنْكَ، قَالَ إِنْ سَأَلُوا مِنْ ذَاكَ فَزِدْ.

عمر کا بیان ہے کہ عمار کو قریش نے بہت زیادہ قید اور اذیت دی اور بالآخر وہ بیچ جانے والوں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔

آپ نے فرمایا: ابو یقظان فلاح پا گیا تو اس نے عرض کی ہرگز فلاح نہیں پائی اور نہ جان بخشی ہوئی کیونکہ وہ ان کو مسلسل اذیت دیتے رہے یہاں تک کہ آپ کی عیب جوئی کی، آپ نے فرمایا اگر پھر تجھ سے اس کا مطالبہ کریں تو (جان بخشی کے لیے) کر لینا۔

۷۱- خَلْفٌ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَتْحُ بْنُ عَمْرِو الْوَرَّاقُ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أُسُودُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدِ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ أَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتَهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو لِيَطِيبَ بِهِ أَحَدَكُمْ نَفْسًا لِمُصَاحِبِهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ أَلَا تَغْنِي عَنَّا مَخْبَرَتُكَ يَا عَمْرُو فَمَا بِالْكَ ۱۱۰ مَعَنَا قَالَ إِنِّي مَعَكُمْ وَ لَسْتُ أَقَاتِلُ، إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ (ص) فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ (ص) أَطْعَ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا وَ لَا تَعْصِهِ، فَإِنِّي مَعَكُمْ وَ لَسْتُ أَقَاتِلُ.

حَنْظَلَةَ کا بیان ہے کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو شخص عمار کے سر کے متعلق لڑتے ہوئے آئے ہر ایک کا کہنا تھا کہ اس نے عمار کو قتل کیا ہے تو عبداللہ بن عمرو عاص نے کہا تم میں ایک شخص اپنے ساتھی کے لیے یہ قربانی دے کیونکہ میں نبی اکرم سے سنا تھا کہ اسے باغی گروہ قتل کرے گا تو معاویہ نے کہا، ذرا اپنی خبریں اپنے پاس رکھو، تو بھی ہمارے ساتھ ہے، اس نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں مگر لڑا نہیں ہوں، میرے باپ نے نبی اکرم سے میری شکایت کی تھی تو آپ سے فرمایا جب تک زندہ ہو اپنے باپ کی اطاعت کرو اور اس کی معصیت و نافرمانی نہ کرو پس میں تمہارے ساتھ ہوں مگر لڑا نہیں ہوں۔

حذیفہ بن یمانؓ

۷۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ
 بْنِ فَضَّالٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الْبَجَلِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ
 هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) ذَكَرَ أَنَّ حُذَيْفَةَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَكَانَ
 آخِرُ اللَّيْلِ، قَالَ لِابْنَتِهِ آيَةُ سَاعَةٍ هَذِهِ قَالَتْ آخِرُ اللَّيْلِ. قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 بَلَّغَنِي هَذَا الْمَبْلَغَ وَ لَمْ أُوَالِ ظَالِمًا عَلَى صَاحِبِ حَقٍّ وَ لَمْ أُعَادِ صَاحِبَ حَقٍّ،
 فَبَلَغَ زَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَقَالَ كَذَبَ وَاللَّهِ لَقَدْ وَالِي عَلِيٍّ
 عُثْمَانَ، فَأَجَابَهُ بَعْضُ مَنْ حَضَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ وَالَاهُ يَا أَخَا زُهْرَةَ وَالْحَدِيثُ
 مُنْقَطِعٌ.

عباس بن ہلال نے امام رضاؑ سے روایت کی: جب حذیفہ کی موت کا وقت قریب آیارات کا
 آخری حصہ تھا انہوں نے اپنی بیٹی سے پوچھا، یہ کون سا وقت ہے؟ اس نے کہارات کا آخری
 حصہ ہے۔

MANZAR AELIYA

''' - الطبقات الکبری لابن سعد ۵ ص ۵۲، التاریخ الکبیر ۳ ص ۹۵، اختیار معرفۃ الرجال ۶ و ۳۶ و ۳۸ و ۹۴، مشاہیر علماء
 الأمصار ۴ ص ۲۶، الثقات لابن حبان ۳ ص ۸۰، المعجم الکبیر للطبرانی ۳ ص ۱۶۱، المستدرک للحاکم ۳ ص ۱۳، حلیۃ الأولیاء
 ص ۲۷، أصحاب القتیبا من الصحابة و التابعین ۷ ص ۱۳، رجال الطوسی ۱۶ ص ۳، الخلاف للطوسی ص ۲۶۶، الاستیعاب
 ص ۳۷ (ذیل الاصابۃ)، اسد الغابۃ ص ۳۹۱، الکامل فی التاریخ ص ۲۸، تہذیب الاسماء و اللغات ص ۱۵۳، رجال العلانۃ
 الخلی ۶۰، تہذیب الکمال ص ۹۵، سیر اعلام النبلاء ۲ ص ۳۶۱، تاریخ الاسلام (عہد الخلفاء) ص ۹۱، الوافی بالوفیات ص ۳۲،
 مرآة الجنان ص ۱۰۰، الاصابۃ ص ۳۱، تہذیب التہذیب ص ۲۱۹، کنز العمال ص ۳۳۳، شذرات الذہب ص ۳۲،
 الدرجات الرفیعة ۲۸۲، إیمان الشیعة ص ۵۹۱، معجم رجال الحدیث ص ۲۴۵، ۲۶۱۸.

حذیفہ نے کہا: اس خدا کی حمد ہے جس نے مجھے اس مقام تک پہنچا دیا مگر میں آج تک نہ حق دار کے خلاف ظالم کی مدد کی اور نہ ہی حق والوں سے دشمنی کی جب زید بن عبدالرحمن کو یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا خدا کی قسم اس نے عثمان کے خلاف مدد کی تو بعض حاضرین نے کہا اے برادر زہرہ، عثمان تو ان سے پیار کرتے تھے، کشتی کہتے ہیں یہ حدیث منقطع ہے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

سهل بن حنیف^{۱۳}

۴۳- مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَلَوِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْغَفَّارِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ (ع) أَنَّ عَلِيًّا (ع) كَفَّنَ سَهْلَ بْنَ حَنِيفٍ فِي بُرْدٍ أَحْمَرَ حَبِيرَةً. عبد الغفار نے امام صادق سے روایت کی: امام علی نے سهل بن حنیف کو سرخ چادر میں کفن دیا۔

^{۱۳} - تاریخ خلیفہ ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۹، ۱۵۲، طبقات خلیفہ ۱۵۳ ن ۵۴۷ و ۲۲۸ ن ۹۲۶، الطبقات الکبری لابن سعد ۳ ص ۴۷۱ و ۱۵ ص ۶۱۵، البحر ۲۹۰، التاريخ الكبير ۴ ص ۹۷ ن ۲۰۹۰، رجال البرقی ۴، المعارف ۱۶۵، الثقات لابن حبان ۳ ص ۱۶۹، الجرح والتعديل ۴ ص ۱۹۵ ن ۸۳۹، رجال الکثی ۳۸ ن ۵، رجال الطوسی ۴۳ ن ۳ و ۲۰ ن ۴، إسد الغایة ۲ ص ۳۶۴، تهذیب الأسماء واللغات ۱ ص ۲۲۷، رجال ابن داود ۱۸۰ ن ۷۳۳، تهذیب الکمال ۱۲ ص ۱۸۴ ن ۲۶۱۰، تاریخ الإسلام ۵۹۵ (عهد الخلفاء الراشدين)، سیر اعلام النبلاء ۲ ص ۳۲۵، الوافی بالوفیات ۱۶ ص ۷ ن ۵، تهذیب التہذیب ۴ ص ۲۵۱، الاصابة ۲ ص ۸۶ ن ۳۵۲، نقد الرجال ۱۶۵ ن ۵، شذرات الذهب ۱ ص ۴۸، جامع الرواة ۱ ص ۳۹۲، بحیة الآمال ۴ ص ۵۱۰، تنقیح المقال ۲ ص ۷۴ ن ۵۳۹۳، إعیان الشیعة ۷ ص ۳۲۰، مجمع رجال الحدیث ۸ ص ۳۳۵ ن ۵۶۲۶، قاموس الرجال ۵ ص ۲۳، الأعلام للزکلی ۳ ص ۱۴۲.

۷۴۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَلَوِيُّ، قَالَ
 ۱۱۳ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْحُسَيْنِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ: كَبَّرَ
 عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيَّ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ، وَكَانَ بَدْرِيًّا، وَ
 قَالَ لَوْ كَبَّرْتُ عَلَيْهِ سَبْعِينَ لَكَانَ أَهْلًا.

حسن بن زید سے منقول ہے کہ امام علیؑ نے سہل بن حنیف بدری صحابی کے جنازہ میں
 ۷۰ تکبیریں کہیں اور فرمایا اگر میں ۷۰ تکبیریں کہتا تو بھی اس کا اہل تھا۔

۷۵۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ نَصِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
 عَيْسَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنِ الْحَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ
 كَبَّرَ عَلِيُّ (ع) عَلَيَّ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ وَكَانَ بَدْرِيًّا خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ مَشَى
 بِهِ سَاعَةً ثُمَّ وَضَعَهُ ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ أُخْرَى، فَصَنَعَ بِهِ ذَلِكَ حَتَّى
 بَلَغَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً.

حلبی نے امام صادقؑ سے روایت کی: امام علیؑ نے سہل بن حنیف بدری صحابی کے جنازہ میں ۵
 تکبیریں کہیں اور چند قدم انہیں لے چلے پھر اس کا جنازہ رکھوایا اور ۵ تکبیریں کہیں، اس طرح
 چند بار کیا یہاں تک کہ ۲۵ تکبیریں ہوئیں۔

ابوایوب انصاریؓ^{۱۱۴}

۷۶- رَوَى الْحَارِثُ بْنُ نَصِيرٍ الْأَزْدِيُّ، عَنْ أَبِي صَادِقٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَنَزَلَ ضَيْعَتَنَا يَعْلَفُ خَيْلًا لَهُ، فَاتَيْنَاهُ فَأَهْدَيْنَاهُ لَهُ، قَالَ، قَعَدْنَا عِنْدَهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا أَيُّوبَ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ بِسَيْفِكَ هَذَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) ثُمَّ جِئْتَ تُقَاتِلُ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ (ص) أَمَرَنِي بِقِتَالِ الْقَاسِطِينَ وَالْمَارِقِينَ وَالنَّاكِثِينَ، فَقَدْ قَاتَلْتُ النَّكِثِينَ وَ قَاتَلْتُ

^{۱۱۳} - الموطأ ۱۳۱، الطبقات الكبرى لابن سعد ۳۳ ص ۴۸۴، التاريخ الكبير ۳ ص ۱۳۶، المعارف ۵۶، الجرح والتعديل ۳ ص ۳۳۱، اختيار معرفة الرجال ن الحديث ۷۶ و ۷۷ و ۷۸، و ۹۵، الثقات لابن حبان ۳ ص ۱۰۲، مشاهير علماء الأمصار ۴۹ ن ۱۲۰، المستدرک ۳ ص ۴۵۷، حلیة الأولیاء ۱ ص ۳۶۱، أصحاب القیام من الصحابة والتابعین ۶۶ ن ۴۵، رجال الطوسی ۱۸ و ۴۰، الخلاف للطوسی ۱۰۱ م ۴۸، تاریخ بغداد ۱ ص ۱۵۳، الاستیعاب ۴ ص ۴۰۴، إسد الغابة ۵ ص ۱۴۳، رجال ابن داود ۸۷، رجال العللاء الحلی ۶۵، تهذیب الکمال ۳ ص ۵۹، العبر ۱ ص ۴۰، سیر اعلام النبلاء ۲ ص ۴۰۲، تاریخ الإسلام للذہبی (سنة ۵۵۲-۵۵۳)، الوافی بالوفیات ۱۳ ص ۲۵۱، مرآة الجنان ۱ ص ۱۲۴، البدایة والنهاية ۸ ص ۶۰، الجواهر المضية ۲ ص ۴۱۵، تهذیب التنذیب ۳ ص ۹۰، کنز العمال ۱۳ ص ۶۱۴، شذرات الذهب ۱ ص ۵۷، الدرجات الرفیعة ۳ ص ۳۱۴، إعیان الشیعة ۶ ص ۲۸۳، الكنى والألقاب لعباس القمی: ۱ ص ۱۳، الأعلام ۲ ص ۲۹۵.

الْقَاسِطِينَ، وَإِنَّا نُقَاتِلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِالْمُسْفَعَاتِ بِالطُّرُقَاتِ بِالنَّهْرِ وَأَنَاتِ، وَمَا
أَدْرَى أَنِّي هِيَ! ۱۱۵

محمد بن سلیمان کا بیان ہے کہ ابوایوب ہمارے پاس آئے پھر وہ ہماری زمینوں پہ آئے جہاں ان کا گھوڑا چر رہا تھا ہم بھی انہیں ہدیہ دینے وہاں چلے آئے ہم ان کے پاس بیٹھ گئے اور عرض کی ، اے ابوایوب! تم نے اپنی تلوار سے نبی اکرمؐ کے رکاب میں مشرکین سے جنگیں کیں اور اب اسی تلوار کے ساتھ مسلمانوں سے لڑ رہے ہو؟۔

انہوں نے فرمایا: نبی اکرمؐ نے مجھے قاسطین، مارقین اور ناکشین (عدل سے انحراف کرنے والوں، حد سے تجاوز کرنے والوں اور عہد و پیمان توڑنے والوں) سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا^{۱۱۶} اور میں نے عہد و پیمان توڑنے والوں اور عدل سے انحراف کرنے والوں سے جنگ کی ہے اور ان شاء اللہ نہروان کے راہوں میں سیاہ رولوگوں سے لڑوں گا حالانکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے!؟

۷۷- وَ سئِلَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ خَالِدِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ وَ قَتَالِهِ مَعَ مُعَاوِيَةَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ قَلَّةٌ فَقَهٌ وَ غَفْلَةٌ، ظَنَّ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْمَلُ عَمَلًا لِنَفْسِهِ يُقَوِّي بِهِ الْإِسْلَامَ وَ يُوهِي بِهِ الشِّرْكَ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ مِنْ مُعَاوِيَةَ شَيْءٌ كَانَ مَعَهُ أَوْ لَمْ يَكُنْ.

^{۱۱۵}۔ رجال الکشی، ص: ۳۸

^{۱۱۶}۔ یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی

فضل بن شاذان سے ابو ایوب انصاری کے معاویہ کے ساتھ مل کر مشرکین سے جنگ کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ ان کی غفلت اور کمی فقہ کی وجہ سے تھا، ان کا گمان تھا کہ وہ اسلام کی تقویت کے لیے کام کر رہے ہیں اور شرک کو کمزور کر رہے ہیں اور معاویہ کا ان پر کوئی اثر نہیں چاہے اس کے ساتھ ہوتا یا نہ۔

حَدِیْفَه اور عبد اللہ بن مَسْعُود ۱۱۷

۷۸ وَ سَأَلَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ حَدِیْفَةَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ حَدِیْفَةً مِثْلَ ابْنِ مَسْعُودٍ: لِأَنَّ حَدِیْفَةَ كَانَ رُكْنًا وَ ابْنُ مَسْعُودٍ خَلَطَ وَ وَالَّى الْقَوْمَ وَ مَالَ مَعَهُمْ وَ قَالَ بِهِمْ۔

۱۱۷ - الطبقات الكبرى لابن سعد ص ۳۳ ص ۱۵۰، المعارف ۱۳۴، الجرح والتعديل ص ۵ ص ۱۳۹، اختيار معرفة الرجال ۳۸ ن ۷۸، مشاهير علماء الأمصار ۲۹ ن ۲۱، الثقات لابن حبان ص ۳ ص ۲۰۸-۲۰۹، المستدرک للحکم ص ۳ ص ۳۱۲، حلیة الأولیاء ص ۱۳۳، أصحاب الفتیاء من الصحابة والتابعین ص ۴۲ ن ۴، رجال الطوسی ۲۳ ن ۸، الخلاف للطوسی ۹۶، و ۱۱۰ و ۱۱۲، ... الثانی للسید المرتضی ص ۲۱۲، تاریخ بغداد ص ۷ ص ۱۲، الاستیعاب ص ۲ ص ۳۰۸، طبقات الفقهاء للشیخ ازی ۴۳، إسد الغابة ص ۳ ص ۲۵۶، الكامل فی التاریخ ص ۳ ص ۱۳۶، تہذیب الاسماء واللغات ص ۲۸۸، رجال ابن داود ۱۲۳ ن ۹۰۶، تہذیب الکمال ص ۱۶ ص ۱۲۱، العبر للذہبی ص ۲ ص ۲۴، سیر اعلام النبلاء ص ۶۱ ص ۴۶۱، تاریخ الإسلام للذہبی (سنہ ۳۲ھ -) ص ۷۹، الوافی بالوفیات ص ۷ ص ۶۰۴، مرآة الجنان ص ۷ ص ۸، الجواهر المضية ص ۲ ص ۴۱۵، غایة النہایة ص ۵۸ ن ۱۹۱۳، النجوم الزاهرة ص ۸۹، الاصابة ص ۲ ص ۳۶۰، تہذیب التہذیب ص ۶ ص ۲، طبقات الحفاظ ص ۱۳ ص ۶۰، شذرات الذهب ص ۳۸، مجمع الرجال ص ۳ ص ۵۱، جامع الرواة ص ۷ ص ۵۰، تنقیح المقال ص ۲ ص ۲۱۵ ن ۷۰، الفہرست ص ۸ ص ۷۹ و ۱۱، معجم رجال الحدیث ص ۱۰ ص ۳۲۲ ن ۷۱۶۔

فضل بن شاذان سے ابن مسعود اور حذیفہ کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:
حذیفہ ہر گز ابن مسعود کی طرح نہ تھے، حذیفہ رکن تھے اور ابن مسعود خلط کا شکار ہو گئے اور
لوگوں کی طرف جھک گئے اور انہی کے ساتھ ہم نظر ہو گئے۔

، وَقَالَ أَيضًا إِنَّ مِنَ السَّابِقِينَ الَّذِينَ رَجَعُوا إِلَىٰ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَبُو الْهَيْثَمِ
بْنِ التَّيْهَانِ وَ أَبُو أَيُّوبَ وَ خَزِيمَةَ بْنَ ثَابِتٍ وَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَ زَيْدَ بْنَ
أَرْقَمَ وَ أَبُو سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ وَ سَهْلَ بْنَ حَنِيفٍ وَ الْبَرَاءَ بْنَ مَالِكٍ وَ عَثْمَانَ بْنَ
حَنِيفٍ وَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ ثُمَّ مِمَّنْ دُونَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ وَ عَدِيُّ
بْنُ حَاتِمٍ وَ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ وَ عِمْرَانُ بْنُ الْحَصِينِ وَ بَرِيدَةُ الْأَسْلَمِيُّ وَ بَشْرٌ
كَثِيرٌ.

فضل بن شاذان نے مزید فرمایا: ان سبقت کرنے میں جنہوں نے امام علیؑ کی طرف رجوع کیا
ابن تہان، ابو ایوب، خزیمہ بن ثابت، جابر بن عبد اللہ، زید بن ارقم، ابو سعید، سہل بن
حنیف، براء بن مالک، عثمان بن حنیف، عباده بن صامت ہیں اور ان کے بعد قیس بن سعد، عدی
بن حاتم، عمرو بن حقم، عمران بن حصین، بریدہ اسلمی اور بشر کثیر ہیں۔

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

بلال^{۱۸} اور صہیب

۷۹ ابو عبد اللہ محمد بن إبراهيم، قال حدثني علي بن محمد بن يزيد^{۱۱۹} القمي، قال حدثني عبد الله بن محمد بن عيسى، عن ابن عمير، عن هشام بن سالم، عن أبي عبد الله (ع) قال كان بلال عبداً صالحاً و كان صهيب عبداً سوء يبكي على عمر.

۱۸- الموطأ ۳۲۵ ن ۱۰۳۷، الا لم للشافعي ص ۳۲ و ۲۲۳، الطبقات الكبرى ص ۲۳۲، التاريخ الكبير ص ۱۰۶، صحيح مسلم ص ۱۷۷، الجرح والتعديل ص ۳۹۵، مشاهير علماء الأمصار ۸۵ ن ۳۲۳، الثقات لابن حبان ص ۲۸، المعجم الكبير للطبراني ص ۳۳۶، المستدرک للحاکم ص ۲۸۲، حلیة الأولیاء ص ۱۳۷، أصحاب القتیبا من الصحابة و التابعین ۱۰۳ ن ۱۱۶، رجال الطوسی ۸، الخلاف للطوسی ص ۲۵۳، الاستیعاب ص ۱۴۵، صفة الصفوة ص ۴۳۴، معجم البلدان ص ۳۱۵، أسد الغابة ص ۲۰۶، تهذیب الأسماء واللغات ص ۱۳۶، تهذیب الکمال ص ۲۸۸، سیر اعلام النبلاء ص ۳۲۷، تاریخ الإسلام للذہبی (عهد الخلفاء) ص ۲۰۱، العبر للذہبی ص ۱۸، مرآة الجنان ص ۷۵، البداية والنهاية ص ۱۰۴، الجواهر المضية ص ۴۱۷، الاصابة ص ۱۶۹، تهذیب التنزیب ص ۵۰۲، تقریب التنزیب ص ۱۱۰، الدرجات الرفیعة ص ۳۶۲، کنز العمال ص ۳۰۵، شذرات الذهب ص ۳۱، ذخائر الموارث ص ۱۱۴، إعيان الشيعة ص ۶۰۱، معجم رجال الحديث ص ۳۶۴ ن ۱۸۸۷.

۱۹- رجال الکثی، ص: ۳۹

ہشام بن سالم نے امام صادقؑ سے روایت کی کہ بلال ایک نیک غلام تھے اور صہیب برے غلام تھا وہ عمر پہ روتا تھا۔

اسامہ بن زید

۸۰ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زَادَوَيْهِ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ، عَمَّنْ رَوَاهُ، عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: إِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ (ع) كَفَّنَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِي بُرْدٍ أَحْمَرَ حَبْرَةَ.

ابو مریم نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ امام حسنؑ اسامہ بن زید کو جبری سرخ چادر میں کفن دیا

۸۱ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ مُحْرَزٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِهِ أَهْلَ الْوُقُوفِ! قُلْنَا بَلَى. قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَ قَدْ رَجَعَ فَلَا تَقُولُوا إِلَّا خَيْرًا، وَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَ ابْنُ عُمَرَ مَاتَ مَنكُوبًا.

سلمہ بن محرز نے امام باقرؑ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں خبر دوں جنہوں نے توقف کیا، عرض کی ہاں، فرمایا اسامہ بن زید، کہ اس نے بعد می

رجوع کر لیا تھا پس اس کے بارے میں اچھی رائے رکھو اور محمد بن مسلمہ اور ابن عمر کہ یہ تو گمراہی میں مرا۔

۸۲ قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْكَشِّيُّ: وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الشَّاذَانِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ آبَائِهِ (ع) قَالَ: كَتَبَ عَلِيُّ (ع) إِلَى وَالِي الْمَدِينَةِ لَا تُعْطِينَ سَعْدًا وَلَا ابْنَ عُمَرَ مِنَ الْفَيْءِ شَيْئًا، فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَإِنِّي قَدْ عَذَرْتُهُ فِي الْيَمِينِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِ. ۱۲۰

عبدالرحمن نے امام صادق سے روایت کی کہ امام علی نے والی مدینہ کو لکھا کہ سعد و ابن عمر کو فئی میں سے کچھ نہ دو لیکن اسامہ کو میں معذور سمجھتا ہوں، اسے حصہ دو۔

SHIA BOOKS
PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

ابو سعید خدری^{۱۱}

۸۳ حَمْدَوِيَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْبِرَةِ، قَالَ حَدَّثَنِي ذَرِيحٌ،
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ، ذَكَرَ أَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ، فَقَالَ: كَانَ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ وَكَانَ مُسْتَقِيمًا قَالَ فَفَزَعَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَعَسَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ حَمَلُوهُ إِلَى
مُصَلَّاهُ فَمَاتَ فِيهِ.

ذریح نے امام صادق سے روایت کی ابو سعید خدری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ رسول
اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے تھا اور راہ مستقیم کا پیرو تھا، تین دن تک موت کی کشمکش میں رہا

۱۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۲ ص ۳۷۳، المعجم ۲۹۱، ۲۹۲، تاریخ الکبیر ۴ ص ۴۴۴، ۴۴۵، المعارف ۱۵۳، الجرح والتعديل
۴ ص ۹۳، اختیار معرفة الرجال ۳۸ و ۴۰، مشاہیر علماء الأمصار ۳۰ و ۲۶، الثقات لابن حبان ۳ ص ۱۵۰، حلیۃ الأولیاء
۴ ص ۳۶۹، إصاب الفتن من الصحابة والتابعین ۶۷ و ۴۷، رجال الطوسی ۲۰ و ۴۳، الخلاف للطوسی ۱۲۴ و ۳۱۹ و ۴۴۹
و ۴۶۶، طبع جماعۃ المدرسین، تاریخ بغداد ۱ ص ۱۸۰، الاستیعاب ۴ ص ۸۹، طبقات الفقہاء للشیخ الرازی ۵۱، المنتظم ۶ ص ۱۴۴، أسد
الغابۃ ۲ ص ۲۸۹ و ۵ ص ۲۱۱، تہذیب الاسماء واللغات ۲ ص ۲۳، رجال العلانۃ الحلی ۱۸۹، تہذیب الکمال ۱ ص ۲۹۴، سیر اعلام
النبلاء ۳ ص ۱۶۸، تاریخ الاسلام للذہبی (سہ ۶۰-۵۵)، العبر ۱ ص ۶۱، تذکرۃ الحفاظ ۴ ص ۴۴، الوافی بالوفیات ۱۵ ص ۱۴۸، مرآة
الجنان ۱ ص ۱۵۵، البدایۃ والنہایۃ ۹ ص ۴، الجواهر المصنوعۃ ۲ ص ۴۱۵، النجوم الزاہرۃ ۱ ص ۱۹۲، الاصابۃ ۲ ص ۳۲، تہذیب
التہذیب ۳ ص ۴۷۹، شذرات الذہب ۱ ص ۸۱، الدررجات الرفیعۃ ۳۹۶، جامع الرواۃ ۱ ص ۳۵۲ و ۳۵۶، تنقیح المقال ۲ ص ۱۰
۲۰، إعیان الشیعۃ ۲ ص ۳۵۴ و ۷ ص ۲۲، الکنی والألقاب للقمی ۸۲، معجم رجال الحدیث ۸ ص ۷۷۹۹.

تو اس کے اہل نے اسے غسل دے کر اس کی نماز کی جگہ پر جا رکھا جس سے اس کی موت آسان ہو گئی اور وہ خدا کو پیارے ہوئے۔

۸۴ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ إِشْكِيْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي بَنِي عُثْمَانَ، عَنْ لَيْثِ الْمُرَادِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: إِنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ كَانَ قَدْ رَزِقَ هَذَا الْأَمْرَ، وَ أَنَّهُ اشْتَدَّ نَزْعُهُ فَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يَحْمِلُوهُ إِلَى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ فَفَعَلُوا فَمَا لَيْثٌ أَنْ هَلَكَ.

نے امام صادق سے روایت کی کہ ابو سعید خدری کو امر ولایت کی معرفت نصیب ہوئی تھی لیکن ان کی روح نکلنے میں سختی ہوئی تو انہوں نے اپنے کو حکم دیا کہ نماز کی جگہ پر لے جائیں انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہاں ان کی وفات ہوئی۔

۸۵ حَمْدَوِيَّةٌ، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ ابْنِ أَبِي عَمِيرٍ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ ذَرِيحٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ (ع) يَقُولُ إِنِّي أَكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُعَافَى فِي الدُّنْيَا وَلَا يُصِيبَهُ شَيْءٌ مِنَ الْمَصَائِبِ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ كَانَ مُسْتَقِيمًا نَزَعَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَغَسَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ حَمَلَهُ إِلَى مُصَلَّاهُ فَمَاتَ فِيهِ.

ذرتح نے امام صادق سے روایت کی کہ امام سجاد فرماتے تھے کہ مجھے پسند نہیں کہ دنیا میں کوئی شخص بالکل عافیت میں ہو اور اسے کوئی مصیبت نہ پہنچے پھر ابو سعید خدری کا ذکر کیا کہ وہ راہ مستقیم کا پیرو تھا، تین دن تک موت کی کشمکش میں رہا تو اس کے اہل نے اسے غسل دے کر اس کی نماز کی جگہ پر جا رکھا جس سے اس کی موت آسان ہو گئی اور وہ خدا کو پیارے ہوئے۔

جابر بن عبد الله الأنصاري^{١٣٢}

٨٦ حَمْدُوَيْهِ وَ إِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي أَيَّ رَجُلٍ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَرَفَعَ حَاجِبِيهِ عَنْ عَيْنَيْهِ وَقَدْ كَانَ سَقَطَ عَلَيَّ عَيْنَيْهِ، قَالَ، فَقَالَ:

^{١٣٢} - الطبقات الكبرى (ابن سعد) ٣، ٤٢ ص ٣، المجر ٢٩٨، التاريخ الكبير ٢ ص ٢٠٤، المعارف ٤٤٣، الجرح والتعديل ٢ ص ٣٩٢، رجال الأئمة ٤٠، مشاهير علماء الأمصار ٣٠ ن ٢٥، الثقات (ابن حبان) ٣ ص ٥١، المعجم الكبير للطبراني ٢ ص ١٨٠ ن ١٨٨، سنن الدار قطنى ١ ص ٨٣، المستدرک للحاكم ٣ ص ٥٦٢، إصحاب القتيا من الصحابة و التابعين ٢٦ ن ١٢، جمسرة إنساب العرب ٣٥٩، السنن الكبرى للبيهقي ١ ص ٥٦، الخلفاء للطوسي ٤٨ ص ٤٨، الاستيعاب ٢٢٢ (ذيل الاصابة)، المغنى والشرح الكبير ١٠٤ ص ١٠٤، إسد الغاية ١ ص ٢٥٦، الكافي في التاريخ ٢ ص ٢٢٤، تهذيب الأسماء واللغات ١ ص ١٢٢، تهذيب الكمال ٢ ص ٢٢٣، سير إعلام النبلاء ٣ ص ١٨٩، تذكرة الحفاظ ١ ص ٣٣، تاريخ الإسلام للذهبي (سنة ٤٨ هـ - ٣٤٤)، الوافي بالوفيات ١ ص ٢٤ ن ٤٥، امرأة الجمان ١ ص ١٥٨، الجواهر المضية ٢ ص ٣١٥، النجوم الزاهرة ١ ص ١٩٨، الاصابة ١ ص ٢١٣، تهذيب التهذيب ٢ ص ٢٢٢، تقريب التهذيب ١ ص ١٢٢، شذرات الذهب ١ ص ٨٣، ذخائر المواريث ١ ص ٢٨، تنقيح المقال ١ ص ١٩٩، إيمان الشيعة ٣ ص ٢٥، معجم رجال الحديث ٣ ص ١١ ن ٢٠١٨، قاموس الرجال ٢ ص ٣١٠.

^{١٣٣} رجال الأئمة، ص: ٣١

ذَاكَ خَيْرُ الْبَشَرِ أَمَا وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
(ص) بِيُغْضِبُهُمْ إِيَّاهُ۔

ابی زبیر کی نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھا کہ مجھے علی بن ابی طالب کے بارے میں بتاؤ تو انہوں نے اپنے ابو اٹھائے جبکہ ان کے ابو گر چکے تھے اور فرمایا، وہ خیر البشر تھے، خدا کی قسم، نبی اکرم کے زمانے میں ہم منافقین کو ان کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے^{۱۴۳}۔

۸۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَزِيدِ الْقُمِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَيْسَى الْقُمِيُّ، عَنْ ابْنِ فَضَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكِيرٍ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ أَبُو جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مِنَ السَّبْعِينَ وَ مِنْ الْاِثْنَيْ عَشَرَ وَ جَابِرٌ مِنَ السَّبْعِينَ وَ لَيْسَ مِنَ الْاِثْنَيْ عَشَرَ۔

زرارہ نے امام صادق سے روایت کی جابر کا باپ عبد اللہ ۷۰ ان ستر افراد میں سے ہیں جنہوں نے پہلی بار عقبہ میں نبی اکرم ﷺ کی بیعت کی اور ان بارہ افراد میں بھی شامل ہیں جنہوں نے عقبہ دوم میں نبی پاک ﷺ کی بیعت کی لیکن جابر ۷۰ میں سے تھا لیکن ۱۲ افراد میں سے نہیں تھا۔

[نبی اکرم کی پیشین گوئی اور امام باقر کو سلام]

۸۸ حَمْدُويَهْ وَ اِبْرَاهِيمُ ابْنَا نُصَيْرٍ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ حَرِيْزٍ، عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ

^{۱۴۳} - یہ متواتر روایات میں ثابت ہے جن کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار میں پیش کی

إِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ آخِرَ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَكَانَ
 رَجُلًا مُنْقَطِعًا إِلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَهُوَ
 مُعْتَمٌ بِعِمَامَةِ سُودَاءَ وَكَانَ يُنَادِي يَا بَاقِرَ الْعِلْمِ يَا بَاقِرَ الْعِلْمِ فَكَانَ أَهْلُ
 الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ جَابِرٌ يَهْجُرُ فَكَانَ يَقُولُ لَأَ وَاللَّهِ مَا أَهْجُرُ وَ لَكِنِّي سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي اسْمُهُ اسْمِي وَ
 شَمَائِلُهُ شَمَائِلِي يَبْقُرُ الْعِلْمَ بَقْرًا فَذَكَ الَّذِي دَعَانِي إِلَى مَا أَقُولُ، قَالَ، فَبَيْنَا
 جَابِرٌ يَتَرَدَّدُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ: إِذْ هُوَ بِطَرِيقٍ فِي ذَلِكَ الطَّرِيقِ
 كَتَابٌ فِيهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع)، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ قَالَ يَا غُلَامُ أَقْبِلْ!
 فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ أَدْبِرْ! فَادْبِرْ، فَقَالَ شَمَائِلُ رَسُولِ اللَّهِ (ص) وَ الَّذِي نَفْسُ
 جَابِرٍ^{٢٥} بِيَدِهِ يَا غُلَامُ مَا اسْمُكَ فَقَالَ اسْمِي مُحَمَّدٌ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ
 عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ يَقْبَلُ رَأْسَهُ، وَقَالَ: يَا بَابِي أَنْتَ وَ أُمِّي رَسُولُ
 اللَّهِ (ص) يُقَرِّتُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ، وَ يَقُولُ لَكَ، قَالَ فَرَجَعَ مُحَمَّدٌ بْنُ
 عَلِيٍّ (ع) إِلَى أَبِيهِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ هُوَ ذَعْرٌ، فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ، فَقَالَ لَهُ يَا بَنِيَّ
 قَدْ فَعَلَهَا جَابِرٌ قَالَ نَعَمْ. قَالَ يَا بَنِيَّ الزَّمْ بَيْتَكَ. قَالَ، فَكَانَ جَابِرٌ يَأْتِيهِ طَرَفِي
 النَّهَارِ فَكَانَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَقُولُونَ وَآ عَجَبَاهُ لَجَابِرٍ يَأْتِي هَذَا الْغُلَامَ طَرَفِي
 النَّهَارِ وَ هُوَ آخِرُ مَنْ بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ، فَلَمْ يَلْبِثْ أَنْ مَضَى عَلِيٌّ

بُنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْتِيهِ عَلَى وَجْهِ الْكِرَامَةِ لَصْحَبَتِهِ
بِرَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ، فَجَلَسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِيهِ فَقَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا
أَحَدًا قَطُّ أَجْرًا مِنْ ذَا قَالَ: فَلَمَّا رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ
أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَا رَأَيْنَا أَحَدًا قَطُّ أَكْذَبَ مِنْ هَذَا يُحَدِّثُ عَمَّنْ لَمْ يَرَهُ، قَالَ فَلَمَّا
رَأَى مَا يَقُولُونَ حَدَّثَهُمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَصَدَّقُوهُ، وَكَانَ جَابِرٌ وَاللَّهُ
يَأْتِيهِ يَتَعَلَّمُ مِنْهُ.

ابان بن تغلب نے امام صادق سے روایت کی کہ اصحاب پیامبر میں آخری جابر تھے اور وہ ہم
اہل بیت سے شدید محبت کرتے تھے وہ سیاہ عمامہ باندھ کر مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اور بلند آواز
سے پکارتے: یا باقر العلم، یا باقر العلم، (اے علم کو شگافتہ کرنے والے) لوگ ان کا یہ جملہ سن
کر تعجب کرتے اور آپس میں کہتے کہ جابر بہت بڑھاپے کی وجہ سے ہذیان کہہ رہا ہے تو جابر
کہتے خدا کی قسم، ہر گز مجھے کوئی ہذیان نہیں بلکہ میں نے نبی اکرم سے سنا تھا کہ اے جابر تو
عنقریب میری نسل میں سے ایک ایسے شخص سے ملے گا جو میرا ہم نام ہوگا اور کردار و شمائل
میں مجھ سے مشابہہ ہوگا وہ علم کے چشموں کو شگافتہ کریگا، جب سے میں نے نبی اکرم سے یہ
بات سنی ہے اسی دن سے اس کا انتظار کر رہا ہوں اور اس سے ملاقات کا منتظر ہوں۔

پھر ایک دن جابر مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے امام زین العابدین کے
دروازے پہ لکھنے والوں کا ہجوم دیکھا جہاں آپ کے فرزند امام محمد بن علی موجود تھے جب جابر کی
ان پر نظر پڑی تو محسوس کیا کہ آپ کا عادات اور شمائل نبی اکرم ﷺ سے مشابہہ ہے تو کہنے
لگے جو ان ذرا آگے چلنا، آپ آگے بڑھے، پھر عرض کی ذرا پیچھے ہٹنا، تو آپ پیچھے ہوئے،
جابر کہنے لگے خدا کی قسم، یہ نبی اکرم کے شمائل ہیں، خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں

میری جان ہے، اے جوان آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، میرا نام محمد بن علی بن حسین بن علی ہے۔

جابر نے آگے بڑھ کر آپ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کے جد امجد نبی اکرم ﷺ آپ کو سلام کہتے تھے، یہ سن کر امام باقرؑ حیران ہوئے اور امام علی سجادؑ کی خدمت میں آئے اور انہیں واقعہ کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا: اے بیٹا جان، اب تم گھر میں ہی رہا کرو، تو جابر صبح شام آپ کی زیارت کے لیے جاتے تھے تو اہل مدینہ کو تعجب ہوتا کہ یہ بوڑھا صبح شام اس جوان کی زیارت کے لیے جاتا ہے حالانکہ یہ نبی اکرمؐ کا صحابی ہے۔

جب امام زین العابدینؑ چل بسے، اس کے بعد امام باقرؑ جابر کے پاس آتے کیونکہ اسے نبی اکرمؐ کی صحبت کا شرف تھا اور اس طرح جابر کی عزت افزائی فرماتے تھے، آپ نے اہل مدینہ کو اپنے والد گرامی سے احادیث بیان کرنا شروع کیں تو اہل مدینہ نے کہا کہ ہم نے ان سے بڑھ کر کوئی جرات مند نہیں دیکھا، جب آپ نے ان کی یہ باتیں سنیں تو نبی اکرمؐ کی احادیث بیان کرنا شروع کر دیں تو اہل مدینہ کہنے لگے یہ تو بڑے جھوٹے ہیں ان کی روایات بیان کرتے ہیں جن کو دیکھا تک نہیں، جب آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے ان کو جابر سے روایات نقل کیں تو وہ آپ کی تصدیق کرنے لگے حالانکہ خدا کی قسم، جابر آپ سے معارف الہیہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

۸۹ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَاصِمِ الْحَنَاطِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنَّ لَأَبِي مَنَاقِبَ مَا هُنَّ لِأَبَائِي إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) قَالَ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ إِنَّكَ تَدْرِكُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ قَالَ فَاتَى جَابِرٌ مَنْزِلَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَطَلَبَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ

(ع) هُوَ فِي الْكِتَابِ اُرْسِلُ لَكَ اِلَيْهِ، قَالَ لَا وَ لَكِنِّي اُذْهَبُ اِلَيْهِ، فَذَهَبَ فِي طَلْبِهِ فَقَالَ لِلْمُعَلِّمِ اَيْنَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ هُوَ فِي تِلْكَ الرَّقَّةِ^{۲۶} اُرْسِلُ لَكَ اِلَيْهِ، قَالَ لَا وَ لَكِنِّي اُذْهَبُ اِلَيْهِ، قَالَ فَجَاءَهُ فَالْتَزَمَهُ وَ قَبَّلَ رَاسَهُ، وَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ص) اُرْسَلَنِي اِلَيْكَ بِرِسَالَةٍ اَنْ اُفْرِنَكَ السَّلَامَ! قَالَ عَلَيْهِ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ جَابِرُ بَابِي اَنْتَ وَ اُمِّي اَضْمَنَ لِي اَنْتَ الشَّفَاعَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ! قَالَ فَقَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ يَا جَابِرُ.

محمد بن مسلم نے امام صادق سے روایت کی، فرمایا میرے بابا کے کچھ ایسے مناقب ہیں جو میرے دیگر آباء کے نہیں بے شک نبی اکرم نے جابر انصاری سے فرمایا کہ تو محمد بن علی کے زمانے کو پائے گا تو انہیں میرا سلام کہنا جابر امام علی سجاد کے گھر آئے اور امام محمد بن علی کو طلب کیا تو امام علی سجاد نے فرمایا کہ وہ احادیث لکھنے والوں کے ساتھ مشغول ہیں ابھی ان کو بلاتے ہیں، عرض کی، نہ بلکہ میں خود آپ کے پاس جاؤں گا تو آپ کی طرف گئے اور معلم سے کہا^{۲۷}: محمد بن علی کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ اس گروہ کے ساتھ ہیں ابھی ان کو

MANZAR AELIYA

۱۴۶۔ رجال اکثی، ص: ۴۳

۲۷۔ اولاً تو جعفر بن معروف کی وثاقت اور مدح کو محققین نے قبول نہیں کیا جیسا کہ محقق خوئی کی معجم رجال سے ظاہر ہے اس لیے یہ روایت معتبر اور قابل استدلال نہیں پھر یہ چیز دیگر روایات میں ذکر بھی نہیں جن میں جابر کے امام باقر سے ملاقات کا ذکر ہے اس لیے اس منفرد لائق کو نہیں مانا جاسکتا تاہا یہ ائمہ کے علم لدنی اور خداداد معرفت کے عقیدے کے خلاف ہے جو قرآن و سنت متواترہ سے ثابت ہے، اگرچہ بعض لوگ اس طرح تاویل کرتے ہیں کہ آپ کے دور میں کرسی علم پر امام سجاد تشریف فرما تھے آپ ان کے درس میں شرکت فرماتے تاکہ دیگر افراد کے سامنے علمی مسائل کے حل کی توثیق ہو اور درس کے بعد ان سے علمی بحث و مباحثہ میں افادہ عام کیا جائے اگر یہ تاویل تاریخی

بلاتے ہیں فرمایا، نہ بلکہ میں خود آپ کے پاس جاؤں گا تو آپ کے پاس گئے، ان کے سر کا بوسہ لیا اور کہانی اکرم نے مجھے آپ کے پاس ایک پیغام دیکر بھیجا کہ میں آپ کو سلام کہوں فرمایا، ان پر اور تجھ پر سلام ہو پھر جابر نے عرض کی: میرے لیے قیامت کے دن شفاعت کی ضمانت فرمائیے، تو آپ نے فرمایا اے جابر، میں نے ضمانت لی۔

[قرآن و سنت میں رجعت کا عقیدہ]

۹۰- أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِيُّ السُّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ بْنُ أَيُّوبَ الْقُمِيُّ، عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَبْدِيِّ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: جَابِرٌ يَعْلَمُ، وَ أَتَنِي عَلَيْهِ خَيْرًا، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ: وَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ (ع) قَالَ: كَانَ جَابِرٌ يَعْلَمُ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَأْدُكَ إِلَى مَعَادٍ ۱۲۸.

حقائق سے ثابت نہ ہو تو اس روایت کی سند غیر معتبر ہونے کی وجہ سے اس سے یہ مطلب ثابت نہیں ہو سکتا۔

۱۲۸- قصص ۲۸، آیت ۸۵، اس آیت کی حقیقی تفسیر سے آگاہی و علم کو ان چند روایات میں جابر کے لیے بیان ہوا ہے، سو واضح ہو کہ اس کے بارے میں اکثر سنی شیعہ علماء نے مکہ کی طرف لوٹانا مراد لیا ہے اور اسے نبی اکرم کے معجزات میں سے قرار دیا ہے، اگرچہ دیگر اقوال بھی نقل ہوئے ہیں، (ملاحظہ ہو: جامع البیان فی تفسیر القرآن، طبری ابو جعفر محمد بن جریر، ج ۲۰، ص: ۷۹، الدر المنثور فی تفسیر المآثور، سیوطی جلال الدین ج ۵، ص: ۱۳۰، الکشف و البیان عن تفسیر القرآن، نقی نیشابوری ابو اسحاق احمد بن ابراہیم ج ۷، ص: ۲۶۷، مفتاح الغیب، فخر رازی، ج ۲۵، ص: ۲۰، فتح القدر، شوکانی، ج ۴، ص: ۲۱۷، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، بغوی حسین بن مسعود، ج ۳، ص: ۵۳۸، محقق نے مکہ لوٹنے والی اہل سنت کی روایات کو غیر معتبر قرار دیا) الجامع لأحكام القرآن، قرطبی، ج ۱۴، ص: ۳۲۰

لیکن اس کے ساتھ شیعہ روایتی تفاسیر میں بہت سی روایات ہیں اس سے مراد رجعت میں نبی اکرم ﷺ اور معصومین کا لوٹنا مراد ہے ملاحظہ ہوں: تأویل الآيات الظاهرة، حسینی استرآبادی سید شرف الدین علی، ص: ۲۱۵،

تفسیر نور الثقلین، ج ۴، ص: ۱۴۴، تفسیر الصافی، فیض کاشانی ملا محسن، ج ۴، ص: ۱۰۷، البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص: ۲۹۱ ح ۸۱۹۳، از تفسیر القمی ۲: ۱۴۷: علی بن ہرانی، عن ابی، عن حماد، عن حمزہ، عن ابی جعفر قال: سئل عن جابر، فقال: «رحم اللہ جابرا، بلغ من فقہہ اذ کان یعرف تاویل ہذہ آیۃ: اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَاؤُکَ اِلیٰ مَعَادٍ یعنی الرجوع: امام باقر سے جابر کے بارے میں سوال ہوا فرمایا خدا ان پر رحم کرے وہ فقہ و دین فہمی کی اس بلندی پر پہنچے تھے کہ اس آیت کی تاویل جانتے تھے یعنی اس سے رجعت مراد ہے، اسی طرح دوسری سند میں ہے: ۸۱۹۵، از تفسیر القمی ۱: ۲۵: عنہ، عن ابی، عن احمد بن النضر، عن عمرو بن شمر، قال: ذکر عند ابی جعفر جابر۔

ح ۸۱۹۴، عنہ، قال: حدثنی ابی، عن النضر بن سوید، عن یحییٰ الحلبی، عن عبد الحمید الطائی، عن ابی خالد الکابلی، عن علی بن الحسین (علیہما السلام)، فی قولہ: اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْآنَ لَرَاؤُکَ اِلیٰ مَعَادٍ، قال: «یرجع الیک نیکم اللہ علیکم، و امیر المؤمنین، و الامتہ (علیہم السلام)؛ ابو خالد کابلی نے امام سجاد سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا فرمایا: تمہارے نبی اللہ علیکم و امیر المؤمنین اور امت تمہاری طرف لوٹیں گے۔

ح ۸۱۹۶ از مختصر بصائر الدرجات: ۲۰۹: سعد بن عبد اللہ: عن حمید بن زیاد، قال: حدثنی عبید اللہ بن احمد بن ہبیب، قال: حدثنی عبید بن ہشام، عن ابان، عن عبد الرحمن بن سیبہ، عن صالح بن میثم، عن ابی جعفر (علیہ السلام)، قال: قلت لہ: حدثنی، قال: «الیس قد سمعت الحدیث من ابیک؟». قلت: ہلک ابی و ابنا صبی. قال: قلت: فاقول، فان اصبت قلت نعم، و ان اخطأت ردوتنی عن الخطأ. قال: «ہذا ہون». قال: قلت: فانی ازم ان علیا (علیہ السلام) دابة الارض. قال: فسکت. قال: فقال ابو جعفر (علیہ السلام): «و اراک واللہ لقد جعلتہا فیما یرید ان اساک عنہا ففسیتہا. فقال ابو جعفر (علیہ السلام): «اقلا القرآن لراؤک الی معاد». قال: قلت: واللہ لقد جعلتہا فیما یرید ان اساک عنہا ففسیتہا. فقال ابو جعفر (علیہ السلام): «اقلا اجرک بما ہو اعظم من ہذا؟ ذما یرسلناک انا کافۃ لئلا یسبیر او یندیراً (سبا ۲۸)، لا تتقی ارض الانودی فیہا بشارۃ ان لالہ الا اللہ، و ان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)» و ایشار بیدہ الی آفاق الارض؛ صالح بن میثم تمار کا بیان ہے کہ میں نے امام باقر سے عرض کی: مولا مجھے حدیث بیان کیجئے فرمایا: کیا تم نے میرے والد گرامی سے حدیث نہیں سنی؟ عرض کی: مولا، میرے والد شہید ہو گئے جب میں بچہ تھا، اب آپ حکم دیں تو میں کچھ عرض کروں اگر صحیح ہوتا کید فرمائیں اور اگر خطا ہو تو درست کر دیں فرمایا: یہ آسان ہے، عرض کی: میں یقین رکھتا ہوں کہ امام علیؑ اس زمیں میں چلنے والے ہیں (در اصل یہ سورہ نمل کی آیت ۸۲ کی طرف اشارہ ہے جس میں جنت خدا کے لیے یہ تعبیر خدا نے استعمال کی اور قرآن کی اصطلاح میں دابة کا عنوان عامیانه استعمال سے بہت مختلف اور بلند ہے الغرض) امام خاموش رہے، پھر امام نے فرمایا: خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ تو یہ کہتا چاہتا ہے کہ امام علیؑ لوٹ کر آئیں گے اور اس آیت کی تلاوت کی کہ خدا تجھے معاد کی طرف پلٹائے گا میں نے عرض کی: خدا کی قسم! میں نے اس آیت کے بارے میں آپ سے سوال کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس کو اب بھول رہا تھا، امام نے فرمایا: کیا میں اس سے بڑی بات کی خبر تجھے نہ دوں؟ خدا نے فرمایا: ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا

کر بھیجا اس وقت زمین میں کوئی نہیں بچے گا مگر وہ خدا کی وحدانیت اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے گا اور امام نے زمین کی تمام آفاق کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس طرح اس مطلب کی دیگر بہت سی روایات تفاسیر روایتی میں موجود ہیں اور سیاق سے بھی اس مطلب کو سمجھا جاسکتا اس کے باوجود علماء تفسیر نے اس سورہ کے مجموعی مضامین سے نبی اکرم کو مکہ کی طرف پلٹانے کا وعدہ الہی مراد لیا اور روایات میں اس موجود اس مطلب کو آیت کی تاویل اور باطنی معنی مراد لیا ہے، ذیل میں چند مفسرین کی آراء ملاحظہ ہوں:

التبیین فی تفسیر القرآن، طوسی محمد بن حسن، ج ۸، ص: ۱۸۳] و الأظہر من الأقوال: لرادک الی معاد فی النشأة الثانیة الی الجنة. و اکثر اقوال المفسرین انه إراد الی مکة قاهرًا نابلما؛ اقوال میں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ انہیں آخرت میں جنت کی طرف پلٹانا مراد ہے اور اکثر مفسرین نے نبی پاک ﷺ کو مکہ کی طرف فتح کے ساتھ پلٹانا مراد لیا ہے [التفسیر المسین، مغنیہ محمد جواد، ص: ۵۱۹] إن الذی إوجب علیک إن تعمل و تذکر بالقرآن ہو الذی سیردک الی مکة التی إخرجک منها قومک. و قیل: المراد بالمعاد هنا الجنة لأن السورة ہذہ بکیة و ای مانع إن تكون السورة بکیة ما عدا ہذہ الآية؟ جس خدا نے آپ کو قرآن پر عمل کرنے اور اس کی تلاوت کا حکم دیا وہی تجھے اس مکہ میں پلٹائے گا جس سے تیری قوم نے آپ کو نکالا اور ایک قول ہے کہ معاد سے مراد جنت ہے کیونکہ سورہ مکی ہے لیکن کیا مانع ہے کہ سورہ مکی ہو جبکہ یہ آیت مدنی ہو! [تفسیر المراغی، ج ۲۰، ص: ۱۰۵] و ہذہ إحدى معجزات ﷺ لأنه إخبار عن الغیب و وقع کما إخبار؛ یہ آیت نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے ہے کیونکہ آپ نے غیب کی خبر دی تھی اور ایسے واقع ہوئی جیسے آپ نے خبر دی تھی [ترجمہ المیزان، علامہ طباطبائی محمد حسین، ترجمہ فارسی: موسوی ہمدانی سید محمد باقر، ج ۱۶، ص: ۱۲۸] ما آنچہ کہ دقت در سیاق آیات سورہ بہ دست می دہد، این است کہ: آیہ شریفہ تصریحی باشد بہ آنچه کہ داستان مزبور در اول سورہ بہ آن اشارہ می کرد، و آیات بعد از آن ہم مؤید آن است؛ اس سورہ کی آیات کے سیاق و سباق میں دقت کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت صریح ہے جو کچھ اس سورت کے شروع میں داستان بیان ہوئی اور بعد والی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں (کہ حضرت موسیٰ کی طرح انہیں کامیاب کر کے ان کے وطن کی طرف پلٹانا مراد ہے) [مجمع البیان، ج ۷، ص ۲۶۹] مکہ کی طرف لوٹنا مراد لیا، اور روح المعانی، ج ۲۰، ص ۱۲۹ نے بہت سے اقوال نقل کئے، سواطع الإلہام فی تفسیر القرآن، فیضی دکنی ابوالفضل، ج ۳، ص: ۲۳۱، [إِنَّ اللَّهَ الَّذِي فَرَضَ إِسْرَافَكَ مُحَمَّدٌ (ص) الْقُرْآنَ الْكَامِلَ الْمُرْسَلِ إِوْ إِمْرَكَ دَرَسَهُ وَ إِعْلَامَهُ لِلْعَالَمِ وَ عَمَلِ إِوْ إِمْرَهُ وَ إِحْكَامَهُ لِرَادِّكَ مَسْرَعًا إِوْ وِرَاءَ السَّلَاكِ إِوْ إِوْ إِعْلَامِ إِوْ إِتْمَ مَوْلِدِكَ وَ هُوَ مَحَلٌّ مَحْمُودٌ وَ عَدَدٌ دَرُودَةٌ سَطْوًا وَ عُلُوًّا بِإِعْلَاءِ إِمْرِكَ وَ سَطْوَعِ الْإِسْلَامِ وَ إِوْ إِوْ إِسْرَافِكَ مُحَمَّدٌ] جس خدا نے اے محمد آپ پر قرآن کریم کا دنیا کے سامنے پہنچانا اور اس کے احکام پر عمل کرنا فرض

کیا ہے وہی جلد ہی یا وفات کے بعد (دونوں اقوال کو جمع کرنے کی غرض سے یا لگائی ہے) آپ کو معاد کی طرف لوٹائے گا جو آپ کی ولادت گاہ ہے وہ بہترین جگہ ہے جہاں آپ کو فتح و سر بلندی کے ساتھ لوٹائے گا اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔

تفسیر نمونہ، ج ۱۶، ص: ۱۸۳، و ص ۱۸۶ میں فرمایا: واضح تفسیر وہی ہے جو خدا نے وعدہ دیا تھا کہ نبی اکرم کو مکہ کی طرف لوٹائے گا اور شان نزول میں آیا ہے کہ یہ آیت ہجرت مدینہ کے وقت جحفہ کے مقام پر نازل ہوئی جہاں آپ حکومت اسلامی کی تشکیل دینے جارہے تھے اس کے باوجود آپ کی سرزمین مکہ سے عشق و دلبستگی آپ کو اذیت دیتی تھی اس پر نور وحی چکا اور آپ کو مکہ کی سرزمین کی طرف پلٹانے کا وعدہ دیا گیا لیکن کچھ مفسرین نے دوسرے احتمالات دیئے کہ اس سے مراد آخرت کی زندگی کی طرف لوٹنا، محشر و مقام شفاعت یا بہشت و بیت المقدس کی طرف لوٹنا مراد ہے لیکن یہ سب سودہ قصص کے مجموعی مضمون اور جو کچھ حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کے بارے میں بیان ہوا اور شان نزول سے بہت بعید ہے۔

بحث کی اہمیت کے پیش نظر اس کی تکمیل کے لیے یہاں رجعت اور اس کے امکان و وقوع کی عقلی و نقلی اولہ اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں: ”رجعت“ شیعوں کا معروف عقیدہ ہے اور اس کے معنی ہیں: ”امام زمانہ (ع) کے ظہور کے بعد اور روز قیامت سے پہلے“ خالص مومنین ”کا ایک گروہ اور“ کفار اور بہت سرکش و شریر لوگوں کا ایک گروہ ” اس دنیا میں لوٹایا جائے گا، پہلا گروہ (یعنی مومنین) کمال کی منزلوں کو طے کرے گا اور دوسرا گروہ بہت سخت سزا پائے گا۔“

”سید مرتضیٰ فرماتے ہیں: ”امام مہدی (ع) کے ظہور کے بعد خداوند عالم بہت سے لوگوں کو مرنے کے بعد پھر اس دنیا میں پلٹائے گا، تاکہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مدد کا افتتاح اور ثواب حاصل کریں، عالمی حکومت حق (وعدالت) میں شریک ہوں، اور اسی طرح سخت ترین دشمنوں کو بھی اس دنیا میں لوٹائے گا تاکہ ان سے انتقام لیا جاسکے۔ اس کے بعد مزید بیان کرتے ہیں: اس عقیدہ کے صحیح ہونے پر دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی عاقل اس کام پر خدا کی قدرت سے انکار نہیں کر سکتا، کیونکہ یہ مسئلہ کوئی محال کام نہیں ہے، حالانکہ ہمارے بعض مخالفین اس موضوع کا اس طرح انکار کرتے ہیں کہ گویا یہ کام محال اور غیر ممکن ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: اس عقیدہ کی دلیل ”فرقہ امامیہ کا اجماع“ ہے، کیونکہ اس عقیدہ میں کسی نے بھی مخالفت نہیں کی ہے (سنیۃ البحار، جلد اول، صفحہ ۵۱۱ (مادہ رجعت)۔

اگرچہ بعض قدیم شیعہ علماء اور اسی طرح مرحوم طبرسی صاحب مجمع البیان کی گفتگو سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بہت ہی کم شیعہ علماء نے اس عقیدہ کی مخالفت کی ہے، اور ”رجعت“ کے معنی ”حکومت اہل بیت علیہم السلام کی بازگشت“ کئے ہیں، نہ لوگوں کی بازگشت اور مردوں کا زندہ ہونا، لیکن ان افراد کی مخالفت کچھ اس طرح ہے جس سے اجماع پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہاں پر بہت سی بحثیں ہیں خلاصہ یہ ہے:

۱۔ بے شک اس دنیا میں مردوں کا زندہ ہونا کوئی محال کام نہیں ہے، جیسا کہ قیامت میں تمام انسانوں کا زندہ ہونا مکمل طور پر ممکن ہے، اور اس (رجعت) پر تعجب کرنا گویا زمانہ جاہلیت میں قیامت کے مسئلہ پر تعجب کی طرح ہے، اس کا مذاق اڑانا، مشرکین کا قیامت کے مذاق اڑانے کی طرح ہے، کیونکہ عقل اس طرح کے کام کو محال نہیں مانتی، اور خدا کی وسع قدرت کے سامنے یہ کام بہت آسان ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں اجمالی طور پر گزشتہ امتوں کے پانچ مواقع پر ”رجعت“ کا واقعہ پیش آیا ہے۔

(۱) جیسا کہ قرآن مجید میں ایک بنی کے بارے میں ارشاد ہوا ہے: **إِذْ كَانَتْ مِنْ أُمَّةٍ نَّصِيحَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهِمُ الْمَلِكِيُّ يُدْعَىٰ لِلْحَبِيبِ بِرَبِّهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْجِسَاتِهِمُ اللَّهُ بَايَعَهُ عَامَهُمْ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتُمْ بَارِعًا فَانظُرُوا إِلَىٰ طَعَانِكُمْ وَخَسِرَ ابْتِغَاءَ لَمْ يَتَسَنَّوْا وَانظُرُوا إِلَىٰ حِمَارِكُمْ وَلِيَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ وَانظُرُوا إِلَىٰ الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** قَالَ **إِنَّمَا اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**؛ یا اس بندہ (نبی) کی مثال جس کا گزر ایک قریہ سے ہوا جس کے سارے ستون اور چھتیں گر چکی تھیں تو اس بندہ نے کہا کہ خدا ان سب کو موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا؟ تو خدا نے اس بندہ کو سو سال کے لئے موت دیدی اور پھر زندہ کیا اور پوچھا کہ کتنی دیر پڑے رہے؟ تو اس نے کہا کہ ایک دن یا اس سے کچھ کم، فرمایا: نہیں، سو سال، ذرا اپنے کھانے اور پینے کو تو دیکھو کہ خراب تک نہیں ہوا اور اپنے گدھے پر نگاہ کرو (کہ سڑ گل گیا ہے) اور ہم اسی طرح تمہیں لوگوں کے لئے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۹) اس نبی کا نام عزیز تھا یا کچھ اور، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اہم بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ وہ موت کے بعد اسی دنیا میں دوبارہ زندہ ہوئے۔

(۲) قرآن کریم کے سورہ بقرہ میں ان لوگوں کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے: **إِلَّمْ سَرِيبًا لِّلَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ**؛ ”جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل پڑے (اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ لوگ طاعون کی بیماری کا بہانہ بنا کر میدان جہاد میں جانا نہیں چاہتے تھے) اور خدا نے انہیں موت کا حکم دیدیا اور پھر زندہ کر دیا: (بقرہ ۲۴۳) اگرچہ اس غیر معمولی واقعہ کو ہضم نہ کرنے والے مفسرین نے اس کو صرف ایک مثال شمار کیا ہے، لیکن یہ بات واضح ہے کہ اس طرح کے الفاظ؛ ظہور بلکہ آیت کی صراحت کے مقابل، قابل قبول نہیں ہیں۔

(۳) سورہ بقرہ کی آیات میں ”بنی اسرائیل“ کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ دیدار خدا کے تقاضا کے بعد ان لوگوں پر ہلاک کرنے والی بجلی گری اور وہ لوگ مر گئے، اس کے بعد خدا نے ان کو زندہ کیا تاکہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں: **وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّىٰ تَرَىٰ إِلَيْنَا آيَةً فَخَذْنَا مِمَّا فَرَغْتُمُ الضَّعْفَةَ وَإِنَّمَا تَنْظُرُونَ * ثُمَّ بَعَثْنَا كُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ** (بقرہ ۵۵-۵۶) ” پھر ہم نے تمہیں موت کے بعد زندہ کر دیا کہ شاید اب شکر گزار بن جاؤ۔“

(۴) سورہ مدہ، آیت نمبر ۱۱۰ میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو شمار کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے: **وَإِذْ تَخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي** ”تم مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتے تھے“۔ یہ الفاظ اس بات کی عکاسی کرتے

ہیں کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اپنے اس معجزہ (یعنی مردوں کو زندہ کرنے) سے فائدہ اٹھاتے تھے، بلکہ آیت میں ”تخرج“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تکرار پر دلیل ہے اور یہ خود رجعت کی ایک قسم شمار ہوتی ہے۔

۵۔ سورہ بقرہ کی آیت ۷۲-۷۳ میں بنی اسرائیل کے مقتول کے بارے میں بیان ہوا کہ جب بنی اسرائیل میں اس کے قاتل کی پہچان کے سلسلہ میں اختلاف ہوا، چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن کا ارشاد ہے: **وَإِذ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارِئْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ** *فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ* **سُحِّيَ اللَّهُ الْمَوْتَى وَبُرِّكَيْمَ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْتَلُونَ**؛ ”تو ہم نے کہا کہ مقتول کو گائے کے ٹکڑے سے مس کر دو، خدا اسی طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ شاید تمہیں عقل آجائے۔“

۶) **وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لِيَوقُنُونَ (۸۲) وَيَوْمَ نُخَشِّرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّنْ يَّكْدِبُ بآيَاتِنَا فَيُؤْزَعُونَ (نمل ۸۲-۸۳)** ترجمہ: اور جب ان پر وعدہ (عذاب) پورا ہونے والا ہو گا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک چلنے پھرنے والا نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا کہ درحقیقت لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور جس روز ہم ہر امت میں سے ایک ایک جماعت کو جمع کریں گے جو ہماری آیات کو جھٹلایا کرتی تھیں پھر انہیں روک دیا جائے گا۔

بعض مفسرین اس سے آخری زمانے میں ظاہری ہونے والے عجیب شکل والا حیوان مراد لیتے ہیں لیکن بہت سی روایات کی روشنی میں بہت سے مفسرین نے اس سے مراد ایک فوق العادہ طاقتور اور الہی امور کو انجام دینے والا انسان مراد لیا جس کی وصف میں حدیث نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا: لایدر کہا طالب ولا یفو تہا ہارب قسم المؤمن بین عینیہ، وکتب بین عینیہ مؤمن و تسم الکافر بین عینیہ وکتب بین عینیہ کافر، و معصا عصا موسیٰ و خاتم سلیمان؛ کوئی اس کی قدرت کو نہیں پہنچ سکتا اور کوئی اس سے نہیں بھاگ سکتا، مومن کی پیشانی پر نشانی لگائے گا اور لکھے گا: مؤمن ہے اور منافق کی پیشانی پر نشانی لگائے گا اور لکھے گا: کافر ہے اس کے پاس موسیٰ کا عصا اور سلیمان نبی کی انگوٹھی ہوگی۔

تفسیر قتی میں امام صادق سے منقول ہے کہ ایک شخص عمار کے پاس آیا اور کہنے لگا اس آیت نے مجھے پریشان کر رکھا ہے یہ کون ہے؟ قال رجل لعمار بن یاسر یا ابابیططان ان آیتنی کتاب اللہ قد افسدت قلبی و شککتنی۔۔۔ فآیتہ دابۃ ہذہ قال عمار و اللہ ما اجلس ولا آکل ولا اشرب حتی یریکما فجاہ عمار مع الرجل الی امیر المؤمنین علیہ السلام و ہو یا کل تمرًا و ید اذ قتال یا ابابیططان ہلم فاقبل عمار و جلس یا کل معہ فتعجب الرجل منہ فلما قام عمار قال الرجل سبحان اللہ انک حلفت ان لا تاکل ولا تشرب ولا تجلس حتی تری الدابۃ قال عمار قد اریکما ان کنت تعقل۔

عمار نے کہا: خدا کی قسم میں زمین پر نہیں بیٹھوں گا اور نہ ہی کچھ کھاؤں پیوں گا جب تک تجھے اس کی زیارت نہ کراؤں، اور عمار اسے لیکر امام علیؑ کے پاس پہنچے امام اس وقت کچھ تناول فرما رہے تھے عمار کو دعوت دی اور وہ امام کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے، وہ شخص تعجب سے سب دیکھتا ہوا اور سمجھا کہ عمار نے اپنی قسم کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ مجھے اس شخص کی زیارت کرائے بغیر کھانا کھالیا، جب واپس لوٹے تو اس شخص نے کہا: آپ نے اپنا وعدہ کیے بغیر کھانا کھالیا تو عمار نے کہا:

میں نے تجھے دکھا دیا تھا اگر تو کچھ عقل سے کام لے، اس مطلب کو تفسیر عیاشی میں ابو ذر سے نقل کیا گیا (تفسیر مجمع البیان ذیل آیت، تفسیر الصافی، ج ۴، ص: ۷۵)، اور معتبر السند روایت (علی بن ابراہیم از پھر خود از ابن ابی عمیر از ابو بصیر) میں امام صادق سے نقل کیا: امام علی مسجد میں آرام فرما رہے تھے کہ نبی پاک ﷺ وہاں آئے اور فرمایا: اٹھو اے داہیہ الارض، کسی صحابی نے کہا: مولا ایسے عنوان سے کسی کو پکانے کی اجازت ہے جو آپ علی مرتضیٰ کو ایسے لقب سے پکارتے ہیں فرمایا: اس آیت کی روشنی میں صرف امام علی کو یہ لقب دیا گیا ہے، اور فرمایا: اے علی! آخری زمانے میں خدا تجھے بہترین شکل میں زندہ کرے گا اور تو اپنے دشمنوں پر علامت لگائے گا انتہی رسول اللہ ﷺ الی امیر المؤمنین علیہ السلام وہو نام فی المسجد قد جمع رملًا و وضع راسہ علیہ فحترکہ برجلہ ثم قال لہ قم یا داہیہ الارض فقال رجل من اصحابہ یا رسول اللہ الیہ بعضنا بعضاً بهذا الاسم فقال لا والله ما ہوا الالہ خاصۃ و ہوالداہیہ الذی ذکرہ اللہ فی کتابہ فقال عز وجل وَاذِذُوا قَوْلَ عَلِيِّمِ الْآیۃِ ثُمَّ قَالَ یَا عَلِیُّ اِذَا كَانَ آخِرُ الزَّمَانِ اِخْرَجَکَ اللّٰہُ فِی اِحْسَنِ صُوْرَۃٍ وَّ مَعَکَ مِیْمٌ تَسْمِیۡہُ بِہٖ اِیۡدِیۡکَ (بحار الانوار ج ۵۳ صفحہ ۵۲، تفسیر نمونہ، ج ۱۵، ص: ۵۵۲، البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص: ۲۲۸)۔

ان موارد کے علاوہ قرآن مجید میں اور دیگر واقعات ملتے ہیں جیسا کہ اصحاب کہف کا واقعہ جو تقریباً ”رجعت“ سے مشابہ ہے، اسی طرح جناب ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں کو ذبح کرنا اور ان کا دوبارہ زندہ ہونا، تاکہ انسانوں کے لئے قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے کا تصور مجسم ہو جائے، یہ واقعہ بھی رجعت کے سلسلہ میں قابل توجہ ہے۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی قرآن مجید پر ایک آسمانی کتاب کے عنوان سے عقیدہ رکھتا ہو، لیکن ان تمام آیات کے پیش نظر رجعت کے امکان کا منکر ہو جائے؟ کیا رجعت کے معنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے علاوہ کچھ اور ہیں؟ کیا اسی دنیا میں قیامت کا ایک نمونہ رجعت نہیں ہے؟ جو شخص قیامت کو اس کی تفصیل کے ساتھ مانتا ہے تو پھر ایسے شخص کے لئے رجعت کا انکار کرنا یا اس کا مذاق اڑانا یا احمد امین مصری کی طرح کتاب ”فجر الاسلام“ میں کہنا کہ ”الیہودیہ ظہرت بالشیع بالقول بالرجعت!“ (”عقائد الامامیہ“ شیخ محمد رضا المظفر صفحہ ۷۱) ”یہودیت کا ایک دوسرا رخ شیعوں کے لباس میں ”رجعت“ کے عقیدہ کے ساتھ ظاہر ہوا ہے“ واقعاً تعجب کا مقام ہے۔ احمد امین کے اس قول اور دور جاہلیت کے مشرکین کے جسمانی معاد کے انکار میں کیا فرق ہے!؟

۳۔ سابقہ بیان سے ”رجعت“ کا ممکن ہونا ثابت ہو جاتا ہے، اور رجعت کے واقع ہونے کی تائید کرنے والی بہت سی روایات ہیں جن کو ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سے موثق راویوں نے نقل کیا ہے، اور چونکہ یہاں پر ان تمام کو نقل نہیں کر سکتے، لیکن صرف ان کے اعداد و شمار کو نقل کرتے ہیں جیسا کہ علامہ مجلسی رقمطراز ہیں: ”کس طرح ممکن ہے کہ کوئی اہل بیت علیہم السلام کی صداقت پر ایمان رکھتا ہو لیکن رجعت کے بارے میں متواتر احادیث کو قبول نہ کرے؟ بہت ہی واضح احادیث جن کی تعداد تقریباً دو سو ہے اور تقریباً چالیس موثق راویوں اور علمائے نقل کی ہیں، اور پچاس سے زیادہ

زرارہ نے امام باقر سے روایت کی کہ جابر کلام خدا کو جانتے تھے اور ان کا ذکر خیر فرمایا، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: وہ امام علی کے اصحاب میں سے تھے؟

کتاوں میں وارد ہوئی ہیں اگر یہ حدیث متواتر نہیں ہے تو پھر کون سی حدیث متواتر ہو سکتی ہے؟! (بخار الانوار، جلد ۵۳، صفحہ ۱۲۲، تفسیر نمونہ، جلد ۱۵، صفحہ ۵۵۵)

رجعت کا فلسفہ: اسلامی روایات کے پیش نظر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رجعت سب لوگوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ اعمال صالحہ انجام دینے والے مومنین کے لئے ہے جو ایمان کے بلند درجہ پر فائز ہیں، اور اسی طرح ان ظالم و سرکش کفار کے لئے ہے جو کفر و ظلم میں غرق ہیں۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا میں دوبارہ زندگی مومنین کے لئے کمال کے درجات حاصل کرنے کے لئے ہے اور دوسرے گروہ کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ وہ مخلص مومنین جو معنوی کمال حاصل کرنے میں موانع اور مشکلات سے دوچار ہو گئے تھے اور ان کی معنوی ترقی نامکمل رہ گئی تھی تو حکمت الہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایسے مومنین کو دوبارہ زندگی دی جائے اور وہ کمال کی منزلوں کو مکمل کریں، حق و عدالت کی عالمی حکومت کو دیکھیں، اور اس حکومت میں شریک ہوں کیونکہ ایسی حکومت میں شریک ہونا ہی بہت بڑا افتخار ہے۔ ان کے برخلاف کفار و منافقین اور بڑے بڑے ظالم و جابر روز قیامت عذاب کے علاوہ اس دنیا میں بھی سزا بھگتیں گے جیسا کہ گزشتہ سرکش اقوام جیسے قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط اپنے کیفر کردار تک پہنچے ہیں، اور یہ صرف رجعت کی صورت میں ممکن ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ان الرجعة لیست بعلة، وہی خاصة، لایرجع الا من محض الایمان محضا، او محض الشکر محضا“ (بخار الانوار، ج ۵۳، صفحہ ۳۹) ” رجعت عام نہیں ہوگی بلکہ خاص ہوگی، رجعت صرف انہیں افراد کے لئے ہے جو خالص مومن یا جو خالص مشرک ہیں۔“ ممکن ہے کہ سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۹۵ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ ارشاد ہوا ہے: ”وحرأثم علی قریبہ انکناہا انثم لایرجعون“ اور جس بستی کو ہم نے تباہ کر دیا ہے اس کے لئے بھی ناممکن ہے کہ قیامت کے دن ہمارے پاس پلٹ کر نہ آئے ”کیونکہ نہ لوٹا جانا انہیں لوگوں کے بارے میں ہے جو اسی دنیا میں اپنے کیفر کردار تک پہنچ چکے ہیں، اور اس سے یہ بھی روشن ہو جاتا ہے کہ جو لوگ اس طرح کے عذاب میں مبتلا نہیں ہوئے ہیں ان کو دوبارہ اس دنیا میں لوٹا کر ان کو سزا دی جائے گی۔

یہاں یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ ان دو جماعتوں کی بازگشت تاریخ بشریت کے اس خاص زمانہ میں (قیامت کے لئے) دو عظیم درس اور عظمت خدا کی دو نشانیاں ہوں گی، تاکہ مومنین ان کو دیکھنے کے بعد معنوی کمال اور ایمان کے بلند درجات تک پہنچ جائیں اور کسی طرح کی کوئی کمی باقی نہ رہ جائے (تفسیر نمونہ، جلد ۱۵، صفحہ ۵۵۹)۔

فرمایا: جابر اس آیت کے تاویل کو بھی جانتے تھے، جس نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے وہ تمہیں معاد کی طرف پلٹائے گا۔

۹۱- أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَشْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ زُرَّارَةَ، قَالَا سَأَلْنَا أَبَا جَعْفَرٍ (ع) عَنْ أَحَادِيثَ فَرَوَاهَا عَنْ جَابِرٍ، فَقُلْنَا مَا لَنَا وَ لَجَابِرٍ! فَقَالَ: بَلَغَ مِنْ إِيمَانِ جَابِرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ - إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُكَ إِلَى مَعَادٍ.

زرارہ اور ابن مسلم کہتے ہیں کہ ہم نے امام باقر سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جابر کی احادیث کو نقل کر دیا ہم نے عرض کی ہمیں جابر سے کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جابر کے ایمان کی یہ حد تھی کہ وہ اس آیت کو پڑھا کرتے تھے، جس نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے وہ تمہیں معاد کی طرف پلٹائے گا۔

۹۲- أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْقُمِيُّ شَقْرَانُ السُّلُولِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي إِدْرِيسُ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ قُلْتُ مَا لَنَا وَ لَجَابِرٍ تَرَوِي عَنْهُ فَقَالَ يَا زُرَّارَةُ إِنَّ جَابِرًا قَدْ كَانَ يَعْلَمُ تَأْوِيلَ هَذِهِ الْآيَةِ - إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُكَ إِلَى مَعَادٍ ۱۲۹.

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام باقر سے عرض کی: ہمیں جابر سے کیا سروکار ہے کہ آپ ان کی احادیث نقل فرما رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا جابر اس آیت کی تاویل کو بھی جانتے تھے، جس نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے وہ تمہیں معاد کی طرف پلٹائے گا^{۱۳۰}۔

۹۳- مُحَمَّدٌ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ السَّفَرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ فَضْلِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرًا يَتَوَكَّأُ عَلَى عَصَاهُ وَهُوَ يَدُورُ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ وَمَجَالِسِهِمْ وَهُوَ يَقُولُ عَلِيُّ خَيْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ أَبِي فَقَدْ كَفَرَ، يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَدْبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى حُبِّ عَلِيٍّ فَمَنْ أَبِي فَلْيَنْظُرْ فِي شَأْنِ أُمَّهِ.

ابن زبیر سے منقول ہے کہ میں نے جابر کو دیکھا کہ اپنے عصا کا سہارا لیے مدینے کی گلیوں اور انکے محافل میں چکر لگاتے اور فرماتے تھے: علی خیر البشر ہیں، جس نے انکار کیا وہ کافر ہے اے گروہ انصار، اپنی اولاد کو حب علی پہ تربیت کرو اور جو انکار کرے اس کی ماں کے بارے میں جستجو کرو۔

^{۱۳۰}۔ تعجب کی بات ہے کہ یہاں جابر کے اس آیت کے معنی حقیقی سے واقف ہونے کی اتنی تاکید والی روایات بیان ہوئی ہیں لیکن ان میں یہ بیان نہیں ہوا کہ وہ اس سے کیا مراد لیتے تھے جیسے دیگر مصادر روائی میں ایسی روایات میں آیا ہے کہ وہ اس سے مراد رجعت لیتے تھے ان میں سے بعض سابقہ بحث رجعت میں ذکر ہو چکی ہیں۔

براء بن عازب^{٣١}

٩٤- قَالَ الْكَشِّيُّ: رَوَى جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ أَبُو بَكْرٍ الْحَضْرَمِيُّ، وَ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ، وَ الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي الْعَلَاءِ، وَ صَبَّاحُ الْمُرْنِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ كَيْفَ وَجَدْتَ هَذَا الدِّينَ قَالَ كُنَّا بِمَنْزِلَةِ الْيَهُودِ قَبْلَ أَنْ تَتَّبِعَكَ تَخَفُّ عَلَيْنَا الْعِبَادَةَ، فَلَمَّا اتَّبَعْنَاكَ وَ وَقَعَ حَقَائِقُ الْإِيمَانِ فِي قُلُوبِنَا وَجَدْنَا الْعِبَادَةَ قَدْ تَنَاقَلَتْ فِي أَجْسَادِنَا. قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَمَنْ تَمَّ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صُورِ الْحَمِيرِ وَ تُحْشَرُونَ فُرَادَى فُرَادَى يُؤْخَذُ بِكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

MANZAR AELIYA

^{٣١} - الأُمُّ ص ١٦٤، الطبقات الكبرى لابن سعد ص ٣٦٣ و ١٦٦، التاريخ الكبير ص ٢ ص ١١٤، المعارف ١٨٣، المرجح والتعديل ص ٣٩٩، اختيار معرفة الرجال ٣٣ و ٣٥، مشاهير علماء الأمصار ص ٦٤ ن ٢٤٢، الثقات لابن حبان ص ٣ ص ٢٦، المعجم الكبير للطبراني ص ٣٣١، أصحاب القتيبة و التابعين ص ٤٩ ن ٤٠، جمهرة أنساب العرب ص ٣٣، الخلفاء للطوسي ص ٤٠، رجال الطوسي ٨ و ٣٥، تاريخ بغداد ص ١٤٤، الاستيعاب ص ١٣٣ (ذيل الاصابة)، المغني ص ١٦٤، إسد الغابة ص ١٤١، تهذيب الأسماء واللغات ص ١٣٢، رجال ابن داود ص ٥٣، رجال العلانية الحلبي ص ٢٣، تهذيب الكمال ص ٣ ص ٣٣، سير إعلام النبلاء ص ٣ ص ١٩٣ و ١٦٦، تاريخ الإسلام ذهبي (١ هـ) ص ٣٠٠، العبر للذهبي ص ٥٨، الوافي بالوفيات ص ١٠ ص ١٠٣، مرآة الجنان ص ١٣٥، الجواهر المضية ص ٣ ص ٣٢٥، تهذيب التهذيب ص ٢٢٥، الاصابة ص ١٣٦، شذرات الذهب ص ٤٤، تنقيح المقال ص ١٦١، إعيان الشيعة ص ٣ ص ٥٥٠، معجم رجال الحديث ص ٣ ص ٤٥ ن ١٦٥٣.

(ع) مَا بَدَأَ لَكُمْ! مَا مِنْ أَحَدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهُوَ يَعْوِي عَوَاءَ ۱۳۲ الْبَهَائِمِ أَنْ
اشْهَدُوا لَنَا وَاسْتَغْفِرُوا لَنَا! فَنُعْرِضُ عَنْهُمْ فَمَا هُمْ بَعْدَهَا بِمُفْلِحِينَ.

قال أبو عمرو الكشي: هذا بعد أن أصابته دعوة أمير المؤمنين (ع).

[حدیث غدیر کی گواہی کے منکرین کا انجام]

کشی فرماتے ہیں؛ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے، جن میں ابو بکر حضرمی، ابان بن تغلب، حسین بن ابی علاء، صباح مزنی شامل ہیں، امام باقر و صارق سے روایت کی کہ امام علیؑ نے براء بن عاذب سے فرمایا تو نے اس دین کو کیسے پایا؟

اس نے عرض کی: ہم آپ کی پیروی کرنے سے پہلے یہودیوں کی طرح تھے عبادت ہمارے لیے آسان تھی، اور جب سے آپ کی پیروی شروع کی ہے اور ایمان کی حقیقت دل میں جاگزیں ہوئی ہے عبادت ہمارے جسموں پہ گران اور سنگین ہو گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسی لیے قیامت کے دن لوگ گدھوں کی شکلوں میں محشور ہونگے اور تم ایک ایک کر کے محشور ہو گے اور تمہیں جنت میں لایا جائے گا۔

پھر امام صادقؑ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ قیامت کے دن ہو شخص جانوروں کی طرح چیخے گا کہ ہماری مدد کرو اور ہمیں بخش دو مگر ہم ان سے روگردانی کریں گے، پھر اس کے بعد وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

کشی مزید فرماتے ہیں: براء کا یہ بیان ان کو امام علیؑ کی بددعا لگنے کے بعد کا واقعہ ہے ۱۳۳۔

۱۳۲۔ رجال اکشی، ص: ۳۵

۱۳۳۔ حدیث نبوی غدیر کے منکرین صحابہ جن پر خدا کی طرف سے عذاب آیا ان میں حارث بن نعمان فہری سرفہرست ہے جس پر پتھر گرا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا اس کے علاوہ بہت سے اصحاب جنہوں نے اس حدیث کی چھپانے کی کوشش کی وہ بھی امام علیؑ کی بدعا سے نہ بچ سکے اور طرح طرح کی

آفات و بلیات کا شکار ہوئے احمد بن حنبل نے بسند خود ریاح بن حارث سے نقل کیا : رحبہ میں ایک وفد امام کی بارگاہ میں حاضر ہوا سب نے کہا: السلام علیک یا مولانا! امام نے فرمایا: میں تمہارا مولا کیسے ہوا تم تو عرب ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے غدیر کے دن ارشاد نبوی سنا : فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں راوی ریاح کا بیان ہے کہ جب وہ لوگ واپس لوٹے میں ان کے پیچھے گیا اور پوچھا کون ہیں؟ جواب ملا : یہ قبیلہ انصار کے لوگ ہیں ان میں ابویوب انصاری بھی ہیں (مسند احمد ص ۶۱۵۸۳ ن ۲۳۰۵۲ و ۲۳۰۵۱ اس میں ہے کہ امام علیؑ نے خود پوچھا کون ہے؟) اسد الغابہ میں ابن اشیر نے ابن عقدہ کی کتاب الموالاة کے حوالے سے زر بن حبیش کی روایت نقل کی کہ امام علیؑ تشریف لائے کچھ سوار تلواریں حمل کئے ہوئے آپ کے سامنے آئے اور اس طرح سلام کیا: السلام علیک یا امیر المؤمنین، السلام علیک یا مولانا و رحمۃ اللہ و برکاتہ، امام نے فرمایا: یہاں کتنے اصحاب پیامبر ﷺ ہیں؟ یہ سن کر بارہ حضرات کھڑے ہوئے جن میں قیس بن ثابت بن شماس، ہاشم بن عتبہ، حبیب بن بدیل بن ورقاء، تھے انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ سے "من كنت مولاه فعلى مولاه" سنا تھا (اسد الغابہ ص ۳۴۱ ن ۱۰۳۸، اصابہ بن حجر ص ۳۰۲، ریاض نضرہ طبری ص ۱۱۳، بدایہ و نہایہ ص ۲۳۱ ح ۲۳۱ ح ۱۰، ص ۷۷ ح ۳۸۲ ح ۱، ص ۳۰ ح ۴۰، مجمع الزوائد ص ۱۰۲، المعجم الکبیر طبرانی ص ۳۲ ح ۴۳ ح ۱۰۵۳)۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا : ابوسرائیل از حکم از ابوسلیمان موزن روایت کی کہ امام علیؑ نے حدیث غدیر سننے والوں کو قسم دی کہ وہ گواہی دیں بہت سے افراد نے گواہی دی لیکن زید بن ارقم نے باخبر ہونے کے باوجود گواہی نہ دی امام نے اس کے اندھے ہونے کی بددعا کی اور اس کی بصارت جاتی رہی وہ نابینا حالت میں لوگوں سے حدیث بیان کرتا تھا (شرح نہج البلاغہ حدیدی ص ۷۴ خطبہ ۱۵۶ احمد نے مسند ص ۶۱۰ ح ۲۲۶۳۳ میں خود زید بن ارقم سے نقل کیا کہ بارہ بدری صحابیوں نے گواہی دی میں نے انکار کیا تو میری بینائی چلی گئی، مجمع الزوائد بیہمی ص ۱۰۶ معجم کبیر طبرانی ص ۵۱۵ ن ۲۹۹۶، مناقب ابن مغازی ص ۲۳ ن ۳۳ میں بھی یہی اعتراف ہے کنز العمال ص ۱۳ ح ۳۶۲۱۷ میں ایک گروہ کے گواہی چھپانے کی وجہ سے برص یا اندھے پن کا شکار ہونے کا ذکر ہے، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء ص ۲۶ میں عمیرہ سے نقل کیا کہ امام علیؑ نے منبر سے مناشدہ کیا ارد گرد ابوسعید خدری، ابوہریرہ، اور انس تھے آپ نے لوگوں کو قسم دی بارہ آدمیوں نے گواہی دی ایک شخص بیٹھا رہا حضرت نے چھپانے کی وجہ پوچھی کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! میں بوڑھا ہونے کی وجہ سے بھول گیا ہوں آپ نے بددعا دی وہ آفت میں مبتلا ہوا، الغدیر امینی ص ۲۱۶ ح ۱، میں ان لوگوں کے ناموں میں جنہوں نے غدیر

۹۵ فِيمَا رُوِيَ مِنْ جِهَةِ الْعَامَّةِ: رَوَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَرِيَمَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زُرِّ بْنِ حَبِيشٍ، قَالَ خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) مِنَ الْقَصْرِ فَاسْتَقْبَلَهُ رُكْبَانٌ مُتَقَلِّدُونَ بِالسُّيُوفِ عَلَيْهِمُ الْعِمَامَاتُ، فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا! فَقَالَ عَلِيُّ (ع) مَنْ هَاهُنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فَقَامَ خَالِدُ بْنُ زَيْدِ أَبِي أَيُّوبَ، وَخَزِيمَةُ بْنُ ثَابِتِ ذُو الشَّهَادَتَيْنِ، وَقَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَدِيلِ بْنِ وَرْقَاءَ، فَشَهِدُوا جَمِيعًا أَنَّهُمْ سَمِعُوا رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ يَوْمَ غَدِيرِ خَمٍّ مِنْ كُنْتُمْ مَوْلَاهُ فَعَلِيَ مَوْلَاهُ. فَقَالَ عَلِيُّ

کی گواہی چھپائی اور آفت میں مبتلا ہوئے ان میں یزید بن ودیعہ و عبدالرحمن بن مدج بھی شامل ہیں ، احمد بن جابر بلاذری م ۳۷۹ھ نے انساب الاشراف ص ۱۵۶ تا ۱۶۹ میں لکھا: امام علی نے منبر سے غدیر کی حدیث کی گواہی مانگی انس بن مالک، براء بن عازب، جریر بن عبداللہ منبر کے نیچے تھے علی نے اپنی قسم کو مکرر بیان کیا کس نے جواب نہیں دیا اس وقت حضرت نے بددعا کی خدایا جو بھی اس گواہی کو جان بوجھ کر چھپائے اسے دنیا سے اس وقت تک نہ اٹھانا جب تک کوئی علامت قرار نہ دے جس سے وہ پہچان لیا جائے نتیجہ میں انس مبروص ہو گیا، براء اندھا ہو گیا اور جریر اسلام کے بعد صحراءِ جاہلیت میں سرگشتہ رہا بعد میں ماں کے مکان میں فوت ہوا، تاریخ دمشق ص ۱۷۴ میں احمد بن صالح عجلی ہے کہ دو صحابی مبتلائے عذاب ہوئے ایک معیق بن ابی فاطمہ دوسی کوڑھ کا مریض ہوا اور انس مبروص ہوا، سید حمیری نے قصیدہ لامیہ میں نظم کیا: فی رذہ سید کل الوری ، مولاہم فی المحکم المنزل، فاصدہ ذوالعرش عن رشدہ، وثنانہ بالبرص الاکل؛ اس انس کی تردید سردار کائنات نے کی جو قرآن کی آیات میں مولا لقب ہیں پس آسمان والے نے اس کو راہ راست سے روک دیا اس کو ذلت آمیز برص نمایاں ہو گیا اور مناقب خوارزمی ص ۳۹۶ تا ۳۷۸ میں بحوالہ مناقب ابن مردویہ ایک شخص کے جھٹلانے سے اندھے ہونے کا ذکر ہے ۔

(ع) لَأَنسِ بْنِ مَالِكٍ، وَ الْبِرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، مَا مَنَعَكُمَا أَنْ تَقُومَا فَتَشْهَدَا فَقَدْ سَمِعْتُمَا كَمَا سَمِعَ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّا كَانَا كَتَمَاهَا مُعَانِدَةً فَابْتَلَيْهِمَا! فَعَمِيَ الْبِرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، وَ بَرِصَ قَدَمَا أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَحَلَفَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنْ لَا يَكْتُمَ مَنْقِبَةَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ لَا فَضْلًا أَبَدًا، وَ أَمَّا الْبِرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَكَانَ يُسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِهِ فَيُقَالُ هُوَ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَ كَذَا، فَيَقُولُ كَيْفَ يَرُشِدُ مَنْ أَصَابَتْهُ الدَّعْوَةُ ۱۳۴.

عامہ کی سند سے زر بن حبیش سے مروی ہے کہ امام علیؑ قصر دار الامارہ سے باہر تشریف لائے ان کی ملاقات عمامہ پہنے ہوئے اور تلواریں لٹکائے ہوئے گھوڑے سواروں سے ہوئی انہوں نے امام کو اس طرح سلام عقیدت پیش کیا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَانَا۔

امامؑ نے فرمایا: یہاں اصحاب رسولؐ میں سے کون ہے؟ تو خالد بن زید ابو ایوب، خزیمہ بن ثابت، قیس بن سعد، عبداللہ بن بدیل، کھڑے ہوئے اور انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے غدیر خم کے دن نبی اکرم ﷺ سے سنا تھا کہ جس جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے، امام نے انس بن مالک اور براء بن عازب سے فرمایا کہ تم کیوں شہادت کے لیے کھڑے نہیں ہوتے حالانکہ تم نے بھی ان لوگوں کی طرح نبی اکرم ﷺ سے یہ فرمان سنا تھا اور پھر فرمایا: خدایا! اگر یہ دشمنی کی وجہ سے اس گواہی کو چھپا رہے ہیں تو ان کو مبتلا فرما، تو براء بن عازب اندھا ہو گیا اور انس بن مالک کے قدموں پر برص لاحق ہوا۔

انس بن مالک نے قسم کھائی کہ اس کے بعد امام علیؑ کی کوئی فضیلت نہ چھپائے اور براء بن عاذب اپنے گھر کے بارے میں لوگوں سے پرچھتا تھا اور اسے بتایا جاتا کہ وہاں ہے تو کہتا تھا جسے امام علیؑ کی بد دعا لگی ہو وہ کیسے رہنمائی کو حاصل کر سکتا ہے؟! ۱۳۵

۱۳۵- حدیث غدیر متواتر روایات میں سے ہے اور امام علیؑ نے اس سے اپنی خلافت بلا فصل اور امامت و ولایت پر استدلال بھی کیا اور لوگوں پر حجت تمام کی یہ سب بھی متواتر روایات سے ثابت ہے حدیث غدیر کو ۱۱۰ صحابہ نے نقل کیا اور آیت تبلیغ ولایت، آیت امکن دین و منکر ولایت پر عذاب نازل ہونے والی آیات نے اس کو بیان کیا لیکن بعض متعصب ان حقائق کو چھپانے کے لیے حدیث غدیر کو غیر معتبر کہہ کر ٹھکرانے کی کوشش کرتے ہیں اور اسے طرح طرح کے من پسند اقوال کی نذر کرنا چاہتے ہیں مگر جب سند کا تواتر ثابت ہو جاتا ہے تو بعض اس کی دلالت میں چہ میگوئیں کرتے ہیں اور جب وہ نص در ولایت ثابت ہو تو کہتے ہیں اگر اتنی بڑی دلیل ولایت کی تھی تو امام علیؑ نے اس سے استدلال کیوں نہیں کیا حالانکہ امام نے کئی بار اس سے استدلال کیا اس کے ذریعے حجت تمام کی اور اس پر صحابہ سے گواہی طلب کی اور منکرین کے لیے عذاب کی دعا کی اور وہ بہت سے لوگوں کے بارے میں ظاہر ہوئی بعض منکرین ولایت یا ولایت کی گواہی چھپانے والوں کا نام یہاں ذکر ہے اختصار کے ساتھ یہاں حدیث غدیر کو ذکر کیا جاتا ہے اگرچہ اس کی تحقیق ہم نے متواتر الاخبار عن النبی المختار ﷺ میں پیش کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ؛ اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اور اگر یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اہل سنت کی متعدد کتابوں نیز تفسیر و حدیث اور تاریخ کی (تمام شیعہ مشہور کتابوں میں) بیان ہوا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت علیؑ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ان احادیث کو بہت سے اصحاب نے نقل کیا ہے، منجملہ: ابوسعید خدری، زید بن ارقم، جابر بن عبد اللہ انصاری، ابن عباس، براء بن عاذب، حدیفہ، ابوہریرہ، ابن مسعود اور عامر بن لبیل، اور ان تمام روایات میں بیان ہوا کہ یہ آیت واقعہ غدیر سے متعلق ہے اور حضرت علیؑ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض روایات متعدد طریقوں سے نقل ہوئی ہیں، منجملہ: حدیث ابوسعید خدری ۱۱ طریقوں سے۔ حدیث ابن عباس بھی ۱۱ طریقوں سے۔ اور حدیث براء بن عاذب تین طریقوں سے نقل ہوئی ہے۔ جن افراد نے ان احادیث کو (مختصر یا تفصیلی طور

پر) اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ان کے اسما درج ذیل ہیں: حافظ ابو نعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ”ما تزل من القرآن فی علی“ میں (الخصائص ص ۲۹) ابو الحسن واحدی نیشاپوری ”اسباب النزول“ صفحہ ۱۵۰، ابن عساکر شافعی (الدر المنثور سے نقل کیا ہے، جلد دوم، صفحہ ۲۹۸) فخر الدین رازی نے اپنی ”تفسیر کبیر“، جلد ۳، صفحہ ۶۳۶، ابو اسحاق حویلی نے ”فرائد السطین“ ابن صباغ مالکی نے ”فضول الممہ“ صفحہ ۲۷۷۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر الدر المنثور، جلد ۲، صفحہ ۲۹۸، قاضی شوکانی نے ”فتح القدر“، جلد سوم صفحہ ۵۷، شہاب الدین آلوسی شافعی نے ”روح المعانی“، جلد ۶، صفحہ ۱۷۲، شیخ سلیمان قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ”ینایع المودۃ“ صفحہ ۱۲۰، بدر الدین حنفی نے ”عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری“، جلد ۸، صفحہ ۵۸۳، شیخ محمد عبده مصری ”تفسیر المنار“، جلد ۶، صفحہ ۴۶۳، حافظ بن مردویہ (متوفی ۴۱۸ھ) (الدر المنثور سیوطی سے نقل کیا ہے) اور ان کے علاوہ بہت سے علمائے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ البتہ بہت سے مذکورہ علمائے حالانکہ شان نزول کی روایت کو نقل کیا ہے لیکن بعض وجوہات کی بنا پر سرسری طور سے گزر گئے ہیں یا ان پر تنقید کی ہے، واقعہ غدیر: یہ آیہ شریفہ بے شمار شواہد کی بنا پر امام علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور اس سلسلہ میں (شیعہ کتابوں کے علاوہ) خود اہل سنت کی مشہور کتابوں میں وارد ہونے والی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ ان روایات کے علاوہ بھی متعدد روایات ہیں جن میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں اس وقت نازل ہوئی کہ جب پیغمبر اکرم (ص) نے خطبہ دیا اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وصی و خلیفہ بنایا، ان کی تعداد گزشتہ روایات کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے، یہاں تک محقق بزرگوار علامہ امینی نے کتاب ”الغدیر“ میں ۱۱۰/اصحاب پیغمبر سے زندہ اسناد اور مدارک کے ساتھ نقل کیا ہے، اسی طرح ۱۸۴/تابعین اور مشہور و معروف ۳۶۰/علما و دانشوروں سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اگر کوئی خالی الذہن انسان ان اسناد و مدارک پر ایک نظر ڈالے تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ حدیث غدیر یقیناً متواتر احادیث میں سے ہے بلکہ متواتر احادیث کا بہترین مصداق ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان احادیث کے تواتر میں شک کرے تو پھر اس کی نظر میں کوئی بھی حدیث متواتر نہیں ہو سکتی۔ حدیث غدیر کا مضمون: پیغمبر اکرم (ص) کی زندگی کا آخری سال تھا ”حجۃ الوداع“ کے مراسم جس قدر باوقار اور باعظمت ہو سکتے تھے وہ پیغمبر اکرم کی ہمراہی میں اختتام پذیر ہوئے، سب کے دل روحانیت سے سرشار تھے ابھی ان کی روح اس عظیم عبادت کی معنوی لذت کا ذائقہ محسوس کر رہی تھی۔ اصحاب پیغمبر کی کثیر تعداد [پیغمبر کے ساتھیوں کی تعداد بعض کے نزدیک ۹۰ ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ بارہ ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ بیس ہزار اور بعض کے نزدیک ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے] آنحضرت (ص) کے ساتھ اعمال حج انجام دینے کی عظیم سعادت پر بہت زیادہ خوش نظر آ رہے تھے۔ نہ صرف مدینہ کے لوگ اس سفر میں پیغمبر کے ساتھ تھے بلکہ جزیرہ نمائے عرب کے دیگر مختلف حصوں کے مسلمان بھی یہ عظیم تاریخی اعزاز و افتخار حاصل کرنے کے لئے آپ کے ہمراہ تھے۔

سرزمین حجاز کا سورج درودیوار اور پہاڑوں پر آگ برسا رہا تھا لیکن اس سفر کی بے نظیر روحانی حلاوت نے تمام تکلیفوں کو آسان بنا رہا تھا۔ زوال کا وقت نزدیک تھا، آہستہ آہستہ ”حجۃ“ کی سرزمین اور اس کے بعد خشک اور جلانے والے ”خدیرخم“ کا بیابان نظر آنے لگا۔ دراصل یہاں ایک چوراہا ہے جو حجاز کے لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے، شمالی راستہ مدینہ کی طرف دوسرا مشرقی راستہ عراق کی طرف، تیسرا مغربی ممالک اور مصر کی طرف اور چوتھا جنوبی راستہ سرزمین یمن کو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جہاں اخروی اور اس عظیم سفر کا اہم ترین مقصد انجام دیا جاتا تھا اور پیغمبر مسلمانوں کے سامنے اپنی آخری اور اہم ذمہ داری کی بنا پر آخری حکم پہنچانا چاہتے تھے۔

جمعرات کا دن تھا اور ہجرت کا دسواں سال، آٹھ دن عید قربان کو گزرے تھے کہ اچانک پیغمبر کی طرف سے سب کو ٹھہرنے کا حکم دیا گیا، مسلمانوں نے بلند آواز سے قافلہ سے آگے چلے جانے والے لوگوں کو واپس بلایا اور اتنی دیر تک رکے رہے کہ پیچھے آنے والے لوگ بھی پہنچ گئے۔ آفتاب خط نصف النہار سے گزر گیا تو پیغمبر کے مؤذن نے ”اللہ اکبر“ کی صدا کے ساتھ لوگوں کو نماز ظہر پڑھنے کی دعوت دی، مسلمان جلدی جلدی نماز پڑھنے کے لئے تیار ہو گئے، لیکن فضا اتنی گرم تھی کہ بعض لوگ اپنی عبا کا کچھ حصہ پاؤں کے نیچے اور باقی حصہ سر پر رکھنے کے لئے مجبور تھے ورنہ بیابان کی گرم ریت اور سورج کی شعاعیں ان کے سر اور پاؤں کو تکلیف دے رہی تھیں۔

اس صحرا میں کوئی سایہ نظر نہیں آتا تھا اور نہ ہی کوئی سبزہ یا گھاس صرف چند خشک جنگلی درخت تھے جو گرمی کا سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے کچھ لوگ انہی چند درختوں کا سہارا لے ہوئے تھے، انہوں نے ان برہنہ درختوں پر ایک کپڑا ڈال رکھا تھا اور پیغمبر کے لئے ایک سائبان بنا رکھا تھا لیکن سورج کی جلادینے والی گرم ہوا اس سائبان کے نیچے سے گزر رہی تھی، بہر حال ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ مسلمان نماز کے بعد فوراً اپنے چھوٹے چھوٹے خیموں میں جا کر پناہ لینے کی فکر میں تھے لیکن رسول اللہ نے انہیں آگاہ کیا کہ وہ سب کے سب خداوند تعالیٰ کا ایک نیا پیغام سننے کے لئے تیار ہو جائیں جسے ایک مفصل خطبہ کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔ جو لوگ رسول اللہ (ص) سے دور تھے وہ اس عظیم اجتماع میں پیغمبر کا ملوٹی اور نورانی چہرہ دیکھ نہیں پا رہے تھے لہذا اونٹوں کے پالانوں کا منبر بنایا گیا، پیغمبر اس پر تشریف لے گئے:

پہلے پروردگار عالم کی حمد و ثنا بجالائے اور خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے یوں خطاب فرمایا: میں عنقریب خداوند متعال کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے تمہارے درمیان سے جانے والا ہوں، میں بھی جو ابده ہوں اور تم لوگ بھی جو ابده ہو، تم میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب لوگوں نے بلند آواز میں کہا: ”ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے فریضہ رسالت انجام دیا اور خیر خواہی کی ذمہ داری کو انجام دیا اور ہماری ہدایت کی راہ میں سعی و کوشش کی، خدا آپ کو جزائے خیر دے۔“

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ خدا کی وحدانیت، میری رسالت اور روز قیامت کی تحفانیت اور اس دن مردوں کے قبروں سے مبعوث ہونے کی گواہی نہیں دیتے؟ سب نے کہا: کیوں نہیں ہم سب گواہی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: خدا یا! گواہ رہنا۔ آپ نے مزید فرمایا: اے لوگو! کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ اس کے بعد سارے بیابان پر

سکوت کا عالم طاری ہو گیا، سوائے ہوا کی سنسنہٹ کے کوئی چیز سنائی نہیں دیتی تھی، پیغمبر نے فرمایا: دیکھو! میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں بطور یادگار چھوڑے جا رہا ہوں تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟

حاضرین میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا: یا رسول اللہ (ص) وہ دو گرانقدر چیزیں کونسی ہیں؟ تو پیغمبر اکرم نے فرمایا: پہلی چیز تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو ثقل اکبر ہے، اس کا ایک سراپہ وردگار عالم کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں ہے، اس سے ہاتھ نہ ہٹانا ورنہ تم گمراہ ہو جاؤ گے، دوسری گرانقدر یادگار میرے اہل بیت ہیں اور مجھے خدائے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ بہشت میں مجھ سے آملیں گے۔ ان دونوں سے آگے بڑھنے (اور ان سے تجاوز کرنے) کی کوشش نہ کرنا ورنہ ہی ان سے پیچھے رہنا کہ اس صورت میں بھی تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

اچانک لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ اپنے ارد گرد نگاہیں دوڑا رہے ہیں گویا کسی کو تلاش کر رہے ہیں جو نبی آپ کی نظر حضرت علی علیہ السلام پر پڑی فوراً ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور سب لوگوں نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ تو اسلام کا وہی سپہ سالار ہے کہ جس نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔ اس موقع پر پیغمبر کی آواز زیادہ نمایاں اور بلند ہو گئی اور آپ نے ارشاد فرمایا: ایہا الناس من اولی الناس بالؤمنین من انفسم؛ اے لوگو! بتاؤ وہ کون ہے جو تمام لوگوں کی نسبت مومنین پر خود ان سے زیادہ اولویت رکھتا ہے؟ اس پر سب حاضرین نے یہ یک آواز جواب دیا کہ خدا اور اس کا پیغمبر بہتر جانتے ہیں۔

تو پیغمبر نے فرمایا: خدا میرا مولا اور رہبر ہے اور میں مومنین کا مولا اور رہبر ہوں اور میں ان کی نسبت خود ان سے زیادہ حق رکھتا ہوں (اور میرا ارادہ ان کے ارادے پر مقدم ہے)۔ اس کے بعد فرمایا: فمن سنت مولاہ فطی مولاہ؛ یعنی جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا اور رہبر ہیں۔

پیغمبر اکرم نے اس جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، اور بعض راویوں کے قول کے مطابق پیغمبر نے یہ جملہ چار مرتبہ دہرایا اور اس کے بعد آسمان کی طرف سر بلند کر کے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: اللہم وال من والہ والادہ والاد من عاداہ والاد من احبہ والبعض من البعضہ والنصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادرا الحق معہ حیث دار؛ یعنی بارالہا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ، جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر، جو اس کی مدد سے کنارہ کشی کرے تو اسے اپنی مدد سے محروم رکھ اور حق کو ادھر موڑے جدھر وہ رخ کرے۔ اس کے بعد فرمایا: الا فلیبلغ الشاہد الغائب؛ تمام حاضرین آگاہ ہو جائیں کہ یہ سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں پر اس وقت موجود نہیں ہیں۔

پیغمبر کا خطبہ ختم ہو گیا پیغمبر پسینے میں شرابور تھے حضرت علی علیہ السلام بھی پسینہ میں غرق تھے، دوسرے تمام حاضرین کے بھی سر سے پاؤں تک پسینہ بہ رہا تھا۔ ابھی اس جمعیت کی صفیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئی تھیں کہ جبرئیل امین

وحی لے کر نازل ہوئے اور پیغمبر کو ان الفاظ میں تکمیل دین کی بشارت دی: **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي**... آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین اور آئین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا۔

اتمام نعمت کا پیغام سن کر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: **اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى اكْمَالِ الدِّينِ وَاتِّمَامِ النِّعْمَةِ وَرَضَى الرَّبُّ بِرِسَالَتِي وَالْوَلَايَةَ لِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ**؛ ”ہر طرح کی بزرگی و بڑائی خدا ہی کے لئے ہے کہ جس نے اپنے دین کو کامل فرمایا اور اپنی نعمت کو ہم پر تمام کیا اور میری نبوت و رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت کے لئے خوش ہوا۔“

پیغمبر کی زبان مبارک سے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہا السلام کی ولایت کا اعلان سن کر حاضرین میں مبارک باد کا شور بلند ہوا لوگ بڑھ بڑھ کر اس اعزاز و منصب پر حضرت علی کو اپنی طرف سے مبارک باد پیش کرنے لگے چنانچہ معروف شخصیتوں میں سے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی طرف سے مبارک باد کے یہ الفاظ تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں کہ انہوں نے کہا: **بِخَيْرٍ لَكَ يَا بْنَ ابِي طَالِبٍ اصْحَابَتِي وَاصْبِيَتِ مَوْلَايَ وَمَوْلَا كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ**؛ مبارک ہو! مبارک ہو! اے فرزند ابوطالب کہ آپ میرے اور تمام صاحبان ایمان مردوں اور عورتوں کے مولا اور رہبر ہو گئے۔“

اس وقت ابن عباس نے کہا: بخدا یہ عہد و پیمان سب کی گردنوں میں باقی رہے گا۔ اس موقع پر مشہور شاعر حسان بن ثابت نے پیغمبر اکرم (ص) سے اجازت طلب کی کہ اس موقع کی مناسبت سے کچھ شعر کہوں، چنانچہ انہوں نے یہ مشہور و معروف اشعار پڑھے:

بِنَادِيهِمْ يَوْمَ الْغَدِيرِ نَبِيَّهُمْ بِحَمْدِ وَاسِعٍ بِالرَّسُولِ مَنَادِيَا
فَقَاتِلْ فَنَنْ مَوْلَاكُمْ وَنَبِيَّكُمْ؟ فَتَقَالُوا لِمَ بَدَا هِنَاكَ التَّعَامِيَا
إِلَهَكَ مَوْلَانَا وَانْتَ نَبِينَا وَلَمْ تَلْقَ مَنَانِي الْوَلَايَةِ عَاصِيَا
فَقَاتِلْ لِمَ قَمِيَا عَلِيَّ فَا نَنِي رَضِيَتِكَ مَنْ بَعْدِي أَلَمَا وَهَادِيَا
فَنَنْ كُنْتَ مَوْلَاهُ فَذَا أَوْلِيَاهُ كَلُوْنَا لَهُ الْإِتْبَاحَ صَدَقَ مَوْلَايَا
هِنَاكَ دَعَا لَلَّهِمَّ وَالِ وَا لِيَهْ وَكُنْ لَلَّذِي عَادَا عَلِيًّا مَعَادِيَا

یعنی: ”پیغمبر اکرم (ص) روز غدیر خم یہ اعلان کر رہے تھے اور اتفاقاً کس قدر عظیم اعلان تھا۔ فرمایا: تمہارا مولا اور نبی کون ہے؟ تو مسلمانوں نے صاف صاف کہا:

”خداوند عالم ہمارا مولا ہے اور ہمارے نبی ہیں، ہم آپ کی ولایت کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس وقت پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علی اٹھو، کیونکہ میں نے تم کو اپنے بعد امام اور ہادی مقرر کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا: جس کا میں مولا و آقا ہوں اس کے یہ علی مولا اور رہبر ہیں، لہذا تم سچے دل سے اس کی اطاعت و پیروی کرنا۔“

اس وقت پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: پالنے والے! اس کے دوست کو دوست رکھ! اور اس کے دشمن کو دشمن۔

ان اشعار کو اہل سنت کے بڑے بڑے علمائے نقل کیا ہے، جن میں سے حافظؒ ابو نعیم اصفہانی، حافظؒ ابو سعید سجستانی، خوارزمی مالکی، حافظؒ ابو عبد اللہ مرزبانی، گنجی شافعی، جلال الدین سیوطی، سیوط بن جوزی اور صدر الدین حموی شامل ہیں۔

اگر بفرض شان نزول کو چھوڑ کر صرف آیہ تبلیغ اور اس کے بعد والی آیتوں پر غور کریں تو ان آیات سے امامت اور پیغمبر اکرم (ص) کی خلافت کا مسئلہ واضح و روشن ہو جائے گا۔ کیونکہ آیت میں بیان ہونے والے مختلف الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تین اہم خصوصیت ہیں:

۱۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس مسئلہ کی ایک خاص اہمیت ہے، کیونکہ پیغمبر اکرم (ص) کو حکم دیا گیا ہے کہ اس پیغام کو پہنچا دو، اور اگر اس کام کو انجام نہ دیا تو گویا اپنے پروردگار کی رسالت کو نہیں پہنچایا! دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ ولایت کا مسئلہ نبوت کی طرح تھا، کہ اگر اس کو انجام نہ دیا تو پیغمبر اکرم کی رسالت نامتلا رہ جاتی ہے۔ واضح ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ خدا کا کوئی معمولی حکم تھا، اور اگر خدا کے کسی حکم کو نہ پہنچایا جائے تو رسالت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے اور اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، حالانکہ آیت کا ظاہر یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جو رسالت و نبوت سے خاص ربط رکھتا ہے۔

۲۔ یہ مسئلہ اسلامی تعلیمات جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد اور زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق نہیں تھا کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ یہ سورہ پیغمبر اکرم (ص) پر سب سے آخر میں نازل ہوا ہے، (یا آخری سورتوں میں سے ہے) یعنی پیغمبر اکرم (ص) کی عمر بابرکت کے آخری دنوں میں یہ سورہ نازل ہوا ہے جس وقت اسلام کے تمام اہم ارکان بیان ہو چکے تھے۔

۳۔ آیت کے الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایک ایسا عظیم تھا جس کے مقابلہ میں بعض لوگ سخت قدم اٹھانے والے تھے، یہاں تک کہ پیغمبر اکرم (ص) کی جان کو بھی خطرہ تھا، اسی وجہ سے خداوند عالم نے اپنی خاص حمایت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: "اور خداوند عالم تم کو لوگوں کے (احتمالی) خطرے سے محفوظ رکھے گا۔"

آیت کے آخر میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے: "خداوند عالم کافروں کی ہدایت نہیں فرماتا" آیت کا یہ حصہ خود اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بعض مخالف آنحضرت (ص) کے خلاف کوئی منفی قدم اٹھانے والے تھے۔ یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت کا مقصد پیغمبر اکرم (ص) کی جانشینی اور خلافت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ پیغمبر اکرم (ص) کی آخری عمر میں صرف یہی چیز مورد بحث واقع ہو سکتی ہے نہ کہ اسلام کے دوسرے ارکان، کیونکہ دوسرے ارکان تو اس وقت تک بیان ہو چکے تھے، صرف یہی مسئلہ رسالت کے ہم وزن ہو سکتا ہے، اور اسی مسئلہ پر بہت سی مخالفت ہو سکتی تھی اور اسی خلافت کے مسئلہ میں پیغمبر اکرم (ص) کی جان کو خطرہ ہو سکتا تھا۔ اگر آیت کے لئے ولایت، امامت اور خلافت کے علاوہ کوئی دوسری تفسیر کی جائے تو وہ آیت سے ہم آہنگ نہ ہوگی۔

مولانا کا معنی: حدیث غدیر "من كنت مولاه فعلي مولاه" تمام شیعہ اور سنی کتابوں میں نقل ہوئی ہے: اس سے بہت سے حقائق روشن ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ بہت سے اہل سنت مؤلفین نے یہ بات باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ "مولیٰ" کے معنی "ناصر یا دوست" کے ہیں، کیونکہ مولیٰ کے مشہور معنی میں سے یہ بھی ہیں، لیکن یہاں پر بہت سے قرآن و شواہد ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے مذکورہ حدیث میں "مولیٰ" کے معنی "ولی، سرپرست اور رہبر" کے ہیں، ان قرآن و شواہد کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ حضرت علی علیہ السلام سے تمام مومنین کی دوستی کوئی مخفی اور پیچیدہ چیز نہ تھی کہ جس کے لئے اس قدر تاکید اور بیان کی ضرورت ہوتی، اور اس بات کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اس بے آب و گیاہ اور جلتے ہوئے بیابان میں اس عظیم قافلہ کو دوپہر کی دھوپ میں روک کر ایک طویل و مفصل خطبہ دیا جائے اور سب لوگوں سے اس دوستی کا اقرار لیا جائے۔ قرآن مجید نے پہلے ہی وضاحت کے ساتھ یہ اعلان فرمایا ہے: "مومنین آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں"، ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: "مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں"۔ خلاصہ یہ کہ اسلامی اخوت اور مسلمانوں کی ایک دوسرے سے دوستی اسلام کے سب سے واضح مسائل میں سے ہے جو پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ سے چلی آرہی ہے، اور خود آنحضرت (ص) نے اس بات کو بار بار بیان فرمایا اور اس سلسلہ میں تاکید فرمائی ہے، اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جس سے آیت کالب و لہجہ اس قدر شدید ہو جاتا، اور پیغمبر اکرم (ص) اس راز کے فاش ہونے سے کوئی خطرہ محسوس کرتے۔

۲۔ "أَنْتُمْ أَوْلَىٰ بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ" (کیا میں تم لوگوں پر تمہارے نفسوں سے زیادہ اولیٰ اور سزاور نہیں ہوں؟) حدیث کا یہ جملہ بہت سی کتابوں میں بیان ہوا ہے جو ایک عام دوستی کو بیان کرنے کے لئے بے معنی ہے، بلکہ اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح مجھے تم پر اولویت و اختیار حاصل ہے اور جس طرح میں تمہارا رہبر اور سرپرست ہوں بالکل اس طرح علی علیہ السلام کے لئے بھی ثابت ہے، اور اس جملہ کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی انصاف اور حقیقت سے دور ہیں، خصوصاً "من انفسکم" کے پیش نظر یعنی میں تمہاری نسبت تم سے اولیٰ ہوں۔

۳۔ اس تاریخی واقعہ پر تمام لوگوں کی طرف سے خصوصاً حضرت "عمر" اور حضرت "ابوبکر" کا امام علی علیہ السلام کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ مسئلہ صرف خلافت کا مسئلہ تھا، جس کی وجہ سے تبریک و تہنیت پیش کی جا رہی تھی، کیونکہ حضرت علی علیہ السلام سے دوستی کا مسئلہ تو سب کو معلوم تھا اس کے لئے تبریک کی کیا ضرورت تھی؟! مسند احمد میں بیان ہوا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کے اعلان کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو ان الفاظ میں مبارکباد دی: "مبارک ہو مبارک! اے ابوطالب کے بیٹے! آج سے تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا بن گئے"۔ فخر الدین رازی نے آیت "بلغ" کے ذیل میں اسے عمر سے نقل کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو خود حضرت عمر اپنا اور ہر مومن و مومنہ کا مولا سمجھتے تھے۔

تاریخ بغداد میں روایت کے الفاظ یہ ہیں "بخ لک یا بن لکی طالب أصبحت وأمست مولای و مولاکل مسلم؛" اے ابو طالب کے بیٹے مبارک ہو مبارک! آپ آج سے میرے اور ہر مسلمان کے مولا ہو گئے۔ فیض القدر اور صواعق محرقة دونوں کتابوں میں نقل ہوا ہے کہ حضرت ابو بکر اور عمر دونوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: "وَأَمْسَيْتَ يَا بَنِي طَالِبٍ مَوْلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ؛" یہ بات واضح ہے کہ ایک عام دوستی تو سبھی مومنین کے درمیان پائی جاتی تھی، تو پھر اتنا اہتمام کیسا؟! لہذا معلوم یہ ہوا کہ یہ اس وقت صحیح ہے جب مولیٰ کے معنی صرف اور صرف حاکم اور خلیفہ ہوں۔

۴۔ حسان بن ثابت کے اشعار بھی اس بات پر بہترین گواہ ہیں کہ جن میں بلند مضامین اور واضح الفاظ میں خلافت کے مسئلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

دیگر آیات: بہت سے مفسرین اور راویوں نے سورہ معارج کی ابتدائی چند آیات: سَأَلْ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ * لَكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ * مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ؛ ایک سائل نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا جس کا کافروں کے حق میں کوئی دافع کرنے والا نہیں ہے، یہ بلندیوں والے خدا کی طرف سے ہے، کی شان نزول کو بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: "پیغمبر اکرم (ص) نے حضرت علی علیہ السلام کو غدیر خم میں خلافت پر منصوب کیا، اور ان کے بارے میں فرمایا: من كنت مولاه فعلي مولاه؛ تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر عام ہو گئی، نعمان بن حارث فہری (۸) (جو کہ منافقوں میں سے تھا) پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: آپ نے ہمیں حکم دیا کہ خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیں ہم نے گواہی دی، لیکن آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے (حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا) اس جوان کو اپنی جانشینی پر منصوب کر دیا اور کہا: من كنت مولاه فعلي مولاه؛ کیا یہ کام اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے؟ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے، یہ کام میں نے خدا کی طرف سے انجام دیا ہے۔" نعمان بن حارث نے اپنا منہ پھیر لیا اور کہا: خداوند! اگر یہ کام حق ہے اور تیری طرف سے ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسسا! اچانک آسمان سے ایک پتھر آیا اور اس کے سر پر لگا، جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا، اس موقع پر سورہ معارج کی یہ آیات نازل ہوئیں (تفسیر نمونہ ذیل آیت ۶۷ سورہ مائدہ، القدر امینی ج، عبقات الانوار، احقاق الحق، متواتر الاخبار)۔

عمرو بن حنق ۳۶

۹۶۔ جَبْرِیلُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِیَّابِیُّ، حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَانَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ وَهُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ (إِنْ شَاءَ اللَّهُ) رَفَعَهُ، قَالَ أُرْسِلَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) سَرِيَّةً، فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ تَصْلُونَ سَاعَةً كَذَا مِنَ اللَّيْلِ فَخُذُوا ذَاتَ الْيَسَارِ، فَإِنَّكُمْ تَمْرُونَ بِرَجُلٍ فِي شَأْنِهِ فَتَسْتَرِشِدُونَهُ، فَيَأْبَى أَنْ يُرْشِدَكُمْ حَتَّى تُصِيبُوا مِنْ طَعَامِهِ فَيَذْبَحُ لَكُمْ كَبْشًا فَيَطْعَمُكُمْ ثُمَّ يَقُومُ فَيُرْشِدَكُمْ، فَأَفْرَأُوهُ مِنِّي السَّلَامَ وَاعْلَمُوهُ أَنِّي قَدْ ظَهَرْتُ بِالْمَدِينَةِ.

مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قافلہ روانہ فرمایا اور اس قافلہ میں شامل افراد سے فرمایا کہ تم لوگ رات کے فلاں وقت میں راستہ بھول جاو گے اور جب تم راستہ بھول جاو تو بائیں ہاتھ کی سمت پر سفر کرنا وہاں تمہاری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوگی جو راہ سے واقف ہوگا لیکن وہ تمہیں اس وقت تک راستہ نہیں بتائے گا جب تک تم اس کے پاس کھانا نہ کھاو، وہ تمہارے لیے گو سفند ذبح کریگا، پھر تمہیں راستہ بتائے گا، جب وہ ایسا کرے تو اسے میرا سلام کہنا اور اس سے کہنا کہ پیامبر اسلام کا مدینے میں ظہور ہو چکا ہے۔

۳۶۔ رجال بن داود، ص ۱۳۵، نمبر ۱۱۱، رجال برقی ذیل شرط خمیس، مناقب ابن شہر آشوب، ج ۲ ص ۷، معجم رجال الحدیث نمبر ۸۹۰۳، رجال شیخ، اصحاب امام علی، نمبر ۶، شہید الاولاء حجر بن عدی کندی، مولفہ ہاشم محمد، طبقات، ج ۶ ص ۲۱۷، مستدرک حاکم، ج ۳ ص ۴۶۸، مستدرک سفینہ بحار، ج ۲ ص ۵، الاستیعاب، ج ۱ ص ۳۵۵، الاصابہ، ج ۱ ص ۳۱۵، مروج الذهب، ج ۳ ص ۳، اعیان الشیعہ، ج ۳ ص ۵۸۲، دائرۃ معارف فرید وجدی، ج ۶ ص ۲۴۳، الدرجات الرفیعة، ص ۱۰، الغدیر، ج ۱ ص ۵۳، تنقیح المقال، ج ۱ ص ۲۵۷۔

فَمَضَوْا فَضَلُّوا الطَّرِيقَ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَمْ يَقُلْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ
(ص) تَيَاسَرُوا! فَفَعَلُوا فَمَرُّوا بِالرَّجُلِ الَّذِي قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ (ص)
فَاسْتَرَشَدُوهُ فَقَالَ لَهُمُ الرَّجُلُ لَأَفْعَلُ حَتَّى تُصِيبُوا مِنْ طَعَامِي! فَفَعَلُوا،
فَارْتَدَّاهُمْ الطَّرِيقَ. وَ نَسُوا أَنْ يُقْرَءَهُ السَّلَامَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَالَ
فَقَالَ لَهُمُ الرَّجُلُ وَ هُوَ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَظْهَرَ النَّبِيُّ (ع)
بِالْمَدِينَةِ فَقَالُوا نَعَمْ. فَلَحِقَ بِهِ وَ لَبِثَ مَعَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ (ص) ارْجِعْ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِي مِنْهُ هَاجَرْتَ فَإِذَا تَوَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ
ع فَاتَهُ!

چنانچہ وہ جماعت روانہ ہوئی اور آپ کے فرمان کے عین مطابق وہ رات کو راستہ بھول گئے
پھر انہوں نے دائیں سمت چلنا شروع کر دیا اور چلتے چلتے عمرو بن حمق خزاعی کے پاس گئے اور
ان سے کہا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں آپ ہماری رہنمائی کر دیں، انہوں نے کہا جب تک تم
میرے پاس کھانا نہ کھاؤ میں تمہیں راستہ نہیں بتاؤں گا، یہ سن کر سب لوگ سویاؤں سے اتر
پڑے اور انہیں آپ ﷺ کا فرمان یاد نہ رہا، عمرو بن حمق خزاعی نے اپنی طرف سے کلام کا
آغاز کرتے ہوئے کہا: کیا مدینہ میں پیامبر اسلام کا ظہور ہو چکا ہے؟ تو انہیں آپ کا فرمان یاد آیا
اور کہنے لگے: ہاں، پیامبر اسلام کا مدینے میں ظہور ہو چکا ہے، اور آپ نے تمہیں سلام بھجوایا
ہے، یہ سن کر وہ بہت خوش ہو اور اہل قافلہ کو راستہ بتایا اور اس کے کچھ دنوں بعد پیامبر
اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا، پھر پیامبر
اسلام نے ان سے فرمایا: تم اپنی قوم کی طرف لوٹ جاؤ اور جب امام علی کی حکومت کوفہ میں
قائم ہو تو ان کے پاس چلے جاؤ۔

فَانصَرَفَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا تَوَلَّى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) الْكُوفَةَ، أَتَاهُ فَأَقَامَ
 مَعَهُ بِالْكُوفَةِ، ثُمَّ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ لَهُ لَكَ دَارٌ قَالَ نَعَمْ. قَالَ بَعَهَا
 وَاجْعَلْهَا فِي الْأَزْدِ، فَإِنِّي غَدًا لَوْ غَبْتُ^{۱۳۷} لَطَلَبْتَ، فَمَنَعَكَ الْأَزْدُ حَتَّى
 تَخْرُجَ مِنَ الْكُوفَةِ مُتَوَجِّهًا إِلَى حِصْنِ الْمُوصِلِ، فَتَمَرَّ رَجُلٌ مُقْعَدٌ فَتَقَعَدَ
 عِنْدَهُ ثُمَّ تَسْتَسْقِيهِ فَيَسْقِيكَ، وَ يَسْأَلُكَ عَنْ شَأْنِكَ فَأَخْبِرُهُ وَ ادْعُهُ إِلَى
 الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ، وَ امْسَحْ بِيَدِكَ عَلَى وَرَكَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَمْسَحُ مَا بِهِ وَ
 يَنْهَضُ قَائِمًا فَيَتَّبِعُكَ، وَ تَمَرَّ بِرَجُلٍ أَعْمَى عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ فَتَسْتَسْقِيهِ
 فَيَسْقِيكَ، وَ يَسْأَلُكَ عَنْ شَأْنِكَ فَأَخْبِرُهُ وَ ادْعُهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنَّهُ يُسَلِّمُ، وَ
 امْسَحْ يَدَكَ عَلَى عَيْنَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُعِيدُهُ بَصِيرًا فَيَتَّبِعُكَ، وَ هُمَا
 يُوَارِيَانِ بَدَنَكَ فِي التُّرَابِ-

پیامبر اسلام کا فرمان سن کر عمرو بن حمن خزاعی اپنی قوم کی طرف چلا گیا اور امام علیؑ کی
 حکومت کوفہ میں قائم ہونے تک اپنی قوم میں رہا اور جب امام علیؑ نے اپنی حکومت کا پایہ تخت
 کوفہ کو قرار دیا تو وہ حاضر ہوا اور مسلسل آپ کی خدمت کرتا رہا، ایک دفعہ امام نے فرمایا کیا
 تیرے پاس گھر ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں مولا، آپ نے فرمایا اسے بیچ کر بنی ازد میں گھر
 خریدو، کل جب میں چلا جاؤں گا تو تمہیں تلاش کیا جائے گا تو ازد تیری حفاظت کریں گے، حتیٰ تو
 کوفہ سے نکل کر موصل کے قلعہ کی طرف چلا جائے گا وہاں تمہیں ایک زمین گیر شخص ملے
 گا تجھے پیاس لگی ہوگی وہ تجھے سیراب کریگا، اور وہ تجھ سے تیری حالت کے متعلق سوال کریگا
 اسے بتادینا اور اسے اسلام کی دعوت دینا وہ اسلام لائے گا اور اپنے ہاتھ اسکی ٹانگوں پہ پھیرنا کہ

خدا اس کی وجہ سے اس کی بیماری کو دور کریگا اور وہ اٹھ کو چلنے لگے گا اور تیری پیروی کریگا، پھر تجھے راستے میں ایک اندھالے گا تو اس سے پانی مانگے گا وہ تجھے سیراب کریگا اور تجھ سے تیری حالت کے متعلق سوال کریگا اسے بتا دینا اور اسے اسلام کی دعوت دینا وہ اسلام لائے گا اور اس کی آنکھوں پہ اپنے ہاتھ مسح کرنا کہ خدا اس کی وجہ سے اسکی بصارت لوٹا دیگا اور وہ تیری پیروی کریگا اور وہی تیرے بدن کو مٹی میں دفن کریں گے۔

ثُمَّ تَتَّبِعُكَ الْخَيْلُ فَإِذَا صَرْتَ قَرِيبًا مِنَ الْحِصْنِ فِي مَوْضِعٍ كَذَا وَ كَذَا رَهَقَتْكَ الْخَيْلُ، فَنَزَلَ عَنْ فَرَسِكَ وَ مَرَّ إِلَى الْغَارِ فَإِنَّهُ يَشْتَرِكُ فِي دَمِكَ فَسَقَهُ مِنَ الْجَنِّ وَالْإِنْسِ. فَفَعَلَ مَا قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى الْحِصْنِ قَالَ لِلرَّجُلَيْنِ: اصْعَدَا فَنَظَرَا هَلْ تَرَيَانِ شَيْئًا قَالَا نَرَى خَيْلًا مُقْبِلَةً، فَنَزَلَ عَنْ فَرَسِهِ وَ دَخَلَ الْغَارَ وَ عَارَ فَرَسَهُ فَلَمَّا دَخَلَ الْغَارَ ضَرَبَهُ أَسْوَدٌ سَالِحٌ فِيهِ، وَ جَاءَتِ الْخَيْلُ فَلَمَّا رَأَوْا فَرَسَهُ عَائِرًا قَالُوا هَذَا فَرَسُهُ وَ هُوَ قَرِيبٌ، فَطَلَبَهُ الرَّجَالُ فَأَصَابُوهُ فِي الْغَارِ فَكَلَّمَا ضَرَبُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَى شَيْءٍ مِنْ جِسْمِهِ تَبِعَهُمُ اللَّحْمُ فَأَخَذُوا رَأْسَهُ فَاتَوَا بِهِ مُعَاوِيَةَ فَنَصَبَهُ عَلَى رُمْحٍ وَ هُوَ أَوَّلُ رَأْسٍ نُصِبَ فِي الْإِسْلَامِ.

پھر گھوڑے سوار تیرا پیچھا کریں گے جب تو اس قلعے کے قریب ہو تو وہ تجھے آلیں گے تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس غار میں چلا جائے گا، وہاں فاسق جن اور انس تیرے خون میں شریک ہونگے تو عمر نے اس طرح کیا آخر جب قلعے میں پہنچا تو دو مردوں سے کہا ذرا کھڑے ہو کر دیکھنا کیا تم کوئی چیز دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم گھوڑے آتے ہوئے دیکھ رہے ہیں تو وہ گھوڑے سے اتر کر غار میں چلے گئے، جب وہ غار میں داخل ہوئے تو انہیں ایک بڑے سانپ نے ڈس لیا جب گھوڑے سوار وہاں پہنچے، ان کا گھوڑا خالی دیکھ کر کہا یہ اسی کا گھوڑا ہے اور وہ

یہیں قریب ہی ہونگے تو انہوں نے انہیں تلاش کرنا شروع کیا، انہیں غار میں پایا جب وہ ان کے جسم کے کسی حصے کو پکڑتے تو اس سے گوشت ٹوٹ کو جدا ہو جاتا، انہوں نے ان کا سر کاٹ کو معاویہ کے پاس بھیج دیا اس سے اسے نیزے پہ لٹکا دیا اور اسلام میں یہ پہلا سر تھا جو نیزے پہ لٹکایا گیا۔

معاویہ کے نام امام حسینؑ کا خط

۹۷- قَالَ الْكَشِيُّ: وَ رُوِيَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَ هُوَ ۱۳۸ عَامِلُهُ عَلَى الْمَدِينَةِ: أَمَا بَعْدُ. فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ عَثْمَانَ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَ وَجُوهُ أَهْلِ الْحِجَازِ يَخْتَلِفُونَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، وَ ذَكَرَ أَنَّهُ لَا يَأْمَنُ وَثُوبَهُ، وَ قَدْ بَحِثْتُ عَنْ ذَلِكَ فَبَلَّغَنِي أَنَّهُ لَا يُرِيدُ الْخِلَافَ يَوْمَهُ هَذَا، وَ لَسْتُ أَمَّنُّ أَنْ يَكُونَ هَذَا أَيْضًا لَمَّا بَعَدَهُ، فَكُتِبَ إِلَيَّ بِرَأْيِكَ فِي هَذَا! وَ السَّلَامُ. فَكُتِبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةَ: أَمَا بَعْدُ- فَقَدْ بَلَّغَنِي كِتَابَكَ وَ فَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِيهِ مِنْ أَمْرِ الْحُسَيْنِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَعْرِضَ لِلْحُسَيْنِ فِي شَيْءٍ وَ أَتْرُكَ حُسَيْنًا مَا تَرَكَّكَ، فَإِنَّا لَا نُرِيدُ أَنْ تَعْرِضَ لَهُ فِي شَيْءٍ مَا وَفَى بِيَعْتِنَا وَ لَمْ يَنْزِ عَلَيَّ سُلْطَانَنَا، فَكُفِّنْ عَنْهُ مَا لَمْ يُبَدِّ لَكَ صَفْحَتَهُ! وَ السَّلَامُ.

کشتی فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ مروان بن حکم نے معاویہ کو لکھا جب وہ مدینہ کا عامل تھا، ابا بعد، عمرو بن عثمان نے بتایا ہے کہ اہل عراق کے کچھ لوگ اور اہل حجاز کے سرکردہ افراد حسین ابن علی کے پاس آتے جاتے ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ انکے حملے سے امان نہیں ہے میں نے اس مسئلے کی تحقیق کی ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ابھی تو اختلاف نہیں کرنا چاہتا لیکن

مجھے بعد میں ان سے اطمینان نہیں ہے تو اس مسئلے میں اپنی رائے مجھے لکھ، والسلام، تو معاویہ نے اسے لکھا: تیرا خط مجھے ملا اور تو نے جو حسین بن علی کے متعلق لکھا میں نے سمجھ لیا، پس تو ان سے کسی معاملے میں مت تعرض رکھ اور جب تک تجھے کچھ نہ کہے اسے چھوڑ دے، ہم اس وقت تک ان سے کسی معاملے میں الجھنا نہیں چاہتے جب تک وہ ہماری بیعت کی پاسداری کرے اور ہماری حکومت سے نہ الجھے، پس جب تک وہ تجھے اپنا رخ دکھانے دے اسے چھپائے رکھ، والسلام۔

۹۸- وَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) أَمَّا بَعْدُ- فَقَدْ أَنْتَهتْ إِلَى أُمُورٍ عَنْكَ: إِنَّ كَانَتْ حَقًّا فَقَدْ أَظُنُّكَ تَرَكْتَهَا رَغْبَةً فَدَعَهَا وَ لَعَمْرُ اللَّهِ إِنَّ مَنْ أَعْطَى اللَّهُ عَهْدَهُ وَ مِيثَاقَهُ لَجَدِيرٌ بِالْوَفَاءِ، وَ إِنْ كَانَ الَّذِي بَلَغَنِي بَاطِلًا فَإِنَّكَ أَنْتَ أَعَزَلُ النَّاسِ لِذَلِكَ وَ عَظُ نَفْسِكَ فَادْكُرْ وَ لِعَهْدِ اللَّهِ أُوفٍ! فَإِنَّكَ مَتَى تُنْكِرُنِي أَنْكِرَكَ وَ مَتَى تَكْدُنِي أَكْدُكَ، فَاتَّقِ شَقَّكَ عَصَا هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ أَنْ يَرُدَّهُمُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْكَ فِي فِتْنَةٍ، فَقَدْ عَرَفْتَ النَّاسَ وَ بَلَوْتَهُمْ، فَانظُرْ لِنَفْسِكَ وَ دِينِكَ^{۱۳۹} وَ لَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ (ص) وَ لَا يَسْتَحْفَنُكَ السُّفَهَاءُ وَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ.

معاویہ نے امام حسین بن علیؑ کو لکھا؛ مجھے تمہارے متعلق کچھ معاملات کی خبر ملی ہے اگر وہ سچ ہے تو میرا خیال ہے، تو تم اسے خوشی سے چھوڑ دو گے خدا کی قسم! جس نے خدا کو اپنا عہد دیا ہو تو مناسب ہے کہ اسکو پورا کرے، اور اگر وہ خبریں باطل ہیں تو تم لوگوں میں زیادہ دور رہنے والے ہو اپنے آپ کو نصیحت کرو اور عہد خدا کو پورا کرو، اور اگر تم میرا انکار کرو گے تو

میں تمہارا انکار کروں گا، اگر مجھے دھوکا دو گے تو میں تم سے دغا کروں گا، تم اس امت کی وحدت کی عصا کو توڑنے سے ڈرو کہیں خدا تمہاری وجہ سے اس امت کو فتنہ میں نہ ڈال دے تم لوگوں کی طبیعتوں اور دلوں کو جانتے ہو تو اپنے دین اور امت مصطفیٰ کا خیال کرو، کہیں تمہیں سفیہ و بے وقوف لوگ اور جملاء کمزور نہ کر دیں۔

۹۹- فَلَمَّا وَصَلَ الْكِتَابُ إِلَى الْحُسَيْنِ (ع) كَتَبَ إِلَيْهِ: أَمَّا بَعْدُ- فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ، تَذَكَّرْتُ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَكَ عَنِّي أُمُورٌ أَنْتَ لِي عَنْهَا رَاغِبٌ وَ أَنَا بَعِيرُهَا عِنْدَكَ جَدِيرٌ: فَإِنَّ الْحَسَنَاتِ لَا يَهْدِي لَهَا وَ لَا يُسَدِّدُ إِلَيْهَا إِلَّا اللَّهُ، وَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّهُ أَنْتَهَى إِلَيْكَ عَنِّي: فَإِنَّهُ إِنَّمَا رَفَاهُ إِلَيْكَ الْمُتْلِقُونَ الْمَشَاءُونَ بِالنَّمِيمِ، وَ مَا أُرِيدُ لَكَ حَرْبًا وَ لَا عَلَيْكَ خِلَافًا، وَ أَيْمُ اللَّهُ إِنِّي لَخَائِفٌ لِّلَّهِ فِي تَرْكِ ذَلِكَ وَ مَا أَظُنُّ اللَّهَ رَاضِيًا بِتَرْكِ ذَلِكَ وَ لَا عَازِرًا بِدُونِ الْأَعْذَارِ فِيهِ إِلَيْكَ وَ فِي أَوْلِيَائِكَ الْفَاسِقِينَ الْمُلْحِدِينَ حِزْبِ الظُّلْمَةِ وَ أَوْلِيَاءِ الشَّيَاطِينِ،

جب امام حسین بن علی کو معاویہ کا خط ملا تو آپ نے اسے یہ جواب لکھا: اما بعد! مجھے تیرا خط ملا، جس میں تو نے لکھا کہ میرے متعلق تجھے کچھ خبریں ملی ہیں جنہیں تو نے ناپسند کیا ہے اور اگر یہ باتیں ظہور میں نہ آتیں تو تیرے ہاں زیادہ بہتر ہوتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نیکیوں کی ہدایت کرنے والا اور توفیق میں شامل کرنے والا صرف خدا ہے، جو تو نے لکھا کہ تجھے میرے متعلق کچھ باتیں پہنچی ہیں تو معلوم ہو کہ یہ باتیں تجھ تک چغل خور اور پھوٹ ڈالنے والے جھوٹے گمراہ لوگوں نے پہنچائیں ہیں میرا تجھ سے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ مخالفت کرنے کا قصد ہے اگرچہ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے میں خدا سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے جواب طلب نہ کرے کہ میں نے تیرے مقابلے میں اور تیرے ان ستمگار و بے دین ساتھیوں

کے مقابلے میں جو ظالموں کا گروہ اور شیطانوں کے پیرو ہیں، پوری پوری امکانی کوشش کیوں نہ کی۔

أَ لَسْتَ الْقَاتِلَ حُجْرَ بْنِ عَدِيٍّ أَخَا كِنْدَةَ وَ الْمُصَلِّينَ الْعَابِدِينَ الَّذِينَ
كَانُوا يُنْكِرُونَ الظُّلْمَ وَيَسْتَعْظِمُونَ البِدْعَ وَ لَا يَخَافُونَ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَّائِمَةً ثُمَّ
قَتَلْتَهُمْ ظُلْمًا وَ عُدْوَانًا مِنْ بَعْدِ مَا كُنْتَ أُعْطِيْتَهُمُ الْإِيْمَانَ الْمَغْلَظَةَ وَ
المَوَاطِيقَ الْمُؤَكَّدَةَ لَأ تَأْخُذَهُمْ بِحَدِيثِ كَانَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ وَ لَا بِإِحْنَةِ الْحَقْدِ،
(خ) تَجِدُهَا فِي نَفْسِكَ،

أ وَ لَسْتَ قَاتِلَ عَمْرٍو بْنِ الْحَمِقِ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ (ص) الْعَبْدِ
الصَّالِحِ الَّذِي أَبْلَتْهُ الْعِبَادَةُ فَنَحَلَ جِسْمَهُ وَ اصْفَرَّتْ لَوْنُهُ بَعْدَ مَا أَمَّنْتَهُ وَ
أُعْطِيْتَهُ مِنْ عُهُودِ اللَّهِ وَ مَوَاطِيقِهِ مَا لَوْ أُعْطِيْتَهُ طَائِرًا لَنَزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَأْسِ
الْجَبَلِ، ثُمَّ قَتَلْتَهُ جُرْأَةً عَلَى رَبِّكَ وَ اسْتَخْفَافًا بِذَلِكَ الْعَهْدِ،

۱۔ کیا تو نے قبیلہ کندہ کے حجر بن عدی اور ان کے عبادت گزار ساتھیوں کو قتل نہیں کیا جو ظلم و ستم کے منکر اور بدعتوں کے مخالف تھے اور خدا کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے پھر تو نے انہیں سخت قسم کے عہد و پیمانے کرنے اور ٹھوس وعدے دینے کے باوجود ظلم کے ساتھ ان کو شہید کر دیا۔

۲۔ کیا تو نے عمرو بن حمق کو قتل نہیں کیا جو نبی اکرم ﷺ کا صحابی اور اللہ کا نیکو کار بندہ تھا، جنہیں عبادت نے اتنا لاغر کر دیا تھا کہ ان کا جسم کا ہیدہ و کمزور، ان کا رنگ زرد ہو گیا تھا، جبکہ تو نے انہیں ایسے سخت قسم کے عہد و پیمانے کرنے اور ٹھوس وعدے دیئے تھے کہ اگر کسی پرندے کو دیتا تو وہ بھی پہاڑ چھوڑ کر تیرے پاس آجاتا پھر تو نے خدا پر جرات و جسارت کرتے ہوئے اور اس کے عہد کو خفیف سمجھ کر ظلم کے ساتھ ان کو شہید کر دیا۔

أَوَلَسْتَ الْمُدْعَى زِيَادَ ابْنِ سُمَيَّةَ الْمَوْلُودِ عَلَى فِرَاشِ عُبَيْدِ ثَقِيفٍ
فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ابْنُ أَبِيكَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (ص) الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَ لِلْعَاهِرِ
الْحَجَرُ، فَتَرَكْتَ سَنَةَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) تَعَمُّدًا وَ تَبَعْتَ هَوَاكَ بِغَيْرِ هُدَى
مِنَ اللَّهِ، ثُمَّ سَلَطْتَهُ عَلَى الْعِرَاقَيْنِ يَفْطَعُ أَيْدِيَ الْمُسْلِمِينَ وَ أَرْجُلَهُمْ وَ
يَسْمَلُ أَعْيُنَهُمْ وَ يُصَلِّبُهُمْ عَلَى جُدُوعِ النَّخْلِ كَأَنَّكَ لَسْتَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ
لَيْسُوا مِنْكَ، أَوْ لَسْتَ صَاحِبَ الْحَضْرَمِيِّينَ الَّذِينَ كَتَبَ فِيهِمْ ابْنُ سُمَيَّةَ
أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى دِينِ عَلِيٍّ (ع) فَكَتَبْتَ إِلَيْهِ أَنْ أَقْتُلْ كُلَّ مَنْ كَانَ عَلَى دِينِ
عَلِيٍّ! فَفَتَلَّهُمْ وَ مَثَّلَ بِهِمْ بِأَمْرِكَ، وَ دِينَ عَلِيٍّ (ع) وَ اللَّهُ الَّذِي كَانَ يَضْرِبُ
عَلَيْهِ أَبَاكَ وَ يَضْرِبُكَ، وَ بِهِ جَلَسْتَ مَجْلِسَكَ الَّذِي جَلَسْتَ، وَ لَوْ لَا ذَلِكَ
لَكَانَ شَرَفُكَ وَ شَرَفُ أَبِيكَ الرَّحْلَيْنِ،

۳۔ کیا تو نے زیاد بن سمیہ کے بارے میں دعویٰ نہیں کیا جو ثقیف کے غلام کے گھر پیدا
ہوا اس کو اپنا بھائی بنا لیا اور کہا کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے، حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا
: لڑکا شوہر کا ہے اور زنا کار کے لیے پتھر ہیں، تو نے جان بوجھ کر رسول اکرم ﷺ کی شریعت
اور طریقے کو چھوڑ دیا ہے اور خدا کی ہدایت سے دور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگا ہے
(اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ) اس کو عراق کے مسلمانوں پہ مسلط کر دیا ہے کہ وہ انکے ہاتھ
پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں سلانیاں پھیرے اور انہیں کھجور کے تنوں پہ پھانسی دے
(ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اس امت سے نہیں اور نہ ہی یہ امت اسلام تجھ سے کوئی تعلق رکھتی
ہے۔

۴۔ کیا تو نے حضری جماعت کو قتل نہیں کیا جن کے بارے میں سمیہ کے بیٹے نے تجھے لکھا تھا کہ وہ علیؑ کے دین پر ہیں تو تو نے اسے لکھا کہ ہر اس شخص کو قتل کر دے جو علیؑ کے دین پر ہو، تو تیرے حکم سے اس نے ان کو قتل کیا اور ان کا مثل کیا اور انکے ہاتھ پیر کاٹے، خدا کی قسم علیؑ تو دین اسلام کی خاطر تیرے باپ اور تجھ سے برسرا پیکار تھے اور انہی کی وجہ سے آج تو اس مقام حکومت پہ بیٹھا ہے اور اگر وہ نہ ہوتے تو تیرا اور تیرے باپ کا کام سردیوں اور گرمیوں میں پھیریاں لگانا ہوتا۔

وَقُلْتَ فِيمَا قُلْتَ أَنْظِرْ لِنَفْسِكَ وَ لِدِينِكَ وَ لَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ وَ اتَّقِ شِقَّ عَصَا هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ أَنْ تَرُدَّهُمْ إِلَى فِتْنَةٍ: وَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ فِتْنَةً أَعْظَمَ عَلَى هَذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ وَ لَأَيْتِكَ عَلَيْهَا وَ لَا أَعْظَمَ نَظْرًا لِنَفْسِي وَ لِدِينِي وَ لَأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ (ص) وَ عَلَيْنَا أَفْضَلُ مِنْ أَنْ أَجَاهِدَكَ، فَإِنْ فَعَلْتُ فَإِنَّهُ قُرْبَةٌ إِلَى اللَّهِ وَ إِنْ تَرَكْتَهُ فَإِنِّي أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِدِينِي وَ أَسْأَلُهُ تَوْفِيقَهُ لِإِرْشَادِ أَمْرِي،

اور تو نے لکھا کہ میں اپنے آپ اور اپنے دین اور امت جد کے بارے میں فکر کروں اور اس امت کی عصا وحدت کو نہ توڑوں اور انہیں فتنہ میں نہ ڈالوں حالانکہ میری رائے میں اس سے بڑا فتنہ اس امت کے لیے کیا ہوگا کہ تو اس امت پہ حکومت کرے اور نہ مجھے اپنے آپ اور اپنے دین اور امت جد کے بارے میں کچھ بہتر نظر آتا ہے کہ تجھ سے جہاد کروں اور اگر میں یہ کام کروں اس سے مجھے خدا کا قرب حاصل ہوگا اور اگر اسے چھوڑ دوں تو مجھے خدا سے اس دینی فریضہ کے ترک کی وجہ سے طلب مغفرت کرنا ہوگی اور اسی سے دعا ہے کہ مجھے اپنے امر کے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَقُلْتَ فِيمَا قُلْتَ إِنِّي إِنْ أَنْكَرْتُكَ تَنَكَّرْنِي وَ إِنْ أَكَّدَكَ تَكَدَّنِي: فَكِدْنِي مَا بَدَأَ لَكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ لَا يَضُرَّنِي كَيْدُكَ فِيَّ وَ أَنْ لَا يَكُونَ عَلَى

أَحَدٍ أَضَرَ مِنْهُ عَلَى نَفْسِكَ، عَلَى أَنَّكَ قَدْ رَكَبْتَ^{۱۴۱} بَجَهْلِكَ وَ تَحَرَّضْتَ
عَلَى نَقْضِ عَهْدِكَ، وَ لَعَمْرِي مَا وَفَّيْتَ بِشَرْطٍ وَ لَقَدْ نَقَضْتَ عَهْدَكَ
بِقَتْلِكَ هَؤُلَاءِ النَّفَرَ الَّذِينَ قَتَلْتَهُمْ بَعْدَ الصُّلْحِ وَ الْإِيمَانِ وَ الْعُهُودِ وَ
الْمَوَائِيقِ، فَفَتَلْتَهُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا قَاتِلُوا وَ قَتَلُوا، وَ لَمْ تَفْعَلْ ذَلِكَ بِهِمْ
إِلَّا لَذِكْرِهِمْ فَضَلْنَا وَ تَعْظِيمِهِمْ حَقًّا، فَفَتَلْتَهُمْ مَخَافَةَ أَمْرِ لَعَلَّكَ لَوْ لَمْ
تَقْتُلْهُمْ مَتَّ قَبْلَ أَنْ يَفْعَلُوا أَوْ مَاتُوا قَبْلَ أَنْ يَدْرِكُوا-

اور تونے لکھا کہ اگر میں تیرا انکار کروں تو تو میرا انکار کرے گا اور اگر میں تیرے خلاف
تدبیر کروں تو تو مجھ سے دغا کرے گا، ارے تو جو چاہے کر لے مجھے امید ہے کہ تیرے حیلے
مجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے بلکہ ان کا سب سے زیادہ ضرر تجھے خود کو ہوگا، اس لیے کہ تو اپنی
جہالت کی سواری پہ سوار ہے اور اپنے عہد و پیمان کو توڑنے کی فکر میں ہے اور مجھے اپنی زندگی
کی قسم ہے کہ تونے ایک بھی شرط پوری نہیں کی اور تونے اپنے عہد و پیمان کو اس وقت سے
توڑ دیا ہے جب سے تونے ان لوگوں کو قتل کیا جن سے تونے صلح اور عہد و پیمان کر رکھے تھے
پس تونے انکو بغیر اس کے کہ وہ کوئی جنگ کریں یا کسی کو قتل کریں تونے انہیں قتل کیا اور
اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ہمارے فضائل کو بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کا احترام
کرتے تھے اور تونے ان کو قتل کر ڈالا صرف ان خطرات کے توہم کی وجہ سے جو اگر تو ان کو
قتل نہ کرتا تو وہ تیری زندگی میں پیش نہ آتے یعنی انکے پیش آنے سے پہلے تو مر جاتا یا ایسے
اقدام سے پہلے وہ مر جاتے۔

فَأَبَشِرْ يَا مُعَاوِيَةَ بِالْقَصَاصِ وَ اسْتَيْقِنْ بِالْحِسَابِ وَ اعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
 كِتَابًا لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَ لَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا^{۱۴۲}، وَ لَيْسَ اللَّهُ بِنَاسٍ
 لَأُخَذَكَ بِالظَّنِّهِ وَ قَتَلَكَ أَوْلِيَاءَهُ عَلَى التَّهْمِ وَ نَفِيكَ أَوْلِيَاءَهُ مِنْ دُورِهِمْ إِلَى
 دَارِ الْعُرْبَةِ، وَ أَخَذَكَ لِلنَّاسِ بِنَيْعِهِ ابْنُكَ غُلَامٌ حَدَّثَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَ يَلْعَبُ
 بِالْكَتَابِ، لَّا أَعْلَمُكَ إِلَّا وَ قَدْ خَسِرْتَ نَفْسَكَ وَ تَبَرَّتْ دِينَكَ وَ غَشَشْتَ
 رَعِيَّتَكَ وَ أَخْرَبْتَ أَمَانَتَكَ وَ سَمِعْتَ مَقَالَ السَّفِيهِ الْجَاهِلِ وَ أَخْفَتِ الْوَرَعَ
 التَّقَى لَأَجْلِهِمْ - وَ السَّلَامُ.

اے معاویہ تجھے مبارک ہو ان کا حساب تجھ سے ضرور لیا جائے گا اور تجھے آخرت کے
 حساب کا یقین ہونا چاہیے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر شخص کا ایک اعمال نامہ مرتب
 ہو رہا ہے جس میں کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں جو اس میں درج نہ ہوتا ہو اور خدا کو نہیں بھولیں
 گے تیرے وہ کام جو تونے محض بدگمانیوں کی بناء پر لوگوں کو گرفتار کیا اور خدا کے اولیاء کو
 محض تہمتوں کی بناء پر قتل کیا اور انہیں ان کے گھروں سے جلا وطن کیا۔

اور لوگوں سے اپنے اس لڑکے کے لیے بیعت لی جو شراب خور ہے اور کتوں سے کھینے والا
 ہے^{۱۴۳}، میں سمجھتا ہوں کہ تونے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا ہے اور اپنے دین کو برباد

^{۱۴۲} کہف ۱۸ آیت ۴۹

^{۱۴۳} معاویہ نے اربابِ حل و عقد، مہاجرین و انصار اور بزرگ صحابہ کو نظر انداز کر کے یزید کی ولیعهدی کے لیے سعی و
 کوشش کی حکومت پانے کے اول دن سے ہی قہر و استبداد اور مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس فکر میں تھا کہ اپنے بعد یزید
 کو ولیعهد بنائے اور لوگوں سے اس سلسلے میں بہر صورت بیعت لے تاکہ اموی حکومت موروثی شکل میں دوام پیدا کرے
 ، سات سال تک اس کے لیے فضاء ہموار کی اور اپنوں کو انعام و اکرم سے نوازا کبھی دل کی بات ظاہر کی کبھی چھپائی اور چونکہ
 زیاد سخت مخالف تھا وہ ۵۳ھ میں چل بسا تو جعلی خطوط لوگوں کو دکھائے جس میں اس بات کا عہد تھا کہ معاویہ کی حکومت

یزید کو ملنی چاہیے مدائنی کے مطابق اس طرح وہ فضاء ہموار کرتا رہا، امام حسن کی زندگی میں اسے ہمت نہ ہوئی لیکن ان کے شہادت کے بعد اس نے اس کو کام کو تکمیل تک پہنچانے کا پروگرام بنالیا^{۱۳۳}

ابن کثیر لکھتا ہے: معاویہ نے ۵۶ھ میں لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دی اس بات کا ارادہ اصل میں مغیرہ بن شعبہ نے دل میں ڈالا تھا، معاویہ نے مغیرہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا، مغیرہ سخت شرمندہ ہوا یزید کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی ولیعہدی کے لیے باپ پر دباؤ ڈالے۔ یزید نے باپ سے ولیعہدی کا تقاضا کیا معاویہ کو مغیرہ کی بات پسند آئی اور کوفہ کی گورنری پر بحال کر دیا اور حکم دیا کہ اس سلسلے میں فضاء ہموار کرے، مغیرہ نے زیاد سے خط و کتابت کی چونکہ زیاد کو یزید کے فسق و فجور اور بدکاریوں کی اطلاع تھی اس لیے اس نے مخالفت کی اور اپنے دوست عبید بن کعب کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ معاویہ کو اس کام سے باز رکھے یزید نے اس کے بعد عملاً اس کام سے اختیار کر لی اور زیاد کی موت کے بعد معاویہ نے اس سلسلے میں کوشش شروع کر دی^{۱۳۴}۔

اصل میں یزید کی ولیعہدی کا ڈھونگ مغیرہ نے رچایا، معاویہ نے چاہا کہ مغیرہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن عاص کو مقرر کرے بظاہر مغیرہ نے لا تعلق کا مظاہرہ کیا لیکن یزید سے چپکے سے کہا کہ تمام مہاجرین و انصار اٹھتے جا رہے ہیں صرف ان کے صاحب زادگان ہی باقی رہ گئے ہیں ان میں آپ سب سے بہتر ہیں، ولیعہدی کے لیے کوشش کریں، معاویہ نے پوچھا: کیا یہ ممکن ہے؟ مغیرہ نے کہا: ہاں۔ پھر یزید نے اس بات کو باپ سے کہا، معاویہ نے اسے بلا کر پوچھا مغیرہ نے کہا: آپ سعی کریں کوئی مخالفت نہیں کرے گا، واپس آ کر مغیرہ نے لوگوں سے کہا: میں معاویہ کے پاؤں دلدل میں ڈال آیا ہوں جس سے کبھی نہیں نکل سکتے، امت محمد کے اس زخم کا کبھی درمان نہ ہو سکے گا۔

مغیرہ نے کوفہ پہنچ کر بنی امیہ کے ہوا خواہوں کے سامنے ولیعہدی کا معاملہ رکھا، حاضرین نے اس کی بیعت کی، دس یا اس سے زیادہ افراد کا وفد معاویہ کے پاس بھیجا ہر ایک کو تیس ہزار دیکر موسیٰ بن مغیرہ کو سربراہ وفد بنایا۔ معاویہ نے موسیٰ سے پوچھا: تمہارے باپ نے ان لوگوں کے دین کو کتے میں خریدا؟ جواب دیا: تیس ہزار میں، معاویہ نے کہا: بہت سستا رہا۔ بعض نے وفد میں چالیس افراد بھی لکھے ہیں اور سربراہ وفد اپنے بیٹے عروہ کو بنایا تھا معاویہ نے ارادہ پکا کر لیا تو زیاد کو خط لکھا زیاد نے عبید کو معاویہ کے پاس بھیج کر اس خیال سے باز رہے کیونکہ مسلمانوں کی امامت سنگین اور نازک ترین مسئلہ ہے اس کام میں احتیاط کرنی چاہیے۔

عبید نے کہا: تم معاویہ کو اس خیال سے باز نہیں رکھ سکتے، زیاد نے معاویہ کو لکھا: لوگ یزید کی بیعت کے مخالف ہیں، پہلے یزید کی بدکاریوں پر پابندی لگاؤ۔ عبید معاویہ کے پاس گیا، نتیجے میں یزید نے بہت سے سنگین پاؤں کو بظاہر ترک کر دیا زیاد کے مرنے کے بعد ایک لاکھ درہم عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا لیکن ابن عمر نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا دین اس قدر سستا نہیں ہے۔

شام میں یزید کی بیعت کی راہ ہموار کرنا

معاویہ کے حکم سے گورنروں کا وفد شام پہنچا۔ احنف بن قیس بھی ان لوگوں میں شامل تھا، معاویہ نے ضحاک بن قیس کو بلا کر کہا کہ جب میں منبر پر خطبہ ختم کر لوں تب تم مجھ سے تقریر کی اجازت مانگنا پھر تقریر کے درمیان یزید کی تعریف کر کے مجھ سے اس کی ولیمہ کی مطالبہ کرنا کیونکہ میں یہ تہیہ کر چکا ہوں کہ یزید کو اپنا جانشین بنا دوں۔ اس سلسلے میں خدا سے دعا ہے کہ بخیر معاملہ طے ہو جائے پھر عبدالرحمن بن عثمان ثقفی، عبداللہ بن سعدہ فزاری، ثور بن معن سلمی اور عبداللہ بن عصام کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم لوگ ضحاک کی تائید کرنا اور یزید کی جانشینی کا مجھ سے مطالبہ کرنا۔

معاویہ نے تقریر کی اور جیسا اس نے پروگرام بنایا تھا لوگوں نے اس سے یزید کی جانشینی کا مطالبہ کیا معاویہ نے کہا کہ احنف کہا ہے؟ کیا تم تقریر نہیں کرو گے؟ اس نے تقریر میں کہا: لوگ سخت آزمائش میں مبتلا ہیں اے امیر! آپ کا چل چلاو ہے اس لیے غور کر لے کہ اپنے بعد کسے اپنا جانشین بناتے ہو؟ معاشرے کے مفادات کو سامنے رکھو اور دیکھو کہ کس قدر لوگوں کی اطاعت حاصل کرتے ہو جب تک امام حسنؑ زندہ ہیں لوگ یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔^{۱۳۳}

یہ سن کر ضحاک نے غصے میں کھڑے ہو کر کہا: عراق والے منافق ہیں وہ اتحاد کی بجائے تفرقے کو اختیار کرتے ہیں انکا دین ان کی خواہش ہے، غرور اور نادانی ان کا شعار ہے، خدا کا ذرا بھی لحاظ نہیں اٹھیں گے، دوستوں کے لیے مفید نہیں، دشمن کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچاتے، ان کی باتوں پر توجہ نہ دیں، امام حسن کو بھلا ایسی خلافت سے کیا مطلب؟ معاویہ جسے چاہے اپنا جانشین بنائے۔

احنف نے کھڑے ہو کر کہا: امیر! تو سمجھدار ہے، تو نے امام حسنؑ سے صلح میں کچھ عہد و پیمانہ کیا ہے، تو عراقیوں کو زور و زبردستی سے قبضہ میں نہیں کر سکتا، اگر تو نے امام حسنؑ سے بد عہدی کی تو امام حسنؑ کی پشت پر شہسواروں کی فوج ہے، اگر تو اچھی طرح جانتا ہے کہ عراقی تجھ سے دشمنی رکھتے ہیں وہ کبھی تیرے دوست نہیں، پھر یہ کہ امام حسنؑ اور ان کے والد امام علیؑ کی مدح میں آیات نازل ہوئی ہیں جن کی وجہ سے لوگ ان کے دوستدار ہیں جنگ صفین کے کینے تیرے خلاف آج بھی برقرار ہیں، خدا کی قسم! عراق والے حضرت امام علیؑ سے زیادہ امام حسنؑ سے بھی محبت کرتے ہیں۔

پھر عبدالرحمن نے اٹھ کر یزید کی تعریف کی اور معاویہ کو جانشینی پر ابھارا، معاویہ نے کھڑے ہو کر کہا: لوگو! شیطان کے دوستوں نے محاذ قائم کر رکھا ہے انہیں کی زبان سے بولتا ہے، فتنہ و فتناء پیدا کرتا ہے یہ اس وقت تک راہ راست پر نہیں آئیں گے جب تک ذلت و مصیبت سے دوچار نہ ہوں، پھر ضحاک کو کوفہ اور عبدالرحمن کو عراق کا گورنر بنا دیا، اس وقت احنف بن قیس نے کہا: اے امیر! تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یزید دن رات کیسی حرکتیں کرتا ہے؟ کہاں آتا جاتا ہے؟ لہذا خوشنودی خدا کا تقاضا ہے کہ اس بارے میں امت سے مشورہ کریں جبکہ تو خود آخرت کا رخ کر چکا ہے یزید کے لیے دنیا مت سنوار، کیونکہ آخرت صرف عمل صالح سے سنورتی ہے سمجھ لے کہ اگر تو نے یزید کو امام حسن و امام حسین سے مقدم کیا اور

اسے ان پر فضیلت دی حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ کس مرتبے پر فائز ہیں تو خدا کے سامنے کوئی عذر نہیں ہوگا ہمارا کام تو خدا کے احکام پر عمل کرنا ہے۔^{۱۳۳}

ابوالفرج اصفہانی لکھتا ہے کہ معاویہ نے یزید کی بیعت یعنی چاہی تو سب سے بڑی رکاوٹ امام حسن اور سعد بن ابی وقاص تھے اس لیے اس نے ان دونوں کو زہر دلا دی۔^{۱۳۳}

عبدالرحمن بن خالد اور یزید کی بیعت

معاویہ نے ایک دن شامیوں کے سامنے تقریر کی: لوگو! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اس لیے چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا جانشین بنادوں، تم لوگ اپنی رائے دو، لوگوں نے عبدالرحمن بن خالد کا نام لیا، معاویہ کو سخت ناگوار گزرا لیکن اپنا غصہ پی گیا، کچھ دن بعد عبدالرحمن بیمار ہوا معاویہ نے اپنے یہودی طبیب "ابن آثال" کو بھیج کر تاکید کی کہ شربت میں زہر گھول کر پلا دے، شربت پیتے ہی اس کے کلیجے کے ٹکڑے گرنے لگے، اسی اثر سے وہ مر گیا، کچھ دن بعد مہاجر بن خالد نے رات کو اس طبیب کو قتل کر دیا۔

آغانی میں ہے کہ لوگوں نے مہاجر کو قید کر کے معاویہ کے پاس پیش کیا، معاویہ نے پوچھا: میرے طبیب کو کیوں مارا؟ مہاجر نے کہا: ابھی تو حکم پر عمل کرنے والے کو قتل کیا ہے، حکم دینے والے کو قتل کرنا باقی ہے۔^{۱۳۳}

سعید بن عثمان

عثمان کے بیٹے سعید نے ۵۵ھ خراسان کی گورنری مانگی تو معاویہ نے کہا: وہاں کا گورنر ابن زیاد ہے، سعید نے کہا: میرے باپ کی وجہ سے تو اس مرتبے تک پہنچا ہے تجھے ان کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہیے، تو یزید کو مجھ پر برتری دیتا ہے حالانکہ میرے ماں باپ اس کے ماں باپ سے افضل ہیں۔

معاویہ نے کہا: میں نے عثمان کا حق اس کی خونخواری کا مطالبہ کر کے ادا کر دیا جہاں تک ماں باپ کے افضل ہونے کا سوال ہے تو عثمان و نائلہ مجھ و میری بیوی سے افضل ہیں اب تیری برتری کی بات مہمل ہے میں یزید پر تجھے برتری نہیں دیتا۔

یزید نے کہا: اے امیر! یہ تیرا چچا زاد بھائی ہے تجھے اس کے معاملے میں غور کرنا چاہیے۔^{۱۳۳}

بیعت کے متعلق معاویہ کے خطوط

معاویہ نے مروان کو خط لکھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اس لیے اپنے بعد اختلاف امت سے بچنے کے لیے کسی کو جانشین بنانا چاہتا ہوں لیکن مدینے والوں کی رائے کے بغیر یہ بات طے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ان لوگوں کے سامنے اس معاملے کو پیش کر اور ان کے جواب کو مجھے لکھ۔

مروان نے لوگوں کو اطلاع دی، لوگوں نے کہا: اچھی بات ہے لیکن معاویہ کو نام بھی پیش کرنا چاہیے۔

مروان نے معاویہ کو خط لکھا تو اس نے یزید کا نام پیش کیا۔ جب یہ بات مدینے والوں کو معلوم ہوئی کہ معاویہ اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنانا چاہتا ہے تو عبدالرحمن بن ابی بکر نے تقریر کی: خدا کی قسم! اے مروان! تو نے غلط کہا، معاویہ بھی غلطی پر ہے

اور تم لوگ بہترین شخص کو چھوڑ کر حکومت کو شہنشاہت میں بدلنا چاہتے ہو، مروان نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا: اسی شخص کے لیے قرآن میں مذمت ہے: جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا تم پر وائے ہو، یہ سن کر عائشہ نے پس پردہ کہا: تو نے اس کے لیے ایسی بات کہی، خدا کی قسم! تو جھوٹا ہے، یہ آیت فلاں شخص کے لیے نازل ہوئی، البتہ تیرے اوپر نبی اکرم ﷺ نے بارہ لعنت کی ہے^{۱۳۳}۔

امام حسین نے کھڑے ہو کر معاویہ کی تجویز کی مذمت کی اور عبداللہ بن عمرو ابن زبیر نے بھی مذمت کی، مروان نے سارا قصہ معاویہ کو لکھ بھیجا اس سے پہلے معاویہ نے اپنے گورنروں کو خط لکھ کر یزید کی تعریف کرنا شروع کر دی تھی اور انہیں تاکید کی تھی کہ اس سلسلے میں اپنے یہاں سے وفود بھیجیں اس حکم کے مطابق محمد بن عمرو مدینے سے اور احنف بن قیس بصرے سے آیا، محمد نے معاویہ سے کہا: ہر حاکم پر ذمہ داری ہے کہ امت محمدی کے لیے کیسے شخص کو حاکم بناتا ہے اس کی باتوں سے معاویہ سخت برہم ہوا اور اسے واپس کر دیا اور احنف کو حکم دیا کہ یزید سے ملے جب وہ واپس آیا تو پوچھا: اپنے بھائی کو کیسا پایا؟

احنف نے جواب دیا: میں نے اس کو عیش و نشاط میں ڈوبا ہوا جوان پایا، کچھ دن بعد جب تمام گورنر جمع ہوئے ضحاک بن قیس سے کہا: میں کچھ تقریر کرنا چاہتا ہوں جب ختم کرو تو تم مجھ سے بیعت یزید کا تقاضا کرنا، معاویہ نے اپنی تقریر میں اسلامی انتظام کی اہمیت نیز حق و خلافت کے متعلق تقریر کی، درمیان میں یزید کا نام بھی لایا اور اس کے متعلق لوگوں کو ابھارا۔ ضحاک نے اٹھ کر حمد و ثناء خدا کے بعد کہا: لوگ آپ کے بعد ایک حاکم کے محتاج ہیں اور تجربوں نے ہم کو بتا دیا کہ اتحاد ملت خونریزی کو روکتا ہے اور اسی میں امن و صلاح ہے، جیسا تم جانتے ہو کہ یزید خوش اخلاق اور نیک چلن ہے، علم، حلم اور تدبیر سے بھی آراستہ ہے، تم اس کو اپنا ولی عہد بنا دو تا کہ تیرے بعد ہمارا پشت پناہ ہو، عمرو بن سعید اشدق نے بھی ایسی تقریر کی پھر یزید بن مقفع نے کہا: اے امیر! اگر لوگ یزید کو ناپسند کریں گے تو تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا: یہ ان کے لیے ہے۔

معاویہ نے کہا: بیٹھ جا، تو شہنشاہ خطابت ہے۔

اس کے بعد تمام گورنروں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا، بعد میں معاویہ نے احنف سے رائے مانگی تو اس نے کہا: اگر صحیح رائے دوں تو تجھ سے ڈرتا ہوں اور غلط رائے دوں تو خدا سے ڈرتا ہوں، تو یزید کو مجھ سے بہتر جانتا ہے کہ اس کی آمد و رفت کہاں ہے؟ اس کی چال ڈھال کیسی ہے؟ اگر خدا کی خوشنودی چاہیے تو اس سے باز آ، ہم تو بہر حال اطاعت کرنے والے ہیں۔ ایک شامی نے کہا: پتہ نہیں، یہ عراقی دیہاتی کیا بلتا ہے؟ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ تلوار کے زور سے تیری بات منوائیں، اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے، معاویہ نے دوستوں کو انعام و اکرام سے نوازا اور مخالفوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا، اس طرح زیادہ تر لوگ بیعت یزید کے لیے آمادہ ہو گئے^{۱۳۳}۔

مدینہ کے گورنر سعید بن عاص کو معاویہ نے خط لکھا لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دے اور جو لوگ آمادہ ہوں یا انکار کریں ان کے نام مجھ لکھ بھیج۔ خط ملتے ہی سعید نے سختی سے عمل کیا لیکن چند افراد کے علاوہ کسی نے بیعت نہیں کی، خاص طور پر بنی ہاشم کی کسی ایک فرد نے بھی بیعت نہیں کی۔ سعید نے تمام واقعہ معاویہ کو لکھا کہ لوگ اس سے کترارے ہیں۔ بنی ہاشم کے کسی ایک فرد نے بھی بیعت نہیں کی، سب سے زیادہ مخالفت میں آگے آگے عبداللہ بن زبیر ہے، اگر میرے پاس کافی جنگی سوار ہوتے تو اسے پکڑتا، اب تو حالات سے سپٹ لے۔

معاویہ نے ابن عباس، ابن زبیر، عبداللہ بن جعفر اور امام حسینؑ کو بھی خطوط لکھے اور سعید کو تاکید کی کہ ان کے جوابات میرے پاس بھیج، سعید کو جواب دیا: تیرے خط سے معلوم ہوا کہ مدینے قطعی بے اعتنائی برت رہے ہیں، خاص طور پر بنی ہاشم، ابن زبیر کی رائے بھی معلوم ہو چکی ہے، میں نے رسوا کو خط لکھ دیا ہے، ان کے جواب مجھے بھیج دو، سب سے زری سے پیش آؤ، اپنا ارادہ مستحکم رکھو، خاص طور سے امام حسین کا احترام ملحوظ رکھو کیونکہ وہ تمہارے رشتہ دار ہیں اور ان کا عظیم حق ہماری گردنوں میں ہے، کسی مسلمان کو ان کے حق سے انکار نہیں، وہ شیر دل اور بہادر ہیں مجھے ڈر ہے کہ اگر تو نے ان سے بحث کی تو شکست کھا جاوے گا لیکن ابن زبیر درندہ ہے وہ روڑا اٹکائے گا، اس سے احتیاط کرو، میں خود جلدی آرہا ہوں۔

معاویہ نے عبداللہ بن جعفر کو خط لکھا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہیں دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں، تمہارے خاندان پر میری عنایت ہے لیکن مجھے تمہارے متعلق ناخوشگوار اطلاع ملی ہے، اگر تم نے یزید کی بیعت کی تو شکریہ ادا کروں گا ورنہ مجبور کروں گا۔

عبداللہ بن جعفر نے جواب دیا: تو نے لکھا ہے کہ مجھے دوسروں پر ترجیح دیتا ہے، اگر ایسا کرتا ہے تو اپنی خوشبختی کا سامان کرتا ہے اور اگر ہاتھ روکتا ہے تو تقصیر کرتا ہے، تو نے لکھا کہ مجھے بیعت کے لیے مجبور کرے گا تو سن لے اپنی جان کی قسم! کل میں نے تجھے اور تیرے باپ کو اسلام لانے کے لیے مجبور کیا تھا اور تو بے رغبت اور مجبوری کے ساتھ مسلمان ہوا تھا^{۱۳۳}۔

معاویہ نے ابن زبیر کے خط میں کچھ اشعار لکھے جن کا مفہوم یہ تھا: میرے علم و بر باری سے تو بہت گستاخ ہو گیا ہے، تو دوغلا پن کر رہا ہے، تجھ سے پہلے ابلیس نے بھی دوغلا پن کیا تھا اور اس نے خود اپنا نقصان کیا، وہ معزز و محترم تھا پھر ملعون ہو گیا۔

ابن زبیر نے جواب میں یہ اشعار لکھے: ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جس نے ظالموں کو رسوا کیا ہے، جو شخص خدا کے علم و بر باری کے مقابلے میں گناہ کی جسارت کر رہا ہے کیا وہ مغرور ہو گیا ہے، اگر تو نے اپنے منصوبے پر عمل کیا تو میں تلوار سے جواب دوں گا^{۱۳۳}۔

بیعت زید کے لیے معاویہ کا مدینہ میں پہلا سفر معاویہ نے ۵۰ھ میں حج اور رجب ۵۶ھ میں عمرے کا سفر کیا، دونوں سفر میں اس کا خاص مقصد زید کی بیعت کے لیے فضا ہموار کرنا تھا، اس نے اس سلسلے میں بات چیت کی اور اصحاب و معزز شخصیات سے تبادلہ خیال کیا۔ پہلے سفر کی تفصیل یہ ہے کہ معاویہ ۵۰ھ میں مدینے آیا، لوگ اس کے استقبال کے لیے آئے، جب وہ ایک گھر میں بیٹھا تو عبداللہ بن عباس، ابن جعفر، ابن عمر، ابن زبیر کے پاس آدمی بھیج کر بلوایا، پھر اپنے دربان کو حکم دیا کہ جب یہ لوگ میرے پاس ہیں کسی کو اندر نہ آنے دینا، جب یہ لوگ بیٹھے تو معاویہ نے خدا کا شکر ادا کیا اور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا پھر کہا: میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ زید کو اپنا جانشین بنا دوں، مجھے امید ہے کہ تم لوگ بھی اسے پسند کرو گے، میں حسن و حسین کی موجودگی میں اسے لیے یہ بات نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ لوگ فرزند رسول ﷺ ہیں، اب تم لوگ امیر کے سامنے رائے دو۔

ابن عباس نے حمد و ثناء کے بعد کہا: ہم نے تیری بات سنی، خدا نے اپنے نبی پاک ﷺ کو وحی کے ذریعے امت کی تبلیغ پر معین کیا، اس لیے انہیں کے خاندان کے لوگ حکومت کے زیادہ حق دار ہیں، امت کو حکم رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

ابن جعفر نے تقریر کی کہ قرآن کی روشنی میں یہ خلافت رسول ﷺ کے قرابت داروں کا حق ہے اور اگر ابو بکر و عمر کے طریقے پر عمل کیا جائے تو خاندان رسول کے افضل شخص کو حکومت اسلامی سپرد کرنی چاہے، خدا کی قسم! اگر لوگوں نے ایسا ہوتا تو اسلام ہمیشہ ترقی کرتا رہتا، اور حکم خدا پر عمل ہوتا رہتا، آپس میں اختلاف و کشت و خون بھی نہ ہوتا، تجھے اس سلسلے میں لوگوں کی مصلحت کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن تیری باز پرس ہوگی، تو نے امام حسن و حسین کو دعوت نہ دیکر اچھا نہیں کیا، ان دونوں کی مرضی کے بغیر یہ کام مکمل بھی نہیں، تو جانتا ہے کہ وہ معدن علم و فضیلت ہیں خواہ ماں یا نہ۔

ابن زبیر نے یہ کہا: خدا نے اپنے نبی کے ذریعے ہمیں اسلام سے بہرہ مند کیا، یہ خلافت صرف قریش کا حق ہے جو پسندیدہ کردار سے آراستہ ہوں، اس لیے اے معاویہ! تجھے خدا سے ڈرنا چاہیے اور اپنے رحم کرنا چاہیے کیونکہ یہ رسول اکرم کے چچا زاد ابن عباس ہیں اور یہ ذوالجناحین جعفر کے فرزند عبداللہ ہیں اور میں ابن زبیر ہوں رسول کی پھوپھی کا بیٹا، خود امام علی نے امام حسن و حسین جیسے فرزند چھوڑے ہیں جنکی عظمت سے تو اچھی طرح واقف ہے لہذا خدا سے ڈر اور اپنے ہمارے درمیان خود ہی انصاف کر۔

اس کے بعد ابن عمر نے تقریر کی کہ خدا نے اپنے رسول پاک کے ذریعے ہمیں عزت و افتخار سے نوازا، یہ خلافت ایرانی و رومی شہنشاہت کی طرح نہیں کہ باپ اپنے بیٹے کو جانشین بنا دے، اگر ایسا ہوتا تو اپنے بعد کے میں خلیفہ ہوتا، انہوں نے چھ افراد پر مشتمل شوری کے ذریعے خلیفہ منتخب کیا، یہ خلافت تمام قریش کا حق ہے اور ان میں جو نیک صالح ہو اور مسلمان اس پر

راضی ہوں اور قریش کے جوانوں کو چاہتا ہے تو بیزید قریش کا جوان ہے، تجھے خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے تیار ہونا چاہیے۔

اس وقت معاویہ نے کہا: میں نے اپنی بات کہی اور تم نے اپنی بات کہی، حقیقت یہ ہے کہ باپ چلے گئے اور بیٹے رہ گئے، مجھے ان اصحاب کے بیٹوں کے مقابلے میں اپنا بیٹا زیادہ عزیز ہے، پھر یہ اگر تم میرے بیٹے سے ملاقات کرو تو بات کرنے میں تیز طرار پاؤ گے۔ حکومت، بنی عبد مناف کا حق ہے کہ وہ نبی اکرم کے رشتہ دار ہیں لیکن نبی پاک کی وفات کے بعد لوگوں نے ابو بکر و عمر کو بغیر اس کے کہ ان کے خاندان میں بادشاہی رہی ہو منصب حکومت دے دیا پھر یہ کہ انہوں نے اچھا طریقہ اپنایا اس کے بعد حکومت بنی عبد مناف میں پلٹ آئی اور قیامت تک اسی خاندان میں رہے گی۔

ابن زبیر و ابن عمر! سن لو خدا تمہیں اس حکومت سے محروم کر چکا ہے لیکن میرے یہ دونوں چچا زاد بھائی ابن عباس و ابن جعفر حکومت سے بہر حال وابستہ ہیں ان شاء اللہ۔

پھر معاویہ نے کوچ کا حکم دیا اور بیعت بیزید کی کوئی بات نہیں کی اور موافق اور مخالف افراد کے وظائف بھی بند نہیں کئے اور شام چلا گیا^{۳۳}۔

اس واقعے کو دوسری طرح بھی نقل کیا گیا ہے کہ جب معاویہ حج کے قصد سے مدینے میں آیا تو مدینے کے جوان، بوڑھے، عورت و مرد سبھی پیادہ و سوار ہو کر استقبال کے لیے نکلے، معاویہ نے ان سے ملاقات کی اور نرم کلامی اور رضا جوئی کی ہر ممکن کوشش کی، اور خوش آمدید کے لیے آنے والوں سے کہا کہ فقط تمہاری محبت اور شوق ملاقات میں یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر کیا ہے تاکہ نبی اکرم ﷺ کے ہمسائے میں رہنے والی کی زیارت کر سکوں، جواب میں بہت سے لوگوں نے خوش آمد کی باتیں کیں، معاویہ مقام "جرف" پہنچا تو امام حسینؑ و ابن عباس سے ملاقات ہوئی، دونوں کی طرف اشارہ کر کے معاویہ نے کہا: یہ دونوں بنی عبد مناف ہیں، پھر ان دونوں سے خصوصی توجہ سے باتیں کیں، اعزاز و اکرام کا لحاظ کیا، مدینہ پہنچے تو امام حسینؑ اپنے گھر اور ابن عباس مسجد چلے گئے اور معاویہ شامی کی کثیر جماعت کے ساتھ حضرت عائشہ سے ملنے چلا گیا، عائشہ نے تنہا اندر آنے کی اجازت دی تو جب ان کے پاس پہنچا تو وہاں صرف حضرت عائشہ کا غلام ذکوان موجود تھا، حضرت عائشہ نے کہا: تجھے ڈر نہیں لگا کہ میں اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کا بدلہ لینے کے لیے کسی کو تیری گھات میں بٹھا دیتی جو تجھے قتل کر دیتا۔

معاویہ نے کہا: آپ ایسا ہرگز نہ کرتیں، پوچھا: کیوں؟ جواب دیا: چونکہ میں نبی اکرم کے گھر آیا ہوں جو امن کا گھر ہے، پھر حضرت عائشہ نے ہمد خدا کے بعد کہا: تجھے ابو بکر و عمر کی پیروی کرنی چاہیے۔

معاویہ خاموش رہا اور حضرت عائشہ کے سامنے ان کی تعریف کرنے لگا: اے ام المؤمنین! آپ نے ہمیں خدا و رسول ﷺ کی معرفت کرائی، آپ اس لائق ہیں کہ آپکی ہر حال میں اطاعت کی جائے لیکن بیزید کی بیعت کا معاملہ خدا کی

کیا ہے اور اپنی رعیت سے دھوکہ کیا ہے اور اپنی امانت کو خراب کر دیا ہے اور بے وقوف و جاہلوں کی باتوں میں آگیا ہے اور ان کی وجہ سے متقی و پرہیزگار افراد کو خوف و دہشت میں مبتلا کر رہا ہے، والسلام۔

فَلَمَّا قَرَأَ مُعَاوِيَةُ الْكِتَابَ، قَالَ: لَقَدْ كَانَ فِي نَفْسِهِ ضَبٌّ مَّا أَشْعُرُ بِهِ. فَقَالَ يَزِيدُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَجِبْهُ جَوَابًا تُصْغِرُ إِلَيْهِ نَفْسَهُ وَ تَذَكُرُ فِيهِ أَبَاهُ بَشَرًا فَعَلَهُ! قَالَ، وَ دَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَمَا رَأَيْتَ مَا كَتَبَ بِهِ الْحُسَيْنُ قَالَ وَ مَا هُوَ قَالَ، فَأَقْرَأَهُ الْكِتَابَ، فَقَالَ وَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُجِيبَهُ بِمَا يُصْغِرُ إِلَيْهِ نَفْسَهُ وَ إِنَّمَا قَالَ ذَلِكَ فِي هَوَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ يَزِيدُ كَيْفَ رَأَيْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأَيْتَ فَضَحَكَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ أَمَا يَزِيدُ فَقَدْ أَشَارَ عَلِيٌّ بِمِثْلِ رَأْيِكَ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَدْ أَصَابَ يَزِيدُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ أَخْطَأْتُمَا أَرَأَيْتُمَا لَوْ أَنِّي ذَهَبْتُ لَعَيْبِ عَلِيٍّ مُحَقَّقًا مَا عَسَيْتُ أَنْ أَقُولَ فِيهِ، وَ مِثْلِي لَا يُحْسِنُ أَنْ يَعِيبَ بِالْبَاطِلِ وَ مَا لَا يَعْرِفُ، وَ مَتَى مَا عَيْبْتُ رَجُلًا بِمَا لَا يَعْرِفُهُ النَّاسُ لَمْ يَحْفَلْ بِصَاحِبِهِ وَ لَا يَرَاهُ النَّاسُ شَيْئًا

MANZAR AELIYA

تقدیر میں واقع ہوا ہے لوگوں کو ان اس میں کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ سب لوگ اس کی بیعت کر چکے ہیں اور اس کی اطاعت کا پیمانہ باندھ چکے ہیں۔

جب حضرت عائشہ نے دیکھا کہ وہ زید کی بیعت کا مصمم ارادہ کر چکا ہے تو کہنے لگیں: دیکھ خدا سے ڈر، اور مسلمانوں کے حق میں نامناسب و یہ اختیار نہ کر، جلدی بازی کا انجام، برا ہوتا ہے۔ معاویہ اٹھنے لگا تو حضرت عائشہ نے کہا: تو نے حجر وان کے نیک و پارسا ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ معاویہ نے جواب دیا: اس معاملے کو ہم اور حجر پر چھوڑیں، ہم قیامت میں سمجھ لیں گے۔ ذکوان کے بازو کا سہارا لینے گھر سے باہر نکل آیا اور کہا: نبی اکرم ﷺ کے بعد ایسا خطیب نہیں دیکھا اور اپنی قیام گاہ میں پہنچ گیا۔

۱۳۳۔ رجال الکشی، ص: ۵۲۔

كَذَّبُوهُ، وَ مَا عَسَيْتُ اَنْ اُعِيْبَ حُسَيْنًا، وَ وَاللّٰهَ مَا اَرٰى لِلْعَيْبِ فِيْهِ مَوْضِعًا
وَ قَدْ رَأَيْتُ اَنْ اَكْتُبَ اِلَيْهِ اَتُوْعَدُّهُ وَ اَتَهْدِدُهُ ثُمَّ رَأَيْتُ اَلَّا اَفْعَلَ وَ لَا اَمَحَلَّهُ.

جب معاویہ نے امام حسین بن علیؑ کا خط پڑھا تو کہنے لگا ان کا سینہ مخفی کینے سے لبریز تھا جسے میں نہیں جانتا تھا، اور بیزید سے کہا: اے امیر! ان کا ایسا جواب لکھو کہ جس میں انکے نفس کی ذلت اور انکے والد کے برے اعمال کو ذکر کرو، اسی اثنا میں عبداللہ بن عمرو بن عاص آگیا اور معاویہ نے اس سے کہا: کیا تو نے حسین بن علیؑ کا یہ خط نہیں دیکھا، اس نے کہا: کیا ہے؟ معاویہ نے کہا: اسے پڑھ، اس نے کہا: تجھے کیا مانع ہے انہیں ایسا خط لکھ جس میں انکے نفس کی ذلت ہو، اس نے یہ معاویہ کی محبت میں کہا، تو بیزید کہنے لگا: اے امیر! تجھے میری رائے کیسی لگی، معاویہ نے ہنس کر جواب دیا: بیزید نے تیری طرح مشورہ دیا ہے، عبداللہ کہنے لگا: بیزید نے صحیح مشورہ دیا ہے۔

اس وقت معاویہ نے کہا: تم دونوں غلط کہہ رہے ہو، اگر میں زندگی بھر علی کے عیب تلاش کروں تو یقیناً مجھے ان کا کوئی عیب نہیں ملے گا اور میں کوئی جھوٹا اور باطل عیب لگانا نہیں چاہتا، کیونکہ جب میں ایسا عیب لگاؤں جو لوگ نہیں جانتے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، بلکہ لوگ مجھے ہی جھٹلائیں گے، اور میں حسین میں بھی کوئی عیب نہیں لگا سکتا، خدا کی قسم مجھے ان میں کوئی عیب نظر نہیں آتا، ہاں میری رائے یہ ہے کہ انکو دھمکی اور تہدید آمیز خط لکھوں مگر یہ بھی نہیں کر رہا (کہ اس سے ان کی تقویت ہوگی)۔

خزیمہ بن ثابت ۱۴۵

۱۰۰ رُوِيَ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ دُكَيْنٍ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَبَّاسِ الشَّامِيُّ،
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ لَمَّا قُتِلَ عَمَّارٌ دَخَلَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ فُسْطَاطَهُ وَطَرَحَ
عَنْهُ سِلَاحَهُ ثُمَّ شَنَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

ابو اسحاق سے منقول ہے کہ جب عمار (صفین میں) شہید ہوئے تو خزیمہ بن ثابت ان کی قتل
گاہ میں آئے اور ان سے اسلحہ کر کے ان پر پانی ڈالا، پھر غسل کیا اور جنگ کرنے لگے یہاں تک
کہ شہید ہو گئے۔

۱۰۱ و رُوِيَ أَبُو مَعَشَرَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: مَا
زَالَ جَدِّي بِسِلَاحِهِ يَوْمَ الْجَمَلِ وَ يَوْمَ الصَّفِينِ حَتَّى قُتِلَ عَمَّارٌ، فَلَمَّا قُتِلَ

MANZAR AELIYA

۱۴۵۔ الطبقات الکبریٰ (ابن سعد) ص ۳۷۸، المعرفۃ والتاریخ ص ۳۸۰، المرح والتعدیل ص ۳۸۱، اختیار معرفۃ الرجال
ص ۵۲، مشاہیر علماء الأمصار ص ۷۷، الثقات ص ۳۷۷، المعجم الکبیر للطبرانی ص ۸۳، المستدرک للحاکم ص ۳۸۵،
جمہور انساب العرب ص ۳۳۴، رجال الطوسی ص ۱۹، الاستیعاب ص ۲۱۶، صفیۃ الصفوۃ ص ۲۹۳، إسد الغابۃ ص ۱۱۴، تہذیب
الاسماء واللغات ص ۱۷۵، تہذیب الکمال ص ۸، سیر اعلام النبلاء ص ۲۸۵، تاریخ الاسلام للذہبی (عہد الخلفاء) ص ۵۶۴،
الوفانی بالوفیات ص ۳۱۰، مرآة الجنان ص ۱۰۱، البدایۃ والنہایۃ ص ۳۲۲، الاصابۃ ص ۴۲۵، تہذیب التہذیب
ص ۳۰، کنز العمال ص ۳۷۹، شذرات الذهب ص ۴۵، الدرجات الرفیعیۃ ص ۳۱۰، تنقیح المقال: ص ۳۹۷، ۳۶۷،
إعیان الشیعۃ ص ۶، ۳۱۸ و ۸، ص ۳۷۴، معجم رجال الحدیث: ص ۷۷۔

عَمَّارٌ سَلَّ سَيْفَهُ وَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ
الْبَاغِيَةُ^{۱۳۶} فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمَا.

ابو معشر نے خزیمہ بن ثابت کے پوتے محمد بن عمارہ سے روایت کی کہ میرے دادا جنگ جمل
و صفین میں اسلحہ اٹھائے رہے (اور جنگ نہیں کی^{۱۳۷}) یہاں تک کہ عمار (صفین میں) شہید
ہوئے۔

جب عمار (صفین میں) شہید ہوئے تو تلوار سونت لی اور کہنے لگے: میں نے نبی اکرم ﷺ
سے سنا تھا کہ اے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کریگا، اور جنگ کرنے لگے، یہاں تک کہ شہید
ہو گئے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

^{۱۳۶}۔ رجال الکثی، ص: ۵۳

^{۱۳۷}۔ تنقیح المقال، ج ۲۵، ص ۲۷۷-۲۸۸



عبداللہ بن عباسؓ ۱۴۸

۱۴۸۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۲ ص ۳۶۵، التاريخ الکبیر ۵ ص ۲، المعارف ۳، المعرفة والتاریخ ۱ ص ۲۱۷، رجال البرقی ۲، الجرح والتعديل ۵ ص ۱۱۶، الثقات لابن حبان ۳ ص ۲۳۸، مشاہیر علماء الأمصار ۲۸ ن ۱۷، المعجم الکبیر للطبرانی ۱ ص ۲۳۲، المستدرک حاکم ۳ ص ۵۳۳، حلیۃ الأولیاء ۱ ص ۳۱۴، اصحاب القتیبا من الصحابة والتابعین ۴۳ ن ۷، رجال الطوسی ۲ ص ۶، تاریخ بغداد ۱ ص ۱۷۳، الاستیعاب ۲ ص ۳۴۲-۳۴۹، طبقات الفقهاء للشیخ الرازی ۳۹ و ۴۲ و ۴۶ و ۴۸ و ۴۹، صفیة الصفوة ۱ ص ۳۱۴، أسد الغابۃ ۳ ص ۱۹۲، تہذیب الأسماء واللغات ۱ ص ۲۷۴، رجال ابن داود ۱۲۱ ن ۸۸۰، رجال العلایة الحلی ۱ ص ۱۰۳، تہذیب الکمال ۱ ص ۱۵۴، سیر اعلام النبلاء ۳ ص ۳۳۱، العبر ۱ ص ۵۶، تذکرة الحفاظ ۱ ص ۴۰، تاریخ الإسلام للذہبی (سنہ ۶۸ھ) ۱ ص ۱۳۸، نکت الہیمان ۱ ص ۱۸۰، الوانی بالوفیات ۷ ص ۲۳۱، مرآة الجنان ۱ ص ۱۴۳، البدایة والنہایة ۸ ص ۲۹۸، الجواهر المصنفة ۲ ص ۴۱۵، تہذیب التہذیب ۵ ص ۲۷۶، تقریب التہذیب ۱ ص ۴۲۵، الاصابہ ۲ ص ۳۲۲-۳۲۶، شذرات الذهب ۱ ص ۲۵، مجمع الرجال قسبائی ۳ ص ۲۴، جامع الرواة ۱ ص ۴۹۴، تنقیح المقال ۲ ص ۱۹۱ ن ۶۹۲، اعیان الشیعة ۸ ص ۵۵-۵۷، الأعلام ۴ ص ۹۵، معجم رجال الحدیث ۱ ص ۲۲۹ ن ۶۹۴۳، قاموس الرجال ۶ ص ۳۔

عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی، نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد تھے جو شعب ابی طالب میں ہجرت سے تین سال پہلے اس وقت پیدا ہوئے جب بنو ہاشم محاصرے کی حالت میں تھے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ، امام علیؓ، ابی بن کعب، عمار بن یاسر، ابوذر غفاری اور بریدہ بن حصیب سلمی وغیرہ سے روایت کی اور ان سے سعید بن جبیر، ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف، ابو طفیل عامر بن واہد، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، ابو شعثاء جابر بن زید وغیرہ نے روایت کی۔ وہ فقیہ، مفتی، محدث اور مفسر تھے انہوں نے سب سے پہلے امام علیؓ سے منقول تفسیر کو املاء کیا اور ان کے کثرت علم و دانش کو دیکھتے ہوئے انہیں "بحر" اور "حبر" کے القاب دیئے گئے اور وہ ایک فصیح و بلیغ خطیب اور قدرت مند مناظر تھے اور خلفاء ان سے مشورہ لیا کرتے اور ان کے زمانے میں وہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ عطاء کا کہنا ہے: میں نے ابن عباس کی محفل سے بڑھ کر کوئی باعظمت محفل نہیں دیکھی، صاحبان قرآن ان سے قرآن کے بارے میں سوال کرتے تھے اور شعر و ادب کا ذوق رکھنے والے ان سے اشعار کے بارے میں سوال کرتے تھے اور فقہ اور احکام کا شغف رکھنے والے ان سے احکام کے بارے میں سوال کرتے تھے اور وہ ان سب کو بہترین جواب دیا کرتے تھے۔

ابن عباس، امام علیؑ کے بے حد محبت کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کے دامن سے متمسک رہے اور ان سے پوچھا گیا: تیرے علم کی نسبت تیرے چچا زاد کے علم سے کیا ہے؟ کہنے لگے: جیسے بارش کے ایک قطرے کو وسیع سمندر سے ہوتی ہے۔ انہوں نے امام علیؑ کے ساتھ تمام معرکوں (جمل، صفین اور نہروان) میں شرکت کی اور امام علیؑ نے جنگ جمل کے بعد انہیں بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا اور بہت سے اہم مواقع پر امام علیؑ انہیں بھیجا کرتے تھے جیسے جنگ جمل کے بعد انہیں اہم الموہبین کے پاس بھیجا، صفین میں اپنی طرف سے اس کو مقرر کرنا چاہتے تھے مگر فوج نے اس پر اعتراض کر دیا اور نہروان کے دن انہیں خوارج کے پاس بھیجا تو انہوں نے بلوغ طریقے سے ان پر اتمام حجت کیا۔

وہ امام علیؑ اور آپ کے فرزندان کے مدد میں مشہور تھے حتیٰ منقول ہے کہ جب امام حسن و حسینؑ سوار ہونے لگتے تو وہ رکاب تھام لیتے تھے، جب امام حسینؑ نے زید کی بیعت سے انکار فرمایا اور مکہ سے عراق جانے لگے تو ابن عباس نے عرض کی: آپ اسی شہر میں ٹھہریں بے شک آپ ہی اہل حجاز کے سید و سردار ہیں اور اگر جانا ہے تو یمن جائیں... تو امام حسینؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ صدق دل سے مشورہ دے رہے مگر میں نے اپنے ارادے سے اپنی راہ معین کی ہے۔

جب امام حسینؑ نے کوفہ کی طرف سفر شروع کیا تو ابن عباس اور ابن زبیر مکہ میں اکٹھے ہوئے تو ابن عباس نے اس کے لیے ایک شعر پڑھا: اے فاخذہ! فضاء خالی ہے، انڈے دو، چوزے دو اور اپنی مرضی کرو، اور فرمایا: اے ابن زبیر! خدا کی قسم! تیرے لیے میدان خالی ہے، تو اس نے کہا: خدا کی قسم! تم اہل بیت تو صرف اپنے آپ کو اس امر کے لیے زیادہ حقدار سمجھتے ہو؟ ابن عباس نے کہا: سمجھتا وہ ہے جو شک و تردید میں ہو ہمیں تو اس بات کا یقین ہے۔

ابن زبیر ان سے شدید نفرت کرتا تھا اور اس کے مشہور قصے مورخین نے کتابوں میں ثبت کئے ہیں، جب انہوں نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا تو اس نے ابن عباس کو مکہ سے طائف نکال باہر کیا تھا اور وہ ۶۸ھ کو وہیں فوت ہوئے اور جب انہیں دفن کیا گیا تو محمد بن حنفیہ نے فرمایا: ایوم مات ربانی ہذہ اللاتۃ، آج اس امت کا الہی انسان فوت ہو گیا۔

اس طرح ابن عباس کی عظمت اور جلالت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے لیکن رجال و حدیث کی بعض کتابوں میں ان کے متعلق مذمت کی کچھ روایات منقول ہیں جن سے ان کی عظیم شخصیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے جاتے ہیں خصوصاً جب انہیں امام علیؑ سے خیانت کرنے اور آپ کے احکام کی نافرمانی کرنے کی جھوٹی نسبتیں دی جاتی ہیں اور اس مسئلے میں اس قدر تکلفی پیدا ہو گئی ہے کہ بعض نامور مورخین اور ماہرین رجال نے توقف کیا یا ان کے بارے میں ان جھوٹی نسبتوں کو قبول کر لیا اور ان کے خاتمہ بالآخر کا انکار کر دیا۔

ان کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کرنے کے لیے ہم نے شاگرد ولایت کے عنوان سے مکمل بحث کی ہے اس کی طرف رجوع کیا جائے، ان باتوں کی تفصیل اور دقیق تحقیق کرنے کے لیے یہ بحث کی گئی ہے اور اس میں علمی بنیادوں پر سندوں کو پرکھا گیا ہے اور محض کتابوں میں ایک روایت کے ملنے کو کسی بات کی دلیل کے طور پر اخذ نہیں کیا گیا اگرچہ وہ حدیث کی کتاب کس قدر اعتبار کے لحاظ سے مشہور ہو گئی ہو اور تاہن عظیم شخصیات کے بارے میں ان کے مخالفین کی طرف

۱۰۲ و رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرِ الْوَاسِطِيِّ، عَنِ الْفَضِيلِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) اللَّهُمَّ الْعَنِ ابْنَى فُلَانٍ وَأَعْمِ أَبْصَارَهُمَا كَمَا عَمَيْتَ قُلُوبَهُمَا الْإِجْلِينَ فِي رَقَبَتِي وَاجْعَلْ عَمَى أَبْصَارِهِمَا دَلِيلًا عَلَيَّ عَمَى قُلُوبِهِمَا.

فضیل بن یسار نے امام باقر سے روایت کی کہ امیر المؤمنین نے فرمایا، خدایا، فلاں کے دو بیٹوں پر لعنت فرما اور ان کی آنکھوں کو اس طرح اندھا کر دے جس طرح انکے دلوں کو بے بصیرت قرار دیا ہے، جو میری گردن میں پھندا بنے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں کے اندھے پن کو ان کے دلوں کی بے بصیرتی کی نشانی قرار دے۔

۱۰۳ - جعفر بن معروف، قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ يَزِيدَ الْأَنْبَارِيُّ، عَنْ حَمَادِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَمْرِو الْيَمَانِيِّ، عَنِ الْفَضِيلِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ أَتَى رَجُلٌ أَبِي (ع) فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْعَبَّاسِ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَعْلَمُ كُلَّ آيَةٍ نَزَلَتْ فِي الْقُرْآنِ فِي أَيِّ يَوْمٍ نَزَلَتْ وَفِيمَ نَزَلَتْ، قَالَ فَسَلَّهُ فِيمَنْ نَزَلَتْ: وَ مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْأَخْرَةِ أَعْمَى وَ أَضَلُّ سَبِيلًا. وَ فِيمَ نَزَلَتْ: وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنْصَحَ لَكُمْ. وَ فِيمَ نَزَلَتْ: يَا

سے پروپیگنڈے کے احتمال کی جستجو کی گئی ہے کہ ایسی روایات جو مذمت کے لیے پیش ہوئی ہیں ان کی سندیں سب مخالفین کی طرف مٹھی ہوتی ہیں، بالآخر اس بحث سے ثابت ہوگا کہ حدیث کی تحقیق کے لیے پہلا ذیہ علم رجال کی مدد سے سند کو پرکھنا ہے بصورت دیگر بہت سے متواتر اور یقینی قضایا زیر سوال اور مشکوک ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ان دلائل و براہین اور معتبر و مفصل بحثوں کو تکرار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا. فَاتَاهُ الرَّجُلُ. وَقَالَ: وَدِدْتُ
الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا وَأَجْهَنِي بِهِ فَاسْأَلُهُ وَلَكِنْ سَلَهُ مَا الْعَرْشُ وَمَتَى خُلِقَ وَ
كَيْفَ هُوَ فَانصَرَفَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِي فَقَالَ لَهُ مَا قَالَ، فَقَالَ: وَهَلْ أَجَابَكَ فِي
الْآيَاتِ قَالَ لَمْ، قَالَ: وَ لَكِنِّي أُجِيبُكَ فِيهَا بِنُورٍ وَعِلْمٍ غَيْرِ الْمُدْعَى وَ
الْمُنْتَحِلِ،

فضیل بن یسار نے امام باقر سے روایت کی کہ ایک شخص میرے والد گرامی کے پاس آیا اور
کہنے لگا فلاں شخص یعنی عبداللہ بن عباس گمان کرتا ہے کہ اسے قرآن کی ہر آیت کے متعلق
علم ہے کہ وہ کس دن نازل ہوئی اور اس موضوع میں نازل ہوئی، آپ نے فرمایا تو اس سے ان
آیات کے متعلق پوچھ کہ یہ کس موضوع میں نازل ہوئیں، وہ شخص اس کے پاس گیا تو وہ کہنے
لگا میں چاہتا تھا کہ میں ان کے بارے میں اس سے سوال کرتا جس نے مجھے اس سے رو رو کیا
ہے، لیکن ان سے یہ بھی سوال کرنا کہ عرش کیا ہے؟ اور کب اور کیسے خلق ہوا؟ وہ شخص
میرے والد گرامی کے پاس آیا اور اس کی بات بتادی، تو آپ نے فرمایا کیا اس سے آیات کا
جواب دیا، اس نے کہا نہیں، فرمایا لیکن میں تجھے ان کے متعلق ایسے علم و نور کی بنیاد پر جواب
دوں گا جس میں بے جا دعویٰ اور جھوٹی نسبت نہیں ہوگی۔

أَمَّا الْأَوْلِيَانِ فَنَزَلْنَا فِي أَبِيهِ وَ أَمَّا الْأَخِيرَةَ فَنَزَلَتْ فِي أَبِي وَ فِينَا ۱۴۹ وَ ذَكَرُ
الرِّبَاطِ الَّذِي أَمَرْنَا بِهِ بَعْدُ وَ سَيَكُونُ ذَلِكَ مِنْ نَسَلِنَا الْمُرَابِطِ وَ مِنْ نَسَلِهِ
الْمُرَابِطِ، فَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ، فَمَا الْعَرْشُ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَهُ أَرْبَاعًا لَمْ

يَخْلُقُ قَبْلَهُ شَيْئًا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَشْيَاءَ الْهَوَاءَ وَالْقَلَمَ وَالنُّورَ ثُمَّ خَلَقَهُ مِنَ الْوَانِ
مُخْتَلَفَةً مِنْ ذَلِكَ، النُّورَ الْأَخْضَرَ الَّذِي مِنْهُ اخْضَرَّتِ الْخُضْرَةُ وَمِنْ نُورٍ أَصْفَرَ
اصْفَرَّتْ مِنْهُ الصُّفْرَةُ وَنُورٍ أَحْمَرَ أَحْمَرَتْ مِنْهُ الْحُمْرَةُ وَنُورٍ أبيضَ وَهُوَ نُورُ
الْأَنْوَارِ وَمِنْهُ ضَوْءُ النَّهَارِ،

پہلی دو آیتیں اس کے باپ کے بارے میں نازل ہوئیں اور آخری آیت میرے والد گرامی اور
ہمارے متعلق نازل ہوئی اور اس آیت میں جس مضبوط دلی کا ذکر ہے اس کا ہمیں حکم دیا گیا
ہے، پس ہماری نسل میں سے ایسے لوگ ہونگے جو صبر و استقامت کرنے والے ہونگے اور اس
کی نسل میں سے ظلم و ستم کرنے والے ہونگے۔

اور جو تو نے اس سے عرش کے متعلق سوال کیا تو خدا نے اسے چوتھے نمبر پر خلق کیا اور اس
سے پہلے صرف تین چیزیں (ہوا، قلم، اور نور) خلق ہوا تھا پھر خدا نے عرش کو مختلف رنگوں
میں خلق کیا، ایک سبز نور جس سے سبزے کو سبزہ نصیب ہوا، ایک زرد نور جس سے زردی کو
زردی ملی، ایک سرخ نور جس سے سرخی کو سرخی ملی اور ایک سفید نور جو تمام نوروں کا نور ہے
اور اسی سے دن کو روشنی ہے۔

ثُمَّ جَعَلَهُ سَبْعِينَ أَلْفَ طَبَقٍ غَلِظٌ كُلُّ طَبَقٍ كَأَوَّلِ الْعَرْشِ إِلَى أَسْفَلِ السَّافِلِينَ،
وَلَيْسَ مِنْ ذَلِكَ طَبَقٌ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَيُقَدِّسُهُ بِأَصْوَاتٍ مُخْتَلَفَةٍ وَالسَّنَةَ
غَيْرِ مُشْتَبِهَةٍ وَ لَوْ سَمِعَ وَاحِدًا مِنْهَا شَيْءٌ مِمَّا تَحْتَهُ لَانْهَدَمَ الْجِبَالُ وَالْمَدَائِنُ وَ
الْحُصُونُ وَ لَخُسِفَ الْبِحَارُ وَ لَهْلَكَ مَا دُونَهُ، لَهُ ثَمَانِيَةُ أَرْكَانٍ يَحْمِلُ كُلُّ رُكْنٍ
مِنْهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ مَا لَا يُحْصِي عَدَدَهُمْ إِلَّا اللَّهُ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا
يَفْتَرُونَ، وَ لَوْ حَسَّ حَسَّ شَيْءٌ مِمَّا فَوْقَهُ مَا أَقَامَ لِذَلِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ، بَيْنَهُ وَ

بَيْنَ الْإِحْسَاسِ الْجَبْرُوتِ وَالْكَبْرِيَاءِ وَالْعِظْمَةِ وَالْقُدْسِ وَالرَّحْمَةِ ثُمَّ الْعِلْمِ، وَ
لَيْسَ وَرَاءَ هَذَا-

پھر اسے ۷۰ ہزار طبقوں میں قرار دیا اور ہر طبقہ نیچے کے پہلے عرش کی طرح پختہ تھا اور ہر طبقہ خدا کی حمد کی تسبیح کرتا اور مختلف آوازوں اور آپس میں نہ ملنے والی زبانوں میں اس کی تقدیس کرتا تھا، اگر ان میں سے کسی چیز کو اس سے نیچے کی کوئی چیز سن لیتی تو پہاڑ، شہر اور قلعے منعدم اور ختم ہو جاتے، اور سمندر وں میں طغیانی آجاتی اور ان کی تمام مخلوقات تباہ ہو جاتیں، اسکے آٹھ ستون ہیں جنہیں اتنے زیادہ ملائکہ نے اٹھایا ہوا ہے جن کی تعداد کو صرف خدا جانتا ہے وہ دن رات اسکی تسبیح کر رہے ہیں اور ہر گز نہیں ٹھکتے، اگر کوئی اپنے سے بلند مرتبے کو محسوس کرے تو پلگ جھپکنے تک بھی نہیں ٹھہرے گی اس کے اور احساس کے درمیان

جبروت، کبریاء، عظمت، قدس اور رحمت کا فاصلہ ہے پھر علم ہے اور اس کے پیچھے کچھ نہیں۔
لَقَدْ طَمَعَ الْخَائِنُ فِي غَيْرِ مَطْمَعٍ، أَمَا إِنَّ فِي صَلْبِهِ وَدِيعَةً قَدْ ذُرَّتْ لِنَارِ جَهَنَّمَ
سَيَخْرُجُونَ أَقْوَامٌ مِنْ دِينِ اللَّهِ أَفْوَجًا كَمَا دَخَلُوا فِيهِ، وَ سَتَصْبِغُ الْأَرْضُ
بِدِمَاءِ الْفِرَاحِ مِنْ فِرَاحِ آلِ مُحَمَّدٍ، تَنْهَضُ تِلْكَ الْفِرَاحُ فِي غَيْرِ وَقْتٍ وَ تَطْلُبُ
غَيْرَ مَا تُدْرِكُ، وَ يُرَابِطُ الَّذِينَ آمَنُوا^{۱۰۰} وَ يَصْبِرُونَ لِمَا يَرُونَ حَتَّى يَحْكُمَ
اللَّهُ وَ هُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ.

اس خائن نے برا طمع کیا ہے مگر اس کی صلب میں ایک امانت ہے جو آگ کے لیے پیدا ہوگی وہ لوگ دین خدا سے اسی طرح گروہ در گروہ خارج ہونگے جس طرح اس میں داخل ہوئے، اور

آل محمد کے افراد کے خون سے زمین کو رنگین کریں گے، وہ آل محمد کے افراد بے وقت اٹھا لیے جائیں گے اور وہ صبر کریں گے یہاں تک کہ بہترین حاکم کا فیصلہ آ پہنچے۔

۱۰۴ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قَتَيْبَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ شاذَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَمِيرٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) وَ ذَكَرَ نَحْوَهُ. دوسری سند سے یہی روایت نقل ہوئی۔

۱۰۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَيُّوبَ، قَالَ حَدَّثَنِي حَمْدَانُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَبُو الْخَيْرِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ الْيَمَانِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ الْكُوفِيُّ، عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: كُنَّا عَلَى مَائِدَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ حَاضِرٍ، فَوَقَعَتْ جَرَادَةٌ فَأَخَذَهَا مُحَمَّدٌ، ثُمَّ قَالَ هَلْ تَعْرِفُونَ مَا هَذِهِ النُّقْطَةُ السُّودُ فِي جَنَاحِهَا قَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ (ص) ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَعْرِفُ يَا عَلِيُّ هَذِهِ النُّقْطَةُ السُّودُ فِي جَنَاحِ هَذِهِ الْجَرَادَةِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ (ع) مَكْتُوبٌ فِي جَنَاحِهَا أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ، خَلَقْتُ الْجَرَادَ جُنْدًا مِنْ جُنُودِي أُصِيبُ بِهِ مِنْ أَشْيَاءِ مَنْ عِبَادِي، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ يَفْتَخِرُونَ عَلَيْنَا يَقُولُونَ إِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنَّا، فَقَالَ مُحَمَّدٌ مَا وَلَدَهُمْ إِلَّا مِنْ وَ لَدَنِي، قَالَ، فَسَمِعَ ذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ (ع) فَبِعَثَ إِلَيْهِمَا وَ هُمَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ لَهُمَا أَمَا إِنَّهُ

قَدْ بَلَّغَنِي مَا قُلْتُمْ إِذْ وَجَدْتُمَا جَرَادَةً، فَأَمَّا أَنْتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَفِيمَنْ نَزَلَتْ فَ
 لَيْسَ الْمَوْلَى وَ لَيْسَ الْعَشِيرُ. فِي أَبِي أَوْ فِي أَبِيكَ وَ تَلَا عَلَيْهِ آيَاتٍ مِنْ
 كِتَابِ اللَّهِ كَثِيرًا، ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَوْ لَأ مَا نَعَلَمُ لَأَعْلَمْتُكَ عَاقِبَةَ أَمْرِكَ مَا
 هُوَ ۱۵۱ وَ سَتَعَلِمُهُ، ثُمَّ إِنَّكَ بِقَوْلِكَ هَذَا مُسْتَنْقِصٌ فِي بَدَنِكَ وَ يَكُونُ الْجُرْمُوزُ
 مِنْ وُلْدِكَ، وَ لَوْ أُذِنَ لِي فِي الْقَوْلِ لَقُلْتُ مَا لَوْ سَمِعَ عَامَّةُ هَذَا الْخَلْقِ لَجَحَدُوهُ
 وَ أَنْكَرُوهُ.

طاووس کہتا ہے کہ ہم ابن عباس کے دسترخوان پہ حاضر تھے اور محمد بن حنفیہ بھی موجود
 تھے، وہاں ایک ٹڈی گری جسے محمد نے پکڑ لیا اور فرمایا اور فرمایا کیا تم اس کے پروں میں سیاہ
 نقطوں کو جانتے ہو؟ حاضرین نے عرض کی خدا بہتر جانتا ہے، تو انہوں نے فرمایا مجھے امام علیؑ
 نے خبر دی تھی کہ آپ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اور یہی واقعہ ہوا تو
 آپ نے فرمایا اے علی! کیا آپ ٹڈی کے پروں میں سیاہ نقطوں کو جانتے ہیں؟ میں نے
 جواب دیا خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، تو آپ نے فرمایا اس کے پروں میں لکھا ہے
 : میں عالمین کا پروردگار ہوں اور میں نے ٹڈی کو اپنے لشکروں میں سے اپنا لشکر قرار دیا ہے
 جسے میں اپنے بندوں میں جس پہ چاہوں مسلط کروں۔

ابن عباس نے کہا: یہ لوگ ہمیشہ ہم پر فخر کرتے ہیں کہ یہ ہم سے زیادہ جانتے ہیں تو محمد
 نے کہا اسے اس نے پیدا کیا ہے جس نے مجھے پیدا کیا، جب یہ خبر امام حسنؑ کو ملی تو آپ نے
 دونوں کو مسجد نبوی سے بلایا اور فرمایا مجھے اس واقعے اور تمہاری باتوں کا علم ہوا ہے اور تو اسے
 ابن عباس یہ بتا کہ کہ آیت براٹھکانہ ہے کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ میرے والد کے

متعلق یا تیرے باپ کے بارے میں، اور اسی طرح آپ نے بہت سی آیات پڑھیں اور پوچھا اور فرمایا خدا کی قسم! اگر ہمیں مشیتِ خدا کا علم نہ ہوتا تو میں تجھے تیرے انجام کے متعلق بتا دیتا اور تو اسے عنقریب جان لے گا پھر فرمایا پھر تو نے یہ بات کر کے اپنے عیب کو بیان کیا تیری نسل سے جر موز پیدا ہوگا اگر مجھے بیان کی اجازت ہوتی تو میں ایسی حقیقتیں کھول کر بیان کر دیتا کہ اس مخلوق میں سے عام لوگ سن کر انکار کرتے۔

۱۰۶- حَمْدُوِيَهٗ وَاِبْرَاهِيْمُ، قَالَا حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ سَلَامِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ يَالِيلٍ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: اَتَيْتَنَا ابْنَ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) نَعُوْدُهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، قَالَ، فَأَغْمَى عَلَيْهِ فِي الْبَيْتِ فَأَخْرَجَ اِلَى صَحْنِ الدَّارِ، قَالَ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ: اِنْ خَلِيْلِي رَسُوْلُ اللَّهِ (ص) قَالَ اِنِّي سَاهَجْرُ هَجْرَتَيْنِ وَاِنِّي سَاخْرُجُ مِنْ هَجْرَتِي: فَهَاجَرْتُ هَجْرَةً مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ (ص) وَهَجْرَةً مَعَ عَلِيٍّ (ع) وَاِنِّي سَاعْمَى: فَعَمِيْتُ، وَاِنِّي سَاغْرُقُ: فَاصَابَنِي حَكَّةٌ فَطَرَحَنِي اَهْلِي فِي الْبَحْرِ فَغَفَلُوا عَنِّي فَغَرَقْتُ ثُمَّ اسْتَخْرَجُونِي بَعْدَ، وَ اَمْرُنِي اَنْ اَبْرَأَ مِنْ خَمْسَةِ: مِنَ النَّاكَتِيْنَ وَ هُمْ اصْحَابُ الْجَمَلِ وَ مِنَ الْقَاسِطِيْنَ وَ هُمْ اصْحَابُ الشَّامِ وَ مِنَ الْخَوَارِجِ وَ هُمْ اَهْلُ النَّهْرَوَانَ وَ مِنَ الْقَدْرِيَّةِ الَّذِيْنَ ضَاهُوا النَّصَارَى فِي دِيْنِهِمْ فَقَالُوْا لَا قَدْرَ وَ مِنَ الْمُرْجَةِ الَّذِيْنَ ضَاهُوا الْيَهُودَ فِي دِيْنِهِمْ فَقَالُوْا اللَّهُ اَعْلَمُ، قَالَ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَحْيَا عَلٰى مَا حَيِيَ عَلَيْهِ عَلٰى

بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ أُمُوتُ عَلِيٍّ مَا مَاتَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ، ثُمَّ مَاتَ فُغْسِلَ وَ كُفِّنَ ثُمَّ صَلَّى عَلَيَّ سَرِيرَهُ، قَالَ، فَجَاءَ طَائِرَانِ أَيْضَانِ فَدَخَلَا فِي كَفْنِهِ فَرَأَى ١٥٢ النَّاسُ [فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ فَفَقَهُهُ فَدَفَنَ].

۱۰۶۔ اہل طائف کے ایک شخص عبداللہ بن عبد یلیل نے نقل کیا کہ ہم ابن عباس کے پاس ان کی مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے آئے انہیں گھر میں غش آگیا انہیں گھر کے صحن میں لایا گیا جب انہیں فاقہ ہوا تو کہنے لگے مجھے میرے حبیب رسول اکرم ﷺ نے خبر دی کہ میں دو ہجرتیں کروں گا اور دو ہجرتوں سے خارج ہوں گا اور نابینا ہوں گا اور میں عنقریب غرق ہوں گا تو میں نے دو ہجرتیں کیں؛ ایک نبی اکرم کے ساتھ اور دوسری امام علی کے ساتھ، اور میں نابینا بھی ہوا، اور جب مجھے حکم کی بیماری لگی تو میرے اہل نے مجھے سمندر میں پھینک دیا اور بھول گئے تو میں غرق ہونے لگا اور بعد میں انہوں نے مجھے نکالا اور آپ نے مجھے پانچ گروہوں سے بری الذمہ ہونے کا حکم دیا، ناکشین، قاسطین، خوارج، قدریہ جو نصاری کے دین پر ہیں اور یہود جو یہودیوں کے دین کے مشابہہ ہیں اور کہتے ہیں خدا بہتر جانتا ہے اور پھر کہا: خدا یا مجھے امام علی کی راہ میں زندگی و موت عطا فرما، اور پھر ان کی وفات ہو گئی، انہیں غسل کفن دیکر نماز جنازہ پڑھی گئی تو دو پرندے آئے اور انکے کفن میں داخل ہو گئے، لوگوں نے انہیں دیکھا اور کہا یہ ان کی فقہ کی علامت ہے اور انہیں دفن کر دیا۔

١٠٧ جَعْفَرُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ ابْنِ جَرِيحٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا مَاتَ وَ أُخْرِجَ: خَرَجَ مِنْ كَفْنِهِ طَيْرٌ أَيْضٌ يُنْظَرُونَ إِلَيْهِ يَطِيرُ نَحْوَ السَّمَاءِ حَتَّى غَابَ

عَنْهُمْ، فَقَالَ: وَكَانَ أَبِي يُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيدًا، وَكَانَتْ أُمُّهُ تَلْبِسُهُ ثِيَابَهُ وَهُوَ غُلَامٌ
فَيَنْطَلِقُ إِلَيْهِ فِي غُلْمَانِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ فَاتَّاهُ بَعْدَ مَا أَصَابَ بَصْرَهُ فَقَالَ
مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، فَقَالَ حَسْبُكَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْكَ فَلَا
عَرَفَكَ.

ابن جریج نے امام صادق سے روایت کی: جب ابن عباس فوت ہوئے اور ان کا جنازہ لے چلے
تو ان کے کفن سے ایک سفید پرندہ نکل کر آسمان کی طرف غائب ہو گیا، اور مزید فرمایا میرے
والد گرامی ان سے شدید محبت کرتے تھے اور ان کی والدہ جوانی میں انہیں نئے کپڑے پہنا کر
ساتھ لے آتیں اور وہ بنی مطلب کے جوانوں میں جاتے تھے اور میرے والد ان کے اندھے
ہونے کے وقت ان کے پاس گئے تو اس نے پوچھا، تم کون ہو؟ فرمایا: محمد بن علی بن حسین تو
وہ کہنے لگے: جو تجھے نہیں پہچانتا اس نے کیا جانا!

۱۰۸ جعفر بن معروف، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَعْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ مُعَاذِ بْنِ مَطَرٍ، قَالَ سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ الْفَضْلِ الْهَاشِمِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي
بَعْضُ أَشْيَاحِي، قَالَ: لَمَّا هَزَمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) أَصْحَابَ الْجَمَلِ، بَعَثَ
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ (رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمَا) إِلَى عَائِشَةَ
يَأْمُرُهَا بِتَعْجِيلِ الرَّحِيلِ وَقَلَّةِ الْعُرْجَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاتَيْتُهَا وَهِيَ فِي قِصْرِ
بَنِي خَلْفٍ فِي جَانِبِ الْبَصْرَةِ قَالَ فَطَلَبْتُ الْإِذْنَ عَلَيْهَا فَلَمْ تَأْذَنْ فَدَخَلْتُ
عَلَيْهَا مِنْ غَيْرِ^{۱۵۳} إِذْنِهَا، فَإِذَا بَيْتٌ قَفَّارٌ لَمْ يُعَدَّ - لِي فِيهِ مَجْلِسٌ فَإِذَا هِيَ مِنْ

وَرَاءَ سِتْرَيْنِ، قَالَ فَضَرَبْتُ بَبَصْرِي فَإِذَا فِي جَانِبِ الْبَيْتِ رَحْلٌ عَلَيْهِ طَنْفَسَةٌ، قَالَ فَمَدَدْتُ الطَّنْفَسَةَ فَجَلَسْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْطَأْتَ السُّنَّةَ دَخَلْتَ بَيْتَنَا بِغَيْرِ إِذْنِنَا وَجَلَسْتَ عَلَيَّ مَتَاعِنَا بِغَيْرِ إِذْنِنَا، فَقَالَ لَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) نَحْنُ أَوْلَى بِالسُّنَّةِ مِنْكَ وَنَحْنُ عَلَّمْنَا السُّنَّةَ، وَ إِنَّمَا بَيْتُكَ الَّذِي خَلَفَكَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ (ص) فَخَرَجْتَ مِنْهُ ظَالِمَةً لِنَفْسِكَ غَاشِيَةً لَدَيْنِكَ عَاتِيَةً عَلَيَّ رَبِّكَ عَاصِيَةً لِرَسُولِ اللَّهِ (ص) فَإِذَا رَجَعْتَ إِلَى بَيْتِكَ لَمْ نَدْخُلْهُ إِلَّا بِإِذْنِكَ وَ لَمْ نَجْلِسْ عَلَيَّ مَتَاعِكَ إِلَّا بِأَمْرِكَ،

جب امام علی نے اہل جمل کو شکست دی تو ابن عباس کو حضرت عائشہ کے پاس بھیجا کہ اسے جلدی واپس جانے اور بصرہ کم ٹھہرنے کا حکم دے، ابن عباس کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس آیا وہ قصر بنی حلف میں ٹھہری ہوئی تھیں میں نے ان سے اندر آنے کی اجازت مانگی مگر اس نے نہیں دی تو میں اس کے پاس بغیر اذن کے چلا گیا ایک خالی گھر تھا میرے بیٹھنے کے لیے کچھ نہیں بچھایا گیا جبکہ آنحضرت دو پردوں کے پیچھے تشریف فرما تھیں میں نے ادھر ادھر دیکھا گھر کی ایک جانب ایک چٹائی پڑی تھی میں نے کھینچ کر بچھالی اور اس پر بیٹھ گیا آپ نے پردے سے کہا: اے فرزند عباس، تو نے سنت کو جھٹلایا ہے اور ہمارے گھر میں بغیر اجازت کے چلا آیا ہے اور ہمارے سامان میں ہماری اجازت کے بغیر تصرف کیا ہے تو میں نے کہا ہم آپ سے زیادہ سند کے پاسدار ہیں اور ہم ہی نے آپ کو سنت کے آداب سکھائے ہیں، تیرا گھر وہ ہے جس میں تجھے نبی اکرم ﷺ نے چھوڑا تھا اور تو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہوئے اس سے نکل آئی ہے اپنے دین کے حکم کو ٹھکراتی ہوئی اور اپنے پروردگار کے حکم پہ تجاوز کرتے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کرتے ہوئے، جب آپ اپنے گھر واپس لوٹ جائیں گی تو ہم آپ کی

اجازت کے بغیر داخل نہ ہونگے اور آپ کے ساز و سامان کو اجازت کے بغیر تصرف نہیں کریں گے۔

إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ (ع) بَعَثَ إِلَيْكَ يَا مُرْكُ بِالرَّحِيلِ إِلَى الْمَدِينَةِ وَ قَلَّةِ الْعُرْجَةِ! فَقَالَتْ رَحِمَ اللَّهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ذَلِكَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذَا وَاللَّهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ تَزَبَدَتْ فِيهِ وَجُوهٌ وَ رُغِمَتْ فِيهِ مَعَاطِسُ، أَمَا وَاللَّهِ لَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَمْسُ بِرَسُولِ اللَّهِ رَحِمًا وَ أَقْرَبُ قَرَابَةً وَ أَقْدَمُ سَبْقًا وَ أَكْثَرُ عِلْمًا وَ أَعْلَى مَنَارًا وَ أَكْثَرُ أَثَارًا مِنْ أَبِيكَ وَ مِنْ عَمْرٍ، فَقَالَتْ آيَّتُ ذَلِكَ،

امیر المؤمنین امام علیؑ نے حکم دیا ہے کہ مدینہ واپس چلی جاؤ اور یہاں بہت کم ٹھہرو تو آپ کہنے لگیں خدا امیر المؤمنین حضرت عمرؓ پر رحم کرے تو میں نے کہا اب امیر المؤمنین امام علیؑ ہیں اگرچہ اس میں لوگ غضبناک ہوں اور انکی ناک رگڑی جائے، خدا کی قسم یہ امیر المؤمنین ہیں اور رحم و کرم میں نبی اکرم ﷺ کے بہت مشابہہ ہیں اور رشتہ داری میں آپ کے سب سے زیادہ قریب ہیں اور انکی طرف سب سے پہلے سبقت کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور ہدایت کا سب سے بلند و بالا چراغ ہیں اور آپ کے باپ و عمر دونوں سے زیادہ آثار رکھنے والے ہیں، یعنی انہوں نے ان کی نسبت زیادہ قربانیاں پیش کی ہیں، تو حضرت نے کہا میں اس کا انکار کرتی ہوں۔

فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنْ كَانَ إِبَاؤُكَ فِيهِ لَقَصِيرَ الْمُدَّةِ عَظِيمِ التَّبَعَةِ ظَاهِرِ الشُّؤْمِ بَيْنَ النَّكِدِ، وَ مَا كَانَ ١٥٤ إِبَاؤُكَ فِيهِ إِلَّا حَلْبَ شَاةٍ حَتَّى صَرْتَ لَا تَأْمُرِينَ وَ لَا

تَنْهَيْنَ وَلَا تَرْفَعِينَ وَلَا تَضَعِينَ، وَمَا كَانَ مِثْلَكَ إِلَّا كَمَثَلِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ
نَجْمَانَ أَخِي بَنِي أَسَدٍ، حَيْثُ يَقُولُ:

مَا زَالَ إِهْدَاءُ الْقَصَائِدِ بَيْنَنَا --- شَتَمَ الصَّدِيقِ وَكَثْرَةَ الْأَلْقَابِ
حَتَّى تَرَكْتَهُمْ كَانَ قُلُوبَهُمْ --- فِي كُلِّ مَجْمَعَةٍ طَيْنِ ذُبَابٍ

قَالَ، فَأَرَأَيْتَ دَمَعَتَهَا وَابْدَتْ عَوِيلَهَا وَتَبَدَّى نَشِيجَهَا، ثُمَّ قَالَتْ: أَخْرَجُ وَ
اللَّهُ عَنْكُمْ فَمَا فِي الْأَرْضِ بَلَدٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدٍ تَكُونُونَ فِيهِ!

ابن عباس نے کہا خدا کی قسم! تیرے آباء کی اس میں مشغولیت کی مدت قلیل، بد بختی
ظاہر اور خیر و خوبی کم ہے تیرے آباء اس میں نہیں تھے مگر اتنی مدت کہ بکریاں دوہا کرتے تھے
اور تیرا کوئی امر و نہی نہیں تھا اور نہ تمہاری بلندی و پستی کا کوئی سوال تھا تیری مثال تو ابن
حضرمی کے اس قول کی مانند ہے؛ ہمارے درمیان دوستوں کی سب و شتم اور کثرت القاب
کے قصائد ہدیہ ہوتے تھے حتیٰ میں نے ان کو چھوڑا اس حالت میں کہ ان کے دل ہر جمع میں
مکھی کی آواز کی طرح تھے، یہ سن کر آپ آنسو بہانے لگیں اور چیخ کر رونے لگیں اور ان کے
رونے کی آواز گلے میں اٹکنے لگی اور کہا: خدا کی قسم! میں تمہارے ہاں سے چلی جاؤں گی اور
زمین میں کوئی جگہ مجھے اس سے زیادہ برا نہیں لگتی جہاں تم ہو۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَحِمَهُ اللَّهُ: فَوَ اللَّهُ مَاذَا بَلَاءَنَا عِنْدَكَ وَ لَا بَضِيعَتَنَا بَصْنِيعَنَا
إِلَيْكَ، إِنَّا جَعَلْنَاكَ لِلْمُؤْمِنِينَ أُمًّا وَ أَنْتِ بِنْتُ أُمِّ رُومَانَ وَ جَعَلْنَا أَبَاكَ صَدِيقًا
وَ هُوَ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَقَالَتْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ تَمْنُونَ عَلَيَّ بِرَسُولِ اللَّهِ! فَقَالَ وَ
لَمْ لَا نَمْنُ عَلَيْكَ بِمَنْ لَوْ كَانَ مِنْكَ قَلَامَةٌ مِنْهُ مَنَنْتْنَا بِهِ وَ نَحْنُ لِحَمِهِ وَ دَمِهِ وَ
مِنْهُ وَ إِلَيْهِ، وَ مَا أَنْتِ إِلَّا حَشِيَّةٌ مِنْ تَسْعِ حَشَايَا خَلْفَهُنَّ بَعْدَهُ لَسْتَ بِأَبِيضِهِنَّ

لَوْنًا وَّ لَا بِأَحْسَنِهِنَّ وَجْهًا وَّ لَا بِأَرْشَحِهِنَّ عِرْقًا وَّ لَا بِأَنْضَرِهِنَّ وِرْقًا وَّ لَا
بِأَطْرَاهِنَّ أَصْلًا، فَصَرَّتْ تَأْمُرِينَ فَتَطَاعِينَ وَّ تَدْعِينَ فَتُجَابِينَ، وَّ مَا مَثَلِكِ إِلَّا
كَمَا قَالَ^{۱۵۵} أَخُو بَنِي فَهْرٍ:
مَنْنْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَبَدُوا عِدَاوَةً --- فَقُلْتُ لَهُمْ كُفُّوا الْعِدَاوَةَ وَّ
الشُّكْرَ

فَفِيهِ رِضًا مِنْ مَثَلِكُمْ لَصَدِيقِهِ --- وَّ أَحْبَبْتُ بِكُمْ أَنْ تَجْمَعُوا الْبَغْيَ
وَّ الْكُفْرَ

تو ابن عباس نے کہا خدا کی قسم! یہ ہمارے احسانات کا بدلہ نہیں، ہم نے تجھے مومنین کی
ماں بنایا جبکہ تو ام رومان کی بیٹی تھی ہم نے تیرے باپ کو سچا کہا حالانکہ وہ ابو قحافہ کا بیٹا تھا، تو
حضرت نے کہا اے ابن عباس تو مجھ پورے رسول اکرم ﷺ کا احسان جتنا ہے، ابن عباس نے کہا
ہم کیوں ان کا احسان نہ جتائیں کہ اگر تو ان کی نسل سے ہوتی تو ضرور ہم پر احسان جتنا
حالانکہ ہم ان کا گوشت، پوست اور خون ہیں اور ان کی نسل ہیں اور ہمارا نسب انہی سے ہے
جبکہ تو ان کے ۹ پچھونوں میں سے ایک ہے جن کو آپؐ چھوڑ گئے، نہ تیرا رنگ ان سے زیادہ گورا
ہے اور نہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہو، نہ پینہ ان سے زیادہ خوشبودار ہے اور نہ ان سے
زیادہ شادابی اور نہ ان سے بلند نسل ہے، پھر تو حکم کرنے لگی ہے اور تیری اطاعت کی گئی، تو
بلانے لگی تو تجھے لیک کہی گئی آپکی مثال بنی فہر کے اس شعر کی مانند ہے:
میں نے اپنی قوم سے احسان کیا تو انہوں نے دشمنی ظاہر کی، تو میں نے ان سے کہا اپنی
عداوت و شکر رو کے رکھو۔

تم جیسے لوگوں سے ان کے دوستوں کو اسی کی امید ہے، اور میرا خیال یہ ہے کہ تم بغاوت و کفر پہ جمع ہو گے۔

قَالَ: ثُمَّ نَهَضْتُ وَ أَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَأَخْبَرْتُهُ بِمَقَالَتِهَا وَ مَا رَدَدْتُ عَلَيْهَا، فَقَالَ أَنَا كُنْتُ أَعْلَمُ بِكَ حَيْثُ بَعَثْتُكَ.

ابن عباس نے کہا پھر میں اٹھ کر امام علی کے پاس آیا اور اس سوال جواب کی خبر دی آپ نے فرمایا مجھے اس کا علم تھا اسی لیے تجھے بھیجا۔

۱۰۹- قَالَ الْكَشِّيُّ: رَوَى عَلِيُّ بْنُ يَزْدَادَ الصَّائِعُ الْجُرْجَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى الْجَزْرِيُّ، عَنْ خَلْفِ الْمَخْرَمِيِّ الْبَغْدَادِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ يَقُولُ: اسْتَعْمَلَ عَلِيُّ (ع) عَلَى الْبَصْرَةِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَحَمَلَ كُلَّ مَالٍ فِي بَيْتِ الْمَالِ بِالْبَصْرَةِ وَ لَحِقَ بِمَكَّةَ وَ تَرَكَ عَلِيًّا (ع) وَ كَانَ مَبْلَغُهُ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَصَعِدَ عَلِيٌّ (ع) الْمَنْبِرَ حِينَ بَلَغَهُ ذَلِكَ فَبَكَى، فَقَالَ هَذَا ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ (ص) فِي عِلْمِهِ وَ قَدْرِهِ يَفْعَلُ مِثْلَ هَذَا فَكَيْفَ يُؤْمِنُ مَنْ كَانَ دُونَهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلَلْتُهُمْ فَأَرْحِنِي مِنْهُمْ وَ اقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ عَاجِزٍ وَ لَا مَلُولٍ.

حارث کا بیان ہے کہ امام علی نے ابن عباس کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا تو وہ تمام بیت المال اٹھا کر مکہ بھاگ گیا اور امام علی کو چھوڑ گیا وہ مال ۲۰ لاکھ روپے تھا جب امام کو خبر ملی تو آپ منبر پہ تشریف لائے اور روئے، پھر فرمایا جب رسول اکرم ﷺ کا چچا زاد اپنے علم و منزلت کے باوجود ایسی حرکات کا مرتکب ہوا ہے تو دوسرے لوگوں کو کس طرح اعتماد کیا جاسکتا ہے، خدایا

میں ان سے تنگ آگیا ہوں مجھے ان سے چھٹکارا دے اور مجھے اپنے پاس اس حالت میں بلا لے کہ نہ میں عاجز ہوں اور نہ کوئی غم ہو۔

۱۱۰- قَالَ الْكُشِّيُّ: قَالَ شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، يَذْكُرُ عَنْ مُعَلَّى بْنِ هِلَالٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا احْتَمَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ بَيْتَ مَالِ الْبَصْرَةِ وَذَهَبَ بِهِ إِلَى الْحِجَازِ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَمَا بَعْدُ: فَإِنِّي قَدْ كُنْتُ أَشْرَكَتُكَ فِي أَمَانَتِي وَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فِي نَفْسِي أَوْثَقَ لِمَوَاسَاتِي وَ مُوَازَرَتِي وَ آدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ، فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ ١٥٦ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلَبَ وَ الْعَدُوَّ عَلَيْهِ قَدْ حَرَبَ وَ أَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ عَرَتْ وَ هَذِهِ الْأُمُورَ قَدْ فَشَتْ: قَلْبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهَرَ الْمَجْنُّ وَ فَارَقْتَهُ مَعَ الْمَفَارِقِينَ وَ خَذَلْتَهُ أَسْوَأَ خَذْلَانِ الْخَاذِلِينَ، فَكَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ تُرِيدُ اللَّهُ بِجِهَادِكَ وَ كَأَنَّكَ لَمْ تَكُنْ عَلَى بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَ كَأَنَّكَ إِنَّمَا كُنْتَ تَكِيدُ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ (ص) عَلَى دُنْيَاهُمْ وَ تَتَوَى غَرَّتْهُمْ، فَلَمَّا أَمَكَّنْتَكَ الشَّدَّةَ فِي خِيَانَةِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَ أَسْرَعْتَ الْوَثْبَةَ وَ عَجَلْتَ الْعُدُوَّةَ، فَاخْتَطَفْتَ مَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ اخْتِطَافَ الذُّبِّ الْأَزْلَ رَمِيَةَ الْمَعزَى الْكَثِيرِ كَأَنَّكَ لَا أَبَا لَكَ إِنَّمَا جَرَرْتَ إِلَى أَهْلِكَ تُرَاثِكَ مِنْ أَبِيكَ وَ أُمَّكَ، سُبْحَانَ اللَّهِ! أَمَا تُؤْمِنُ بِالْمَعَادِ أَوْ مَا تَخَافُ مِنْ سُوءِ الْحِسَابِ أَوْ مَا يَكْبُرُ عَلَيْكَ أَنْ تَشْتَرِيَ الْإِمَاءَ وَ تَتَكَبَّرَ

النِّسَاءَ بِأَمْوَالِ الْأَرَامِلِ وَالْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ هَذِهِ الْبِلَادَ، ارْدُدْ إِلَى قَوْمِ أَمْوَالِهِمْ! فَوَ اللَّهُ لئن لَمْ تَفْعَلْ ثُمَّ أَمْكَنِي اللَّهُ مِنْكَ لَأُعَذِرَنَّ اللَّهُ فِيكَ، فَوَ اللَّهُ لَوْ أَنَّ حَسَنًا وَحُسَيْنًا فَعَلَا مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتَ لَمَا كَانَ لَهُمَا عِنْدِي فِي ذَلِكَ هَوَادَةٌ وَلَا لَوْاحِدٍ مِنْهُمَا عِنْدِي^{۱۵۷} فِيهِ رُخْصَةٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ وَ أَزِيحَ الْجَوْرَ عَن مَظْلُومِهَا، وَ السَّلَامُ.

شعبی کی روایت ہے کہ جب ابن عباس بصرہ کے بیت المال کو خالی کر کے مجاز پہنچ گئے تو امام علیؑ نے اسے خط لکھا، بندہ خدا علی ابن ابی طالب کی جانب سے عبداللہ بن عباس کے نام: میں نے تجھے اپنی امانت میں شریک کیا اور تجھ سے زیادہ ہمدردی، مددگاری اور امانت داری میں میرے قبیلے میں میرے بھروسے کا کوئی آدمی نہ تھا، لیکن جب تو نے دیکھا کہ زمانہ تیرے پچازاد بھائی کے خلاف حملہ آور ہے اور دشمن بھرا ہوا ہے، امانتیں لٹ رہی ہیں اور امت بے راہ ہو چکی ہے اور پراگندگی کا شکار ہے تو تو نے بھی اپنے پچازاد سے رخ موڑ لیا اور ساتھ چھوڑنے والوں کے ساتھ تو نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اور بری طرح اس سے جدا ہو گیا گویا جہاد سے تیری غرض خدا کی رضا نہیں تھی اور گویا تو خدا کی طرف سے کوئی روشن دلیل نہیں رکھتا تھا اور اس امت سے اس کی دنیا بٹورنے کے لیے چال چل رہا تھا اور ان کا مال چھیننے کے لیے غفلت کے موقع کے تلاش میں تھا چنانچہ جب امت کے مال سے بھرپور خیانت کا موقع ملا تو جھٹ سے دھاوا بول دیا اور جلدی سے کود پڑا اور جتنا ہوسکا اس مال سے جو بیواؤں اور یتیموں کے لیے محفوظ کیا گیا تھا جھپٹ پڑا جس طرح پھرتیلا بھڑیا زخمی ولاچار بکری کو اچک لینا ہے خدا تیرے دشمنوں کا برا کرے گویا یہ تیرے ماں باپ کا ترکہ ہے جسے لے کر تو اپنے گھر

روانہ ہو گیا، اللہ اکبر! کیا تیرا قیامت پر ایمان نہیں ہے؟ کیا حساب و کتاب کی چھان بین کا ڈر نہیں ہے؟ کیا تجھ پر گراں نہیں کہ تو ان یتیموں، مسکینوں، مومنوں اور مجاہدوں کے مال سے جسے اللہ نے ان کا حق قرار دیا اور ان کے ذریعہ شہروں کی حفاظت کی، تو اس کے ساتھ کینریں خریدے، عورتوں سے بیاہ کرے!

اللہ سے ڈرا اور ان لوگوں کا مال انہیں واپس کر دے، اگر تو نے ایسا نہ کیا اور اللہ نے مجھے تجھ پر قابو دیا تو میں تیرے بارے میں اپنے کو خدا کے سامنے سرخرو کروں گا، خدا کی قسم اگر حسن و حسین نے یہ کام کیا ہوتا جو تو نے کیا ہے تو میں ان سے بھی کوئی رعایت نہ کرتا اور وہ مجھ سے اپنی خواہش منوا سکتے، یہاں تک کہ ان سے حق کو اس کے صاحب کی طرف پلٹا دیتا اور ان کے ظلم سے ہونے والے اثرات کو مٹا دیتا، والسلام۔

قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَمَّا بَعْدُ - فَقَدْ أَتَانِي كِتَابُكَ، تَعْظُمُ عَلَيَّ إِصَابَةَ الْمَالِ الَّذِي أَخَذْتَهُ مِنْ بَيْتِ مَالِ الْبَصْرَةِ، وَ لَعَمْرِي إِنَّ لِي فِي بَيْتِ مَالِ اللَّهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَخَذْتُ، وَالسَّلَامُ.

راوی کہتا ہے کہ ابن عباس نے اس کے جواب میں لکھا، آپکا خط مجھے ملا، آپ نے بصرہ کے بیت المال سے دولت لینے کو کار عظیم شمار کیا مجھے اپنی زندگی کی قسم، میرے لیے خدا کے بیت المال سے اس سے زیادہ حصہ ہے جو میں نے حاصل کیا، والسلام۔

قَالَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (ع) أَمَّا بَعْدُ - فَالْعَجَبُ كُلُّ الْعَجَبِ مِنْ تَزْيِينِ نَفْسِكَ، إِنَّ لَكَ فِي بَيْتِ مَالِ اللَّهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَخَذْتَ وَ أَكْثَرَ مِمَّا لِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: فَقَدْ أَفْلَحْتَ إِنْ كَانَ تَمْنِيكَ الْبَاطِلَ وَ ادَّعَاؤُكَ مَا لَا يَكُونُ يُنْجِيكَ مِنَ الْإِثْمِ وَ يُحِلُّ لَكَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْكَ، عَمَرَكَ اللَّهُ إِنَّكَ لَأَنْتَ

الْعَبْدُ الْمُهْتَدِي إِذَا! فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ اتَّخَذْتَ مَكَّةَ وَطَنًا وَ ضَرَبْتَ بِهَا عَطْنًا
تَشْتَرِي مَوْلِدَاتِ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ تَخْتَارُهُنَّ عَلَيَّ عَيْنِكَ وَ تُعْطِي فِيهِنَّ مَالَ
غَيْرِكَ، وَ إِنِّي لَأُقْسِمُ بِاللَّهِ رَبِّي وَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ: مَا يَسْرُنِي أَنْ مَا أَخَذْتَ
مِنْ أَمْوَالِهِمْ لِي حَلَالٌ أَدْعُهُ لِعَقَبِي مِيرَاثًا، فَلَا غَرُ وَ أَشَدُّ بَاغْتِبَاطِكَ تَأْكُلُهُ
رُويْدًا رُويْدًا، فَكَأَنَّ قَدْ بَلَغْتَ الْمَدَى وَ عَرَضْتَ عَلَيَّ رَبِّكَ وَ الْمَحَلَّ الَّذِي
يَتَمَنَّى الرَّجْعَةَ وَ الْمُضِيْعَ لِلتَّوْبَةِ كَذَلِكَ وَ مَا ذَلِكَ وَ لَاتَ حِينَ مَنَاصٍ - وَ
السَّلَامُ.

ان کی امام علیؑ نے دوبارہ خط لکھا: تیرے نفس کے بہکانے سے مجھے بہت تعجب ہوا ہے کہ تم
کہنے لگے ہو کہ تیرا بیت المال میں اس سے زیادہ حصہ ہے جو تولے بھاگا ہے اور مسلمانوں کے
افراد سے زیادہ حصے کا دعویٰ کرنے لگا ہے، تو نے فلاح اس میں سمجھ لی ہے کہ تو باطل کی تمنا
کرے اور نہ ہونے والے دعوے کرے تو گناہ سے نجات پالے گا اور وہ مال تیرے لیے حلال
ہو جائیگا جو خدا نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے۔

خدا تیری عمر میں اضافہ کرے، پھر تو تو واقعا ہدایت یافتہ شخص ہے!!، مجھے یہ بھی خبر ملی ہے
کہ تو نے مکہ کو اپنا وطن قرار دیا اور وہاں اونٹوں اور بکریوں کی چراگاہیں بنا رہا ہے اور وہاں مکہ و
طائف کی نسلیں خرید رہا ہے اور اسے تو نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اختیار کیا ہے اور
ان میں دوسروں کے مال کو خرچ کر رہا ہے، مجھے اپنے اور تیرے قدرت مند خدا کی قسم،
میرے لیے یہ کوئی خوش کن بات نہیں کہ وہ مال جو تم نے ہتھیا لیا میرے لیے حلال ہوتا اور
میں اسے بعد والوں کے لیے بطور ترکہ چھوڑ جاتا، تو کس قدر خوشی سے اسے آہستہ آہستہ کھا رہا
ہے حالانکہ تجھے علم ہے کہ تو اپنی عمر کی آخری حدوں پہ پہنچ رہا ہے اور تجھے اپنے اعمال نامہ کے

ساتھ اپنے رب کے سامنے پیش کیا جائیگا اس مقام پر کہ جہاں ظالم واپس لوٹنے کی تمنا کر رہے ہیں حالانکہ اس سے کوئی گریز نہیں، والسلام۔

قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَمَّا بَعْدُ - فَقَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ فَوَ اللَّهُ لَأَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِجَمِيعِ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ ذَهَبِهَا وَعَقِيَانِهَا أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِدَمِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ. ۱۵۸

ابن عباس نے آپ کے جواب میں لکھا: آپ نے مجھے بہت نصیحت کر لی ہے، خدا کی قسم، اگر میں خدا کے پاس اس حال میں جاؤں کہ میں نے زمین کے تمام سونے چاندی اپنے قبضے میں کر لیے ہوں تو یہ میرے لیے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں خدا کے دربار میں کسی مسلمان کا خون بہا کو پہنچوں۔

محمد بن ابی بکر ۱۵۹

۱۱۱ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُلُوبِيهِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ بِنْدَارِ الْقَمِيَانِ، قَالَا حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَلْفِ الْقَمِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْخَشَّابِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ عَبْدِ

۱۵۸ رجال الکثی، ص: ۶۳

۱۵۹ - المصنف لعبد الرزاق ص ۸۷ ن ۱۴۲۲، التاريخ الكبير ص ۱۲۴، رجال الکثی ۶۰، الجرح والتعديل ۷ ص ۳۰۱، مروج الذهب ص ۳۰، تاريخ الولاة والقضاة ۲۶۰، اصحاب القتيان من الصحابة والتابعين ۱۴۴ ن ۱۹۱، جمهرة انساب العرب ۱۳۸، الاستيعاب ص ۳۲۸، احتجاج الطبرسی ۱۸۳، الكامل في التاريخ ص ۳۵۲، شرح نهج البلاغة (لابن ابی الحدید) ص ۶۶-۱۰۰، تهذيب الاسماء واللغات ص ۸۵، رجال العلایة الحلی ۱۳۸، تهذيب الکمال ص ۲۴ ن ۵۴۱، سير اعلام النبلاء ص ۳۸۱، العبر ص ۳۲، البدايئة والنهايئة ص ۳۳۱، النجوم الزاهرة ص ۱۰۶، الاصابة ص ۳۵۱، تهذيب التهذيب ص ۹۰، تنقيح المقال ص ۵۷، سفينة البحار ص ۳۱۲، معجم رجال الحديث ص ۱۴ ن ۲۳۰، ۹۹۶۵، قاموس الرجال ۷ ص ۴۹۵.

اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ كَانَ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) مِنْ قُرَيْشٍ خَمْسَةٌ نَفَرٍ وَكَانَتْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ قَبِيلَةً مَعَ مُعَاوِيَةَ فَأَمَّا الْخَمْسَةُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ أَتَتْهُ النَّجَابَةُ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عَمِيْسٍ، وَكَانَ مَعَهُ هَاشِمُ بْنُ عَتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الْمَرْقَالِ، وَكَانَ مَعَهُ جَعْدَةُ بْنُ هَبِيرَةَ الْمَخْزُومِيُّ، وَكَانَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) خَالَهُ وَهُوَ الَّذِي قَالَ لَهُ عَتْبَةُ بْنُ أَبِي سَفْيَانَ إِنَّمَا لَكَ هَذِهِ الشَّدَّةُ فِي الْحَرْبِ مِنْ قَبْلِ خَالِكَ فَقَالَ لَهُ جَعْدَةُ لَوْ كَانَ خَالُكَ مِثْلَ خَالِي لَنَسَيْتَ أَبَاكَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَذِيفَةَ بْنِ عَتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْخَامِسُ سَلَفُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ابْنُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ صِهْرُ النَّبِيِّ (ص) أَبُو الرَّبِيعِ.

عبداللہ بن سنان نے امام صادق سے روایت کی کہ قریش میں سے امام علیؑ کے ساتھ صرف پانچ فرد اور معاویہ کے ساتھ ان کے تیرہ قبیلے تھے اور وہ پانچ افراد یہ تھے:

۱، محمد ابن ابی بکر، خدا ان پر رحم کرے ان میں شرافت و نجابت ان کی ماں اسماء بنت عمیس کی طرف سے آئی۔

۲۔ ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص مرقال،۔

۳۔ جعدہ بن ہبیرہ مخزومی، امیر المؤمنین امام علیؑ انکے خالو تھے اور ان سے عتبہ بن ابی

سفیان نے کہا: تم پر جنگ میں اتنی شدت تیرے خالو کی وجہ سے ہے، تو جعدہ نے جواب دیا اگر تیرا خالو میرے خالو جیسا ہوتا تو تو اپنے باپ کو بھول جاتا۔

۴۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ۔

۵۔ امام علیؑ کا سائڈھو (آپ کی زوجہ کی بہن کا شوہر) ابو ربیع بن ابی عاص بن ربیعہ جو نبی اکرم ﷺ کا داماد تھا^{۱۶۰}۔

^{۱۶۰}۔ جن احادیث میں حضرت فاطمہ زہراءؑ کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی بیٹیوں کا ذکر ہے تاریخی حقائق کی روشنی میں ان سے مراد آپ کی گود میں پلنے والی دختران مراد ہیں اور اس اطلاق میں کوئی جائے تعجب نہیں کیونکہ جس نبی نے امت کو یتیموں پر شفقت کرنے کا حکم دیا اگر اس نے یتیم بیٹیوں کو پالا ہو اور ان کو اپنی بیٹیاں کہہ کر پکارا ہو تو عین عرف و لغت کے علاوہ شریعت کی تعلیمات کے مطابق ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل کہ نبی اکرم ﷺ کی وہ بیٹیاں نہیں تھیں جن سے ابو الربیع یا دوسروں کا عقد ہوا یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اولاد بعثت کے بعد پیدا ہوئی اور اس میں کس طرح ممکن ہے کہ مکہ میں ان کی شادیاں بھی ہو جائیں اور بعض کی طلاقیں بھی پھر دوسروں کو دامادی نبی اکرمؐ کا دوہرا شرف حاصل ہو (مقدسی نے سعید بن ابی عروہ کے واسطے سے قنادة کا بیان نقل کیا: نبی اکرم کے لیے حضرت خدیجہ کے بطن سے بعثت سے قبل عبد مناف پیدا ہوا اور باقی اولادیں بعثت کے بعد پیدا ہوئیں، (المبدء والتاریخ ج ۵ ص ۱۶ و ج ۴ ص ۱۳۹) قسطلانی، و یار بکری: نے بھی اسی طرح کہا کہ سوائے ایک عبد مناف کے سب اولادیں نبی اکرم کی بعثت کے بعد پیدا ہوئیں، [کلمہ سوی ہذا (عبد مناف) و ولدانی الاسلام بعد المبعث] (المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۹۶ و تاریخ الختمین ج ۱ ص ۲۷۲) سہیلی نے کہا: "کلمہ ولد و ابجد النبوة" (السیرة الحلبيہ ج ۳ ص ۳۰۸ و راجع: الروض الآنف ج ۱ ص ۲۱۴ و ۲۱۵)۔ زبیر بن بکار وغیرہ نے کہا: قد ولدوا کلمہ بعد الاسلام (نسب قریش ص ۲۱، اس سے نقل کیا: مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۷ و ذخائر العقبی ص ۱۵۲، و المبدیة والنہایة ج ۲ ص ۲۹۴ و الاستیعاب (مطبوع بہامش الإصابہ) ج ۴ ص ۲۸۱)۔

پس جب رقیہ مبعث کے بعد پیدا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ابو لہب کے بیٹے سے شادی کرے پھر جب اسلام لائے تو اس کا شوہر اسے طلاق دے اور دوسرے کو اس کا شرف ہو اور اس کا بچہ ہجرت حبشہ کے دوران کشتی میں گر جائے جیسا کہ قصوں میں کہا گیا یہ سب کچھ بعثت کے پانچ سال بعد! اسی طرح ام کلثوم جب وہ مبعث کے بعد پیدا ہو تو کیسے جاہلیت کے زمانے میں اس کی شادی ہو اور بعثت کے بعد اسلام لائے تو طلاق یافتہ ہو جائے اور یہی حال اس ابو ربیع کی زوجہ زینب کا ہے اور ان کا ہجرت کے وقت کوئی ذکر نہیں ملتا بھلا نبی کی بیٹیاں ہوتیں تو ان کو بھی اس قافلے میں شرکت ہوتی جن میں فواطم کو لایا گیا (السیرة الحلبيہ ج ۲ ص ۵۳، و سیرة المصطفیٰ ص ۲۵۹)۔ دوسری بہت سی روایات ہیں جو فریقین کے محدثین نے نقل کیں کہ آپ نے فرمایا: میرا داماد فقط علی ہے، اگر کوئی دوسرا بھی حقیقی داماد ہوتا تو یہ ان کی منحصر فضیلت نہ کہی جاسکتی [روی عن ابی الحراء، قال: "قال النبی (ص): یا علی، وایتیت مثلاً عالم یوتہن احد ولا انا: وایتیت صہراً مثلی، ولم اوت انا مثلی، وایتیت صدیقہ مثل ابنتی، ولم اوت مثلاً [زوجہ]، وایتیت الحسن والحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلاً، وکتبتم منی، وانا منکم" (إحقاق الحق (تسم لحقات) مرعشی نجفی ج ۵ ص ۷۷ و ج ۴ ص ۴۴۴ از المناقب عبد اللہ شافعی ص ۵۰ و مناقب

۱۱۲ حمدویہ و ابراہیم ابنا نصیر، قالا حدثنا ایوب، عن صفوان، عن معاویہ بن عمار و غیر واحد، عن ابی عبد اللہ (ع) قال کان عمار بن یاسر و محمد بن ابی بکر لا یرضیان ان یعصى اللہ عز و جل.

معاویہ بن عمار وغیرہ نے امام صادق سے روایت کی کہ عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر برداشت نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت کی جائے۔

۱۱۳ محمد بن مسعود، قال حدثنی علی بن محمد القمی، قال ۶۱ حدثنی أحمد بن محمد بن عیسیٰ، عن زحل عمر بن عبد العزیز، عن جمیل بن دراج، عن حمزة بن محمد الطیار، قال ذکرنا محمد بن ابی بکر عند ابی عبد اللہ (ع) فقال أبو عبد اللہ (ع) رحمه الله و صلى عليه، قال لأمير المؤمنين (ع) يوماً من الأيام ابسط يدك أباعك! فقال أ و ما فعلت قال

کاشی ص ۷۲، کتاب نظم درر السطین للزرندی الحنفی ص ۱۱۴. ولابأس بمر اجبة ص ۱۱۳ و مر اجبة مقتل الحسين للخوارزمی ج ۱ ص ۱۰۹-]

اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جب ابن عمر سے خارجی نے سوال کیا تم جہاد کو چھوڑ کر حج و عمرے کیوں شروع کر دیے؟ تو انہوں نے کہا؛ عثمان کو تم نے نہیں بخشا اور علی رسول اکرم کے چچا زاد اور ان کے داماد ہیں، عثمان بن صالح، عن ابن وہب، قال: إخبارني فلان، وحيوة بن شريح، عن بكر بن عمرو المعافري: إن بكير بن عبد الله حدثه، عن نافع: إن رجلاً أتى ابن عمر، فقال: يا أبا عبد الرحمن، ما حملك على إن حج عاماً، وتعتز عاماً، وتترك الجهاد في سبيل الله عز وجل، وقد علمت ما رغبت الله فيه؟ قال: فما توكلت في علي، وعثمان؟! قال: إيا عثمان، فكان الله عفا عنه، وإيا إنا تم فكرهتم إن تعفوا عنه. وإما علي، فابن عم رسول الله (ص)، وختنه، وإشار بيده، فقال: هذا بيته حيث ترون" (صحیح البخاری ج ۳ ص ۶۸ ط ۱۳۰۹، ج ۳، ص ۳۶۹۸، ۳۷۰۳، ۳۰۶۶، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۷۰۹۵) پس اگر کسی اور کے لیے دامادی پیامبر ثابت ہوتی تو ضرور ابن عمر سے ذکر کرتے اور اس طرح سائل کو نہ ٹالتے کہ تم نے انہیں نہیں بخشا۔

۳۱ رجال الکشی، ص: ۶۴

بَلَى، فَسَطَ يَدَهُ، فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ إِمَامٌ مُفْتَرَضٌ طَاعَتُكَ وَ أَنَّ أَبِي فِي النَّارِ.
فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) كَانَ إِنْجَابُهُ مِنْ قَبْلِ أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَحْمَةُ اللَّهِ
عَلَيْهَا لَا مِنْ قَبْلِ أَبِيهِ.

حمزہ بن محمد طیار نے کہا کہ ہم نے امام صادق کے پاس محمد ابن ابی بکر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا
؛ خدا ان پر رحم کرے، ایک دن امام علیؑ سے عرض کرنے لگے ہاتھ بڑھائیے میں آپ کی
بیعت کروں۔

آپ نے فرمایا کیا تو نے پہلے بیعت نہیں کی، عرض کی: کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ
ایسے امام ہیں جس کی اطاعت ضروری ہے اور میرا باپ آگ میں ہے، اور امام صادق نے فرمایا
: ان میں شرافت و نجابت ان کی ماں اسماء بنت عمیس (خدا اس پر رحم کرے)، کی طرف سے

آئی۔

۱۱۴ حَمْدُوِيَهٗ بِنِ نُّصَيْرٍ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ، عَنِ
عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ، عَنِ زُرَّارَةَ بْنِ أَعِينٍ، عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ
بَايَعَ عَلِيًّا (ع) عَلَى الْبَرَاءَةِ مِنْ أَبِيهِ.

زرارہ نے امام باقر سے روایت کی کہ محمد بن ابی بکر نے امام علیؑ کی اپنے باپ سے براءت پر
بیعت کی۔

۱۱۵ حَمْدُوِيَهٗ وَ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو
جَمِيلَةَ، عَنِ مَيْسَرِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ (ع) قَالَ بَايَعَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي
بَكْرٍ عَلَى الْبَرَاءَةِ مِنَ الثَّانِي.

میسر بن عبدالعزیز نے امام باقر سے روایت کی کہ محمد بن ابی بکر نے امام علی کی اپنے باپ سے براءت پر بیعت کی۔

۱۱۶ حمدویہ، عن محمد بن عیسیٰ، عن یونس بن عبد الرحمن، عن موسیٰ بن مصعب، عن شعیب، عن ابي عبد الله (ع) قال سمعته يقول ما من اهل بيت ائلا و منهم نجيب من انفسهم، و انجب النجباء من اهل بيت سوء منهم محمد بن ابي بكر ۱۶۲۔

شعیب نے امام صادق سے روایت کی کہ ہر گھر میں کوئی نجیب و شریف ہوتا ہے اور ہر گھرانوں میں سب سے زیادہ نجیب و شریف محمد بن ابی بکر ہے۔

مالک اشتر ۱۶۳

۱۱۷ حدثني عبید بن محمد النخعی الشافعی السمرقندی، عن ابي أحمد الطرسوسی، قال حدثني خالد بن طفیل الغفاری، عن ابيه، عن حلام بن ابي ذر الغفاری، و كانت له صحبة، قال مكث ابو ذر رحمه الله بالربذة حتى

MANZAR AELIYA

۱۲۲ رجال الکشی، ص: ۶۵

۱۲۳ - الطبقات الکبری لابن سعد ۶ ص ۲۱۳، الطبقات لخلیفہ ۲۴۹ ن ۱۰۵۷، تاریخ خلیفہ ۱۲۹، تاریخ الکبیر للبخاری ۷ ص ۳۱۱ ن ۱۳۲۵، رجال البرقی ۶، الجرح والتعديل ۸ ص ۲۰۷ ن ۹۱۰، الثقات لابن حبان ۵ ص ۳۸۹، الارشاد للمفید ۳۶۵، رجال الطوسی ۵۸ ن ۵، الاستیعاب ۱ ص ۳۰۱، شرح نهج البلاغه لابن ابی الحدید ۱۵ ص ۹۸، رجال ابن داود ۲۸۳ ن ۱۲۳۲، رجال العلانی الحلی ۱۶۹ ن ۱، تهذیب الکمال ۲ ص ۱۲۶، سیر اعلام النبلاء ۳ ص ۳۳۳ ن ۶، تاریخ الاسلام (عبد الحنفی الراشدین) ۵۹۳، تهذیب التهذیب ۱ ص ۱۱، تقریب التهذیب ۲ ص ۲۲۴، الاصابه ۳ ص ۴۵۹، مجمع الرجال ۵ ص ۸۹، جامع الرواة ۲ ص ۳۷، بحیة الآمال ۶ ص ۲۰۷، تنقیح المقال ۲ ص ۴۸ ن ۱۰۰۲۵، إیمان الشیعه ۹ ص ۳۸، الغدير ۹ ص ۳۱ ن ۴۳، معجم رجال الحديث ۱۳ ن ۱۶۱ ن ۹۷۹۶، قاموس الرجال ۷ ص ۴۶۳، قائد القوات العلویة للشیخ عبدالواحد المظفری.

مَاتَ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِمَرْأَتِهِ اذْبَحِي شَاةً مِنْ غَنَمِكَ وَاصْنَعِيهَا فَإِذَا نَضَجَتْ فَاقْعُدِي عَلَيَّ قَارِعَةَ الطَّرِيقِ، فَأَوَّلُ رَكْبٍ تَرَيْنَهُمْ قَوْلِي يَا عِبَادَ اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَدْ قَضَى نَحْبَهُ وَ لَقِيَ رَبَّهُ فَأَعْيُنُونِي عَلَيْهِ وَ أَجِيبُوهُ! فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (ص) أَخْبَرَنِي أَنِّي أَمُوتُ فِي أَرْضٍ غُرْبَةٍ وَ أَنَّهُ يَلِي غُسْلِي وَ دَفْنِي وَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ رِجَالٌ مِنْ أُمَّتِي صَالِحُونَ.

ابوذر غفاری کے بیٹے حلام نے روایت کی جنہیں خود نبی اکرم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا تھا، حضرت ابوذر غفاری ربذہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی، جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگے: ایک بکری ذبح کر کے اس کو پکاؤ، جب پک جائے تو راستے کی بلند جگہ پہ کھڑی ہو جانا تو جو پہلا قافلہ دیکھو اسے پکار کر کہنا: اے بندگان خدا! اے مسلمانو، یہ نبی اکرم ﷺ کا صحابی ابوذر فوت ہو چکا ہے تم ان کے کفن و دفن میں میری مدد کرو اور انہیں غسل و کفن دیکر دفن کرو، بے شک نبی اکرم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں تنہائی میں فوت ہوؤں گا اور مجھے میرے غسل و کفن اور نماز کا انتظام وہ لوگ کریں گے جو میری امت کے صالحین ہوں گے۔

۱۱۸- مُحَمَّدُ بْنُ عَلْقَمَةَ بْنِ الْأَسْوَدِ النَّخَعِيُّ، قَالَ خَرَجْتُ فِي رَهْطٍ أُرِيدُ الْحَجَّ، مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ الْأَشْتَرُ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ التَّمِيمِيُّ وَ رِفَاعَةُ بْنُ شَدَادٍ الْبَجَلِيُّ حَتَّى قَدِمْنَا الرَّبَذَةَ، فَإِذَا امْرَأَةٌ عَلَيَّ قَارِعَةَ الطَّرِيقِ، تَقُولُ: عِبَادَ اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ هَذَا أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ (ص) قَدْ هَلَكَ غُرْبِيًّا لَيْسَ لِي أَحَدٌ يُعِينُنِي عَلَيْهِ، قَالَ فَظَنَرْتُ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ وَ حَمَدْنَا اللَّهَ عَلَى مَا

سَاقَ إِلَيْنَا وَ اسْتَرْجَعْنَا عَلَى عَظِيمِ الْمُصِيبَةِ، ثُمَّ أَقْبَلْنَا مَعَهَا فَجَهَّزْنَاهُ وَ تَنَافَسْنَا فِي كَفْنِهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْ بَيْنِنَا بِالسَّوَاءِ ثُمَّ تَعَاوَنَّا عَلَى غُسْلِهِ حَتَّى فَرَعْنَا مِنْهُ ثُمَّ قَدَّمْنَا مَالِكًا الْأَشْتَرَ فَصَلَّى بِنَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَفَّنَاهُ، فَقَامَ الْأَشْتَرُ عَلَى قَبْرِهِ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ هَذَا ۱۶۴ أَبُو ذَرٍّ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ (ص) عَبْدُكَ فِي الْعَابِدِينَ وَ جَاهِدَ فِيكَ الْمُشْرِكِينَ لَمْ يُغَيِّرْ وَ لَمْ يُبَدِّلْ لَكِنَّهُ رَأَى مُنْكَرًا فَعَيَّرَهُ بِلِسَانِهِ وَ قَلْبِهِ، حَتَّى جُفِيَ وَ نَفِيَ وَ حَرِمَ وَ احْتَقَرَ ثُمَّ مَاتَ وَحِيدًا غَرِيبًا اللَّهُمَّ فَاقْصِمْ مِنْ حَرَمِهِ وَ نَفَاهُ مِنْ مُهَاجِرِهِ وَ حَرِمِ رَسُولِكَ (ص) قَالَ، فَرَفَعْنَا أَيْدِينَا جَمِيعًا وَ قُلْنَا آمِينَ! ثُمَّ قُدِّمَتْ الشَّاةُ الَّتِي صَنَعْتَ، فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَ عَلَيْكُمْ أَلَّا تَبْرَحُوا حَتَّى تَتَغَدَّوْا فَتَغْدِينَا وَ ارْتَحَلْنَا.

محمد بن علقمہ بن اسود نخعی کا بیان ہے کہ میں حج کے لیے جانے والے قافلے کے ساتھ روانہ ہوا ان میں مالک بن حارث اشتر، عبد اللہ بن فضل تیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی بھی تھے، ہم ربذہ پہنچے تو ایک عورت کو راستے کے بلند حصے پہ دیکھا جو کہہ رہی تھی اے بندگان خدا، اے سچے مسلمانو، یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی ابوذر غرابت و تنہائی میں فوت ہو چکے ہیں میری مدد کرنے والا کوئی نہیں، ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا اور اللہ کی حمد کی جو ہمیں اس طرف بلایا اور ہم نے اس مصیبت پر کلمہ استرجاع پڑھا پھر ہم اس کے ساتھ حضرت ابوذر کے جنازے پہ آئے انہیں آمادہ کیا، ان کے کفن میں برابر کے شریک ہوئے پھر سب نے مل کر غسل دیا، جب فارغ ہوئے تو مالک اشتر کو آگے بڑھایا اور ان کی امامت میں انکی نماز جنازہ پڑھی پھر

انہیں دفن کر دیا، مالک اشتر نے ان کی قبر پہ کہا: خدایا، یہ نبی اکرم ﷺ کا صحابی ابوذر ہے انہوں نے عبادت کرنے والوں کے ساتھی تیری عبادت کی تیری خاطر مشرکین سے جہاد کیا اور تیرے دین میں کوئی تغیر و تبدیلی نہیں ہونے دی، جب برائی کو دیکھا تو اسے زبان و دل سے بدل دیا یہاں تک کہ انہیں جفا و ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور شہر بدر کر دیا اور انہیں محروم کر کے حقیر بنا دیا اور اب تنہائی و غربت میں وفات پا چکے خدایا جس نے انہیں محروم کیا اور ان کی جائے ہجرت اور نبی اکرم کے حرم سے ان کو باہر نکالا اسکو پارہ پارہ کر دے اور ہم سب نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور آمین کہی، پھر ابوذر کی بیوی نے جو کھانا تیار کیا تھا پیش کیا اور کہنے لگی: میں تمہیں قسم دیتی ہوں کہ جب تک کھانا نہ کھاؤ نہیں جاؤ گے، تو ہم نے کھانا کھایا اور سفر حج کے لیے دوبارہ روانہ ہو گئے۔

قَالَ الْكَشِيُّ: ذَكَرَ أَنَّهُ لَمَّا نَعِيَ الْأَشْتَرُ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ النَّخَعِيُّ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) تَأَوَّهُ حُزْنًا، وَقَالَ: رَحِمَ اللَّهُ مَالِكًا وَمَا مَالِكٌ عَزَّ عَلَيَّ بِهِ هَالِكًا لَوْ كَانَ صَخْرًا لَكَانَ صَلْدًا وَ لَوْ كَانَ جَبَلًا لَكَانَ فَنْدًا وَ كَأَنَّهُ قَدْ مَنِيَ قَدًّا.

کشی فرماتے ہیں، منقول ہے کہ جب مالک بن حارث اشتر کی شہادت کی خبر امیر المومنین امام علیؑ کو پہنچی تو آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا: اللہ مالک پر رحم فرمائے، اور مالک کون ہے جن کی شہادت مجھ پر اتنی گراں گزری ہے خدا کی قسم اگر وہ پتھر ہوتا تو وہ ایک سنگ گراں ہوتا اور اگر وہ پہاڑ ہوتا تو ایک کوہ بلند ہوتا، گویا وہ مجھ سے چھین لیے گئے۔



زید بن صوحان^{۱۶۵}

^{۱۶۵} - طبقات ابن سعد ۶ ص ۱۲۳، طبقات خلیفہ: ت ۱۰۲۳، التاریخ الکبیر ۳ ص ۳۹۷، المعارف: ۴۰۲، مشاہیر علماء الامصار: ت ۷۴۵، الاستیعاب: ۵۵۵، تاریخ بغداد ۸ ص ۴۳۹، تاریخ ابن عساکر ۶ ص ۳۱۵، اسد الغابۃ ۲/۲۹۱، الوافی بالوفیات ۱۵ ص ۳۲، مرآة الجنان ۱ ص ۹۹، مجمع الزوائد ۹ ص ۳۹۸، الاصابۃ ۱/۵۶۸ و ۵۷۴، نعیل المنفعة: ۹۷، شذرات الذهب ۱ ص ۴۴، تہذیب ابن عساکر ۶ ص ۱۲، تاریخ بغداد ۸ ص ۴۳۹، المنتظم، ۵ ص ۱۱۰، سیر اعلام النبلاء ۳ ص ۵۲۵، اعیان الشیعہ ۷ ص ۱۰۲، العبر فی خبر من غیرا ص ۲۷، البیان و التبيين جاحظ ۱ ص ۹۶، مروج الذهب ۳ ص ۴۵، الغریر ۹ ص ۴۳، رجال طوسی ص ۴۱، تاریخ کامل ۳ ص ۲۴۵، العقد الفرید ۲ ص ۳۱۷، معجم رجال الحدیث ۸ ص ۳۵۵، قاموس الرجال ۴ ص ۵۵۷، المعجم الکبیر ۶ ص ۵۲۵، المصنف ۸ ص ۱۸۷- آپ کوفہ کے بافضیلت متدین اور نیک و متقی شخصیت تھے اور اپنے قوم و قبیلہ کے رئیس تھے، معاویہ کو اپنی باتوں کے تحت تاثیر کر لیا تھا اختصاص میں امام باقر سے منقول ہے: حضرت امام علیؑ کی رکاب میں تابعین میں سے تین افراد موجود تھے رسول اکرم ﷺ نے انہیں دیکھے بغیر اہل بہشت میں قرار دیا: اولیس قرنی، زید بن صوحان، جناب الخیر ازدی، خدا کی ان پر رحمت ہو، (اختصاص ص ۸۱)، زید نے عثمان کے قتل کے بعد مہاجرین کے درمیان بغیر شک و تردد کے امام علیؑ کی بیعت کی اور بہت سے مقامات پر اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور جنگ جمل میں لوگوں کو امام کی مدد کے لیے پکارنے والوں میں شامل تھے اور ابو موسیٰ اشعری کی مخالفت پر شدید اعتراض کیا جنگ جمل (۳۶ھ) میں آپ کی شہادت ہوئی تو حضرت عائشہ بھی ان کے لیے کلمہ استرجاع پڑھنے لگیں (الجمل شیخ مفید ص ۱۰۴، ۲۴۹، شرح حدیدی نچ البلاغہ ۱۰ ص ۱۰۳، رجال طوسی ص ۴۱) امام نے مختلف اوقات میں ان کی عظمت کا ذکر کیا اور ان کی شہادت کو تلخ شمار کیا جنگ جمل میں کامیابی کے بعد امام نے کچھ افراد کو خطوط تحریر فرمائے ان میں اہم مسائل کا ذکر کیا ان میں اپنی بہن ام ہانی کے نام خط میں شہدائے جمل کے ذیل میں زید کا بھی ذکر کیا (الجمل ص ۳۹۷)۔ انہیں سلمان فارسی سے بھائی چارے کی وجہ سے ابوسلمان کہا جاتا تھا اور وہ بڑے تابعین روزہ دار و قیام اللیل علماء و عبادت گزاروں میں سے تھے، سلمان کے ساتھ لشکر میں تھے اور سلمان کے حکم سے امامت جماعت زید

۱۱۹- جَبْرِيلُ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ وَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْوَاسِطِيِّ، عَنْ وَاصِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ: لَمَّا صَرَعَ زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجَمَلِ، جَاءَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ (ع) حَتَّى جَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ يَا زَيْدُ قَدْ كُنْتَ خَفِيفَ الْمَثُونَةِ عَظِيمِ الْمَعُونَةِ،

کرایا کرتے تھے، اور حضرت عمر ان کے لیے سواری آمادہ کرتے اور حکم دیتے ہلکذا فاصنعوا بزید، زید کے لیے ایسے سواری آمادہ کیا کرو، (اصابہ، طبقات کبری و تاریخ دمشق، و سیر اعلام نبلاء حوالہ سابق)، صعصعہ سے ابن عباس نے زید کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: خدا کی قسم! وہ عظیم المروءة، شریف الاخوة، جلیل الخطر، بعید الاثر، سلیم الفطرۃ، قلیل وسوسہ دنیا، صبح شام ذکر خدا کرنے والے، طویل السکوت، ان سے اشار دور بھاگتے تھے اور نیکوکار ان کی صحبت تلاش کرتے تھے، (مروج الذهب ۳ ص ۴۵)۔

حضرت عائشہ نے انہیں خط لکھا اپنے خالص بیٹے زید کے نام جب میرا خط پہنچے تو لوگوں کو علی سے دور کرنا اور میری دوسرے حکم تک اپنی جگہ ٹھہرنا زید نے ان کا نفی میں جواب دیا اور اپنی مخالفت کا سبب بتایا کہ یہ مسلمانوں کے فریضہ کے خلاف ہے اور جو نبی کی بیویوں کو حکم دیا گیا ہے اس کے بھی خلاف ہے (عقد فرید ۴ ص ۳۱۷)، جنگ جمل میں زخمی ہو کر گرے تو کہا: لا تغسلوا عنی دما، ولا تنزعوا عنی ثوبا، ولا الخنثین، وار مسونی فی الارض رساء، فانی محاصم إباح یوم القیامۃ؛ میریے خون کو مجھ سے دور نہ کرنا اور میرے کپڑوں کو تبدیل نہ کرنا مجھے اسی حالت میں دفن کرنا کیونکہ میں قیامت کے دن اسی حالت میں خدا کے دربار میں حجت تمام کروں گا۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک سفر میں فرمایا: جناب اور جناب کیا ہے اور نیکوکار ہاتھ کٹا زید کیا ہے! پھر سوار ہوئے اور اصحاب نے عرض کی: ہم نے رات کو آپ سے یہ بات سنی اس کا مطلب کیا ہے فرمایا: رجلان فی اللایۃ یضرب إحدہما ضربہ تفرق بین الحق والباطل، والآخر تقطع یدہ فی سبیل اللہ، ثم یتبع آخر جسدہ إولہ "ایما جناب، فقتل الساحر، ولما زید، فقتطعت یدہ یوم جلواء، و قتل یوم الجمل؛ میری امت کے دو شخص ہیں ایک حق و باطل کا فرق کرنے کے لیے ضرب چلائے گا اور دوسرے کا ہاتھ خدا کی راہ میں کٹے گا اور خدا اس کے باقی بدن کو اس کے پہلے حصے کے ساتھ ملا دے گا بلکہ یہ بھی روایت ہو فرمایا: جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جس کے بعض اعضاء جنت پہنچ چکے ہوں تو زید بن صوحان کو دیکھے (تاریخ دمشق، تاریخ بغداد ۸ ص ۴۴۰)

۱۲۱- رجال الکشی، ص: ۶۷

قَالَ، فَرَفَعَ زَيْدٌ رَأْسَهُ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: وَ أَنْتَ فَجَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ،
فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُكَ إِلَّا بِاللَّهِ عَلِيمًا وَ فِي أُمَّ الْكِتَابِ عَلِيًّا حَكِيمًا وَ أَنَّ اللَّهَ فِي
صَدْرِكَ لَعَظِيمٌ، وَ اللَّهُ مَا قَاتَلْتُ مَعَكَ عَلَى جِهَالَةٍ وَ لَكِنِّي سَمِعْتُ أُمَّ سَلْمَةَ
زَوْجَ النَّبِيِّ (ص) تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ص) يَقُولُ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيَ
مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادَ مَنْ عَادَاهُ وَ انصُرْ مَنْ نصرَهُ وَ اخذْ مَنْ
خَذَلَهُ فَكَرِهْتُ وَ اللَّهُ أَنْ اخذَكَ فَيخذلني اللَّهُ.

عبداللہ بن سنان نے امام صادق سے روایت کی کہ جب جنگ جمل میں زید بن صوحان زین
سے زمین پہ آئے تو امیر المؤمنین ان کے سر ہانے آئے اور فرمایا، اے زید خدا تجھ پر رحم کرے
تو کم خرچ مگر عظیم مددگار تھا تو زید نے امام کی طرف سر بلند کیا اور عرض کی: اے امیر
المؤمنین! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

خدا کی قسم! میں نے آپ کو نہیں جانا مگر علیم و آگاہ اللہ کے ذریعے اور ام الکتاب علی
و حکیم قرآن کے ذریعے، آپ کے سینے میں اللہ کی عظمت موجزن ہے۔

خدا کی قسم! میں نے آپ کی معیت میں جہالت کی وجہ سے جنگ نہیں کی بلکہ میں نے
نبی اکرم ﷺ کی زوجہ ام سلمی سے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس جس کا میں مولا
ہوں اس کا علی مولا اور حاکم ہے خدا یا اس سے محبت رکھنا جو علی سے محبت رکھے اور اس سے
دشمنی کرنا جو علی سے دشمنی کرے اور اس کی مدد کرنا جو علی کی مدد کرے اور اس کو ذلیل کرنا
جو علی کو چھوڑ دے ۱۶۷۔

۱۶۷۔ یہ حدیث متواتر بالائے متواتر سندوں سے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے آپ سے نقل کی
ہے اور حدیث غدیر کے عنوان سے مشہور ہے لیکن تعصب کی وجہ سے اہل سنت کے بعض علماء نے

میں ناپسند کیا کہ میں آپ کو چھوڑ کر خدا کی طرف سے ذلت خرید لوں۔

۱۲۰ علی بن محمد القتیبی، قال، قال الفضل بن شاذان: ثم عرف الناس

بعده فمن التابعين و رؤسائهم و زهادهم زيد بن صوحان.

فضل بن شاذان نے فرمایا پھر بعد میں لوگوں نے آپ کی معرفت حاصل کی اور آپ کی طرف لوٹ آئے تابعین میں سے بلکہ ان کے روساء و عبادت گزاروں میں سے زید بن صوحان تھے۔

و روى أن عائشة كتبت من البصرة إلى زيد بن صوحان إلى الكوفة: من

عائشة زوج النبي إلى ابنها زيد بن صوحان الخالص، أما بعد: فإذا أتاك

كتابي هذا فاجلس في بيتك و خذل الناس عن علي بن أبي طالب حتى

يأتيك أمري. فلما قرأ كتابها، قال: أمرت بأمر و أمرنا بغيره، فركبت ما

أمرنا به و أمرتنا أن نركب ما أمرت هي به، أمرت أن تقر في بيتها^{۱۶۸} و

أمرنا أن نقاتل حتى لا تكون فننة، والسلام.

منقول ہے کہ حضرت عائشہ نے زید بن صوحان کو بصرہ سے کوفہ کی طرف خط لکھا؛ نبی اکرم

ﷺ کی زوجہ عائشہ کی طرف سے ان کے بیٹے زید بن صوحان خالص کے نام، اما بعد، جب

تیرے پاس میرا خط پہنچے تو گھر میں بیٹھ جاو اور لوگوں کو علی بن ابی طالب سے دور کرو یہاں

تک کہ میرا حکم پہنچ جائے، جب زید بن صوحان نے اس خط کو پڑھا تو کہنے لگے وہ ہمیں کوئی

حکم دیتی ہے جبکہ ہمیں اس کے برعکس حکم دیا گیا ہے پس جو ہمیں حکم تھا اس پہ وہ سوار ہو گئی

اس میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی جو اپنا حساب دینے خدا کے پاس پہنچ چکے، ہم نے

اس کے تواتر کی تحقیق اپنی متواتر الاخبار میں ذکر کی ہے جو متواتر روایات کی زالی تحقیق ہے۔

ہے اور ہمیں اس چیز کا حکم دے رہی ہے جسے انجام دینے کا اسے حکم تھا اسے حکم تھا کہ گھر میں بیٹھی رہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم جنگ کریں یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے، والسلام۔

صعصعہ بن صوحان^{۱۶۹}

۱۲۱ محمد بن مسعود، قال حدثني أبو جعفر حمدان بن أحمد، قال حدثني معاوية بن حكيم، عن أحمد بن النضر، قال كنت عند أبي الحسن الثاني (ع) قال، و لا أعلم إلا قام و نفض الفراش بيده، ثم قال لي يا أحمد إن أمير المؤمنين (ع) عاد صعصعة بن صوحان في مرضه، فقال يا صعصعة لا تتخذ عيادتي لك أبهة على قومك، قال: فلما قال أمير المؤمنين لصعصعة هذه المقالة، قال صعصعة: بلى و الله أعدّها منة من الله علي و فضلاً، قال، فقال له أمير المؤمنين (ع) إن كنت ما علمت لك خفيف المونة حسن المعونة، قال، فقال صعصعة و أنت و الله يا أمير المؤمنين ما علمت لك إلا بالله عليمًا و بالمؤمنين رءوفًا رحيمًا.

MANZAR AELIYA

^{۱۶۹} رجال ابن داود، ج ۱۱۱، نمبر ۷۸۰، رجال شیخ، ص ۶۹، نمبر ۶۲۶، رجال نجاشی، ص ۲۰۳، نمبر ۵۴۲، معجم رجال الحدیث، ج ۱ ص ۱۱۲، نمبر ۵۹۲۳، کافی، ج ۷ ص ۳۵، کتاب الصدقات، باب صدقات النبی ﷺ و علی و فاطمہ ح ۷، تہذیب الاحکام، ج ۹، باب الوقوف و الصدقات، ج ۶۰۸، رجال کثی، نمبر ۱۲۱۹، ج ۱۲۱، تحریر طاووسی، ص ۳۰۹، نمبر ۲۱۱، طبقات ابن سعد، ج ۶ ص ۲۲۱، طبقات خلیفہ: ت ۱۰۲۵، تاریخ الکبیر ص ۳۱۹، المعارف: ۳۰۲، الجرح والتعديل ص ۴، مروج الذهب ص ۳، ج ۲۲۸، الاستیعاب: ۷۱، تاریخ ابن عساکر ص ۸، إسد الغاب ص ۳، تہذیب الکمال: ۶۰، تاریخ الاسلام ص ۲، ج ۲۹۳، تہذیب التہذیب ص ۲، ج ۹۲، الاصابہ ص ۲، تہذیب التہذیب ص ۳، إسد الغاب ص ۳، تہذیب التہذیب ص ۳، خلاصہ تہذیب الکمال: ۱۳، تہذیب ابن عساکر ص ۱۶

احمد بن نصر کا بیان ہے کہ میں امام ابوالحسن دومؑ کے پاس تھا، آپ کھڑے ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے بستر جھاڑا اور پھر مجھے فرمایا اے احمد! امیر المؤمنینؑ نے صعصعہ بن صوحان کی بیماری میں ان کی عیادت کی تو فرمایا اے صعصعہ! میری عیادت کو اپنے لیے اپنی قوم پر فخر و مباہات نہ سمجھ لینا۔

جب امیر المؤمنینؑ نے صعصعہ بن صوحان سے یہ بات کی تو انہوں نے عرض کی: ہاں خدا کی قسم میں اسے اللہ کی طرف سے اپنے اوپر احسان و اسکا خصوصی فضل و کرم شمار کرتا ہوں۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا میں نے تجھے کم خرچ اور بہترین مددگار پایا۔

صعصعہ نے عرض کی: مولا، خدا کی قسم! میں نے آپ کو اللہ کی معرفت رکھنے والا اور مؤمنین کے ساتھ روف و نرم دل اور رحم کرنے والا پایا۔

۱۲۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَجَّالِ، عَنِ دَاوُدَ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (ع) مَا كَانَ مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) مَنْ يَعْرِفُ حَقَّهُ إِلَّا صَعَصَعَةً وَأَصْحَابَهُ.

داوود بن ابی یزید نے امام صادق سے روایت کی کہ امیر المؤمنینؑ کے ساتھی ان کی معرفت نہ رکھتے تھے مگر صعصعہ اور ان کے ساتھی۔

۱۲۳۔ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ خَالِدِ الْعَطَّارِ، قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْغَفَّارِ، عَنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عِيَّاشٍ، عَنِ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَمَّنْ شَهِدَ^{۱۷۰} ذَلِكَ، أَنَّ

مُعَاوِيَةَ حِينَ قَدِمَ الْكُوفَةَ دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ (ع) وَ كَانَ
 الْحَسَنُ (ع) قَدْ أَخَذَ الْأَمَانَ لِرِجَالٍ مِنْهُمْ مُسَمَّيْنَ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَ
 كَانَ فِيهِمْ صَعْصَعَةٌ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ صَعْصَعَةٌ، قَالَ مُعَاوِيَةُ لَصَعْصَعَةَ: أَمَا وَاللَّهِ
 إِنِّي كُنْتُ لَأُبْغِضُ أَنْ تَدْخُلَ فِي أَمَانِي! قَالَ وَ أَنَا وَاللَّهِ أُبْغِضُ أَنْ أُسَمِّيَكَ
 بِهَذَا الْأَسْمِ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ، قَالَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَاصْصِدِ
 الْمُنْبِرَ فَالْعَنُ عَلِيًّا! قَالَ فَصَعِدَ الْمُنْبِرَ وَ حَمَدَ اللَّهَ وَ اتْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا
 النَّاسُ أُتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ رَجُلٍ قَدِمَ شَرُّهُ وَ آخِرُ خَيْرِهِ وَ أَنَّهُ أَمَرَنِي أَنْ أَلْعَنَ عَلِيًّا
 فَالْعَنُوهُ لَعْنَةُ اللَّهِ! فَضَجَّ أَهْلُ الْمَسْجِدِ بِأَمِينٍ، فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْهِ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ-
 قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا عَنَيْتَ غَيْرِي أَرْجِعْ حَتَّى تَسْمِيَهُ بِأَسْمِهِ، فَرَجَعَ وَ صَعِدَ الْمُنْبِرَ،
 ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَرَنِي أَنْ أَلْعَنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ
 فَالْعَنُوا مَنْ لَعَنَ، عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ! قَالَ فَضَجُّوا بِأَمِينٍ، قَالَ، فَلَمَّا خَبَرَ
 مُعَاوِيَةَ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا عَنَى غَيْرِي، أَخْرِجُوهُ لَا يُسَاكِنُنِي فِي بَلَدٍ، فَأَخْرَجُوهُ.
 عاصم بن ابی نجود نے ایک شخص سے نقل کیا جو اس واقعے کا گواہ تھا کہ جب معاویہ کوفہ آیا اور
 اس کے پاس امام علیؑ کے اصحاب میں سے چند افراد پہنچے جبکہ امام حسنؑ نے ان کے لیے امان
 لے رکھی تھی ان کے نام بمع ولدیت درج تھے ان میں صعصعہ بھی تھے جب وہ اس کے پاس
 پہنچے تو معاویہ نے ان سے کہا خدا کی قسم مجھے ناپسند تھا کہ تو میری امان میں داخل ہو۔
 صعصعہ نے کہا: خدا کی قسم! مجھے یہ نہایت ناپسند تھا کہ میں تجھے خلیفہ کہہ کر پکاروں اور سلام
 کروں، تو معاویہ نے کہا اگر تو سچا ہے تو منبر پر جا کر علیؑ پر لعنت کر تو صعصعہ منبر پر آئے اور حمد و

ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے پاس ایسے شخص کے ہاں سے آرہا ہوں جس نے اپنا شر و برائی آگے رکھی ہوئی ہے اور اپنی خیر و نیکی کو پیچھے رکھا ہے اس نے مجھے علیؑ پر لعنت کا حکم دیا ہے پس تم اس پر لعنت کرو خدا بھی اس پر لعنت کرے۔

لوگوں نے بلند آواز سے آمین کہا۔ جب صعصعہ لوٹ کر معاویہ کے پاس آئے اور اس کو اپنی بات کی خبر دی۔

اس نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم تو نے میرے علاوہ کسی کو مراد نہیں لیا، دوبارہ جا کر علیؑ پر لعنت کر اور ان کا نام لے۔

صعصعہ دوبارہ منبر پر گئے اور فرمایا، اے لوگو! مومنو کے امیر نے مجھے علی بن ابی طالبؑ پر لعنت کرنے کا حکم دیا ہے تم اس پر لعنت کرو تو لوگوں نے آمین کہی۔

جب صعصعہ لوٹ کر معاویہ کے پاس آئے اور اس کو اپنی بات کی خبر دی تو اس نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم تو نے میرے علاوہ کسی کو مراد نہیں لیا، اور کہا اسے یہاں سے نکال دو، یہ میرے ساتھ ایک شہر میں نہیں رہ سکتا، تو انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔

جندب بن زہیر و عبد اللہ بن بدیل وغیرہ

۱۲۴ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ: فَمِنَ التَّابِعِينَ الْكِبَارِ وَرُؤَسَائِهِمْ وَزُهَّادِهِمْ
جندب بن زہیر قاتل السَّاحِرِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ بَدِيلٍ، وَحَجْرُ بْنُ عَدِيٍّ، وَ
سَلِيمَانَ بْنِ صَرْدٍ، وَالْمَسِيْبُ بْنُ نَجْبَةَ، وَعَلْقَمَةُ، وَالْأَشْتَرُ، وَسَعِيدُ بْنُ قَيْسٍ،
وَأَشْبَاهَهُمْ كَثِيرٌ، أَفْنَاهُمُ الْحَرْبُ ثُمَّ كَثُرُوا بَعْدُ، حَتَّى قُتِلُوا مَعَ الْحُسَيْنِ (ع) وَ
بَعْدَهُ ۱۷۱.

فضل بن شاذان نے فرمایا: تابعین کے روساء و عبادت گزاروں میں سے جنذب بن زہیر، جو جادوگر کے قاتل تھے، عبداللہ بن بدیل، حجر بن عدی، سلیمان بن صد، مسیب بن نجہ، علقمہ، اشتر، سعید بن قیس اور ان کی طرح بہت سے لوگ تھے، پہلے انہیں جنگوں نے فنا کر دیا پھر وہ بہت زیادہ ہو گئے یہاں تک کہ امام حسینؑ اور آپ کے بعد شہید ہوئے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

محمد بن ابی حذیفہ^{۱۷۲}

۱۲۵ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو يَعْقُوبَ إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَمِيرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) قَالَ، كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَقُولُ: إِنَّ الْمَحَامِدَةَ تَأْتِي أَنْ يُعْصِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، قُلْتُ وَ مَنْ الْمَحَامِدَةُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَازِمَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَازِمَةَ (ع) أَمَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَازِمَةَ هُوَ ابْنُ عْتَبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَ هُوَ ابْنُ خَالِ مُعَاوِيَةَ.

امیر بن علی نے امام رضا سے نقل کیا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا محمد نامی کچھ افراد خدا کی معصیت کو ناپسند کرتے ہیں، راوی نے عرض کی وہ کون تھے، فرمایا: محمد بن جعفر، محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ، محمد بن امیر المؤمنین، اور محمد بن ابی حذیفہ ابن عتبہ بن ربیعہ تھا اور معاویہ کا ماموں زاد تھا۔

^{۱۷۲} رجال شیخ، ص ۵۹، اصحاب علی، ۲۵، رجال ابن داود، ص ۱۵۸، قسم اول نمبر ۱۲۶۵، رجال علامہ حلی، ص ۱۵۳ نمبر ۷۷، رجال کشی، ص ۷۰-۷۲، ح ۱۲۶۱۲۵، تحریر طاووسی، ص ۵۳۳ نمبر ۳۹۶، مجمع رجال الحدیث، نمبر ۹۹۹۸۔

۱۲۶ وَاخْبَرَنِي بَعْضُ رُوَاةِ الْعَامَّةِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَذِيفَةَ بْنِ عْتَبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) وَ مِنْ أَنْصَارِهِ وَأَشْيَاعِهِ، وَكَانَ ابْنُ خَالِ مُعَاوِيَةَ، وَكَانَ رَجُلًا مِنْ خِيَارِ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا تَوَفَّى عَلِيٌّ (ع) أَخَذَهُ مُعَاوِيَةُ وَ أَرَادَ قَتْلَهُ فَحَبَسَهُ فِي السِّجْنِ دَهْرًا، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ ذَاتَ يَوْمٍ أَلَّا تُرْسِلُ إِلَيَّ هَذَا السَّفِيهِ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حَذِيفَةَ فَنَبِكْتَهُ وَ نَخَبِرَهُ بِضَلَالِهِ وَ نَأْمُرُهُ أَنْ يَقُومَ فَيَسُبَّ عَلِيًّا قَالُوا نَعَمْ. فَبَعَثَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَأَخْرَجَهُ مِنَ السِّجْنِ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ يَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَذِيفَةَ أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تُبْصِرَ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ مِنَ الضَّلَالَةِ بِنَصْرَتِكَ عَلِيًّا بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْكَذَّابِ، أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا وَ أَنَّ عَائِشَةَ وَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرَ خَرَجُوا يَطْلُبُونَ بَدْمَهُ، وَ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الَّذِي دَسَّ فِي ۱۷۳ قَتْلِهِ، وَ نَحْنُ الْيَوْمَ نَطْلُبُ بَدْمَهُ-

عامہ کی سند سے ایک شامی کا بیان منقول ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ ابن عتبہ بن ربیعہ امام علیؑ کے شیعہ اور آپ کے انصار اور مددگاروں میں سے تھے اور معاویہ کے ماموں زاد تھے اور بہترین مسلمانوں میں سے تھے جب امام علیؑ کی شہادت ہوئی معاویہ نے انہیں قید کروایا اور انہیں قتل کرنا چاہا ایک مدت تک قید خانے میں رکھا۔

پھر ایک دن کہا ہم اس سفیہ محمد بن ابی حذیفہ کو بلاتے ہیں اس کی سرزنش کرتے ہیں اور اسے اس کی گمراہی کی خبر دیتے ہیں اور اسے حکم دیں کہ وہ کھڑے ہو کر علیؑ کو سب و شتم کرے

اس کے مشیروں نے اس تجویز کو سراہا، پس محمد بن ابی حذیفہ کو زندان سے نکال کر معاویہ کے سامنے لائے تو معاویہ نے کہا:

اے محمد بن ابی حذیفہ! کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو جھوٹے علی ابن ابی طالب (نعوذ باللہ، مترجم) کی مدد اور محبت پر پشیمانی محسوس کرے، کیا تجھے علم ہے کہ عثمان کو ظلم کے ساتھ قتل کیا گیا اور حضرت عائشہ، طلحہ وزبیر نے ان کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اقدام کیا اور علی نے ان کے قتل کی سازش کی اور آج ہم عثمان کے خون کا بدلہ لے رہے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُذَيْفَةَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ أُنِّي أَمْسُ الْقَوْمِ بِكَ رَحِمًا وَأَعْرِفُهُمْ بِكَ، قَالَ أَجَلُ، قَالَ فَوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَشْرَكَ فِي دَمِ عُمَانَ وَالْبِ عَلَيْهِ غَيْرُكَ، لَمَا اسْتَعْمَلَكَ وَمَنْ كَانَ مِثْلَكَ، فَسَأَلَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ أَنْ يَعْزِلَكَ فَأَبَى، فَفَعَلُوا بِهِ مَا بَلَغَكَ، وَاللَّهُ مَا أَحَدٌ اشْتَرَكَ فِي قَتْلِهِ بَدِيًّا وَآخِرًا إِلَّا طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ، فَهُمْ الَّذِينَ شَهِدُوا عَلَيْهِ بِالْعَظِيمَةِ وَالْبُؤَا عَلَيْهِ النَّاسِ، وَشَرَكَهُمْ فِي ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَعَمَّارٌ وَالْأَنْصَارُ جَمِيعًا، قَالَ قَدْ كَانَ ذَاكَ-

محمد بن ابی حذیفہ نے کہا میں تیرا قریبی رشتہ دار ہوں اور دوسرے لوگوں کی نسبت میں تجھے بہتر جانتا ہوں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری نظر میں عثمان کا قاتل تو ہے کیونکہ انہوں نے تجھے اور تجھ جیسے افراد کو حاکم بنایا، تم نے زمین میں فساد برپا کیا تو مہاجرین و انصار نے ان سے کہا کہ تجھے معزول کریں لیکن اس نے کسی مظلوم کی آواز نہ سنی اور تیری حمایت کرتا رہا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور خدا کی قسم اس کے قتل میں حضرت عائشہ، طلحہ وزبیر شریک تھے، انہوں نے ان کے گناہوں کی گواہی دی اور وہ لوگوں کو ان کے قتل کی ترغیب

دینے والوں میں سے تھے، اور ان کے قتل میں عبدالرحمن بن عوف، ابن مسعود، عمار یاسر، اور تمام انصار نے شرکت کی

قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَشْهَدُ أَنَّكَ مِنْذُ عَرَفْتِكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالْإِسْلَامِ لَعَلَى خُلُقٍ
وَاحِدٍ مَا زَادَ الْإِسْلَامُ فِيكَ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا، وَأَنَّ عِلْمًا ذَلِكَ فِيكَ لَبِيئَةٌ،
تَلَوْنِي عَلَى حُبِّي عَلِيًّا! خَرَجَ مَعَ عَلِيٍّ كُلُّ صَوَّامٍ قَوَّامٍ مُهَاجِرِيٍّ وَأَنْصَارِيٍّ،
وَخَرَجَ مَعَكَ أَبْنَاءُ الْمُنَافِقِينَ وَالطُّلُقَاءُ وَالْعَتَقَاءُ خَدَعْتَهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَ
خَدَعُوكَ عَنْ دُنْيَاكَ، وَاللَّهِ يَا مُعَاوِيَةَ مَا خَفَى عَلَيْكَ مَا صَنَعْتَ وَمَا خَفَى
عَلَيْهِمْ مَا صَنَعُوا إِذْ أَحَلُّوا أَنْفُسَهُمْ بِسَخَطِ اللَّهِ فِي طَاعَتِكَ، وَاللَّهِ لَا أَزَالُ
أُحِبُّ عَلِيًّا لِلَّهِ وَأَبْغَضُكَ^{۱۷۴} فِي اللَّهِ وَفِي رَسُولِهِ أَبَدًا مَا بَقِيْتُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ
وَإِنِّي أَرَاكَ عَلَى ضَلَالِكَ بَعْدَ رُدُّهِ فَرْدُوهُ وَهُوَ يَقْرَأُ فِي السِّجْنِ رَبَّ
السِّجْنِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ فَمَاتَ فِي السِّجْنِ.

اور اے معاویہ خدا کی قسم میں تجھے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں پہچانتا ہوں اور اسلام کی
وجہ سے تیرے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی اور تیرے اس نفاق کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ
تو مجھے امام علی کی محبت کی وجہ سے ملامت کر رہا ہے اور ان پر سب و شتم کا حکم دے رہا ہے
، حالانکہ ان کے ساتھ ہر روزہ دار نماز گزار مہاجر و انصاری نے قیام کیا اور تیرے ساتھ
منافقین اور طلقاء و آزاد کردہ غلام اور ان کی اولادیں جمع ہو چکی ہیں انہوں نے تیرے دین و دنیا
میں تجھے دھوکہ دیا۔

اے معاویہ، خدا کی قسم! تجھے اپنے کردار کا علم ہے اور انکے کرتوت بھی ان پر مخفی نہیں ہیں، جب وہ تیری اطاعت کی وجہ سے خدا کے غضب کے مستحق ہو چکے ہیں، اور میں جب تک زندہ رہوں گا امام علی سے محبت کرتا رہوں گا میں اس محبت کو خدا اور رسول کے تقرب کا ذریعہ سمجھتا ہوں، اور تجھ سے بغض کرتا رہوں گا۔

معاویہ نے یہ باتیں سن کر کہا: تو ابھی تک اپنی سابقہ گمراہی پر باقی ہے اور کہا اسے قید خانے میں واپس لے جا جب انہیں واپس لے جا رہے تھے تو وہ آیت کی تلاوت کر رہے تھے خدا یا مجھے قید خانہ پسند ہے اس کی نسبت سے جس کی طرف مجھے یہ لوگ بلا تے ہیں، اور وہیں قید خانے میں ان کی وفات ہو گئی۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

قبر^{۱۴۵}

۱۲۷ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَدَّادُ، عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ صَدَقَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَلِيًّا (ع) قَالَ:

لَمَّا رَأَيْتُ أُمَّرَأَةً مُنْكَرًا--- أَوْقَدْتُ نَارِي وَ دَعَوْتُ قَبْرًا-

مسعدہ بن صدقہ نے امام صادق سے روایت کی اور آپ نے اپنے والد گرامی سے امام علی کا یہ فرمان نقل فرمایا؛ جب میں کوئی برائی دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قبر کو بلاتا ہوں۔

۱۲۸ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ عَثْمَانُ بْنُ حَامِدِ الْكَشِيَانِ، قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَمَا عَلِيٌّ (ع) عِنْدَ امْرَأَةٍ لَهَا مِنْ عَنزَةٍ وَ هِيَ أُمُّ عُمَرَ، إِذْ أَتَاهُ قَبْرٌ فَقَالَ لَهُ إِنَّ عَشْرَةَ نَفَرٍ بِالْبَابِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ رَبُّهُمْ، قَالَ ادْخُلْهُمْ! قَالَ، فَدَخَلُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ مَا تَقُولُونَ فَقَالُوا نَقُولُ إِنَّكَ رَبُّنَا وَ

^{۱۴۵}۔ رجال ابن داود، ج ۱۱۱، نمبر ۷۸۰، رجال شیخ، ص ۶۹، نمبر ۶۲۶، رجال علامہ علی، ص ۱۳۵، نمبر ۱، رجال کثی، ص ۲۷۷، ج ۱، ص ۱۲۷۔

تحریر طاووسی، ص ۳۸۰، نمبر ۳۵۱۔

أَنْتَ الَّذِي خَلَقْتَنَا وَ أَنْتَ الَّذِي تَرْزُقُنَا، فَقَالَ لَهُمْ وَيَلِكُمْ لَا تَفْعَلُوا إِنَّمَا أَنَا مَخْلُوقٌ مِثْلَكُمْ، فَأَبَوْا وَ أَعَادُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ سَأَلَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَدَفَهُمْ فِي النَّارِ ثُمَّ قَالَ عَلِيُّ (ع).

إِنِّي إِذَا أَبْصَرْتُ شَيْئًا مُنْكَرًا --- أَوْ قَدْتُ نَارِي وَ دَعَوْتُ قَنْبِرًا

عبداللہ بن شریک نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ امام علیؑ قبیلہ غزہ کی ایک عورت ام عمرو کے پاس تھے کہ قبر حاضر ہوئے اور عرض کی دروازے پہ دس ایسے افراد آئے ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ ان کے رب ہیں۔

آپ نے فرمایا انہیں لے آؤ، جب وہ آگئے تو فرمایا تم کیا کہتے ہو؟

انہوں نے کہا: آپ ان کے رب ہیں، آپ نے ہمیں خلق کیا ہے آپ ہی ہمیں رزق دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا، تمہارا ابراہو ایسا نہ کہو میں بھی تمہاری طرح مخلوق ہوں، انہوں نے اس کا انکار کیا اور دوبارہ یہی کہا، یہاں تک کہ آپ نے انہیں آگ میں ڈال دیا اور فرمایا: جب میں کوئی برائی دیکھتا ہوں تو آگ جلاتا ہوں اور قبر کو بلاتا ہوں۔

[قبر اور امام حق کی معرفت]

۱۲۹ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحُسَيْنِيُّ الْعَقِيقِيُّ، رَفَعَهُ، قَالَ، سُئِلَ ۱۷۶ قَنْبِرٌ مَوْلَى مَنْ أَنْتَ فَقَالَ: أَنَا مَوْلَى مَنْ ضُرِبَ بِسَيْفَيْنِ وَ طُعِنَ بِرُمَحَيْنِ وَ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ وَ بَايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ وَ هَاجَرَ الْهَجْرَتَيْنِ وَ لَمْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَنَا مَوْلَى صَالِحِ الْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ النَّبِيِّينَ وَ خَيْرِ الْوَصِيِّينَ وَ أَكْبَرِ الْمُسْلِمِينَ وَ يَعْسُوبُ

الْمُؤْمِنِينَ وَ نُورُ الْمُجَاهِدِينَ وَ رِئِيسُ الْبُكَاءِ يَنَ وَ زَيْنُ الْعَابِدِينَ وَ سِرَاجُ
الْمَاضِينَ وَ ضَوْءُ الْقَائِمِينَ وَ أَفْضَلُ الْقَانِتِينَ وَ لِسَانُ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ
أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ آلِ يَاسِينَ، الْمُؤَيَّدُ بِجَبْرِيلِ الْأَمِينِ وَ الْمَنْصُورُ بِمِيكَائِيلِ
الْمَتِينِ وَ الْمَحْمُودُ عِنْدَ أَهْلِ السَّمَاءِ أَجْمَعِينَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَ السَّابِقِينَ وَ
قَاتِلُ النَّكَاثِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ الْمُحَامِي عَنْ حَرَمِ الْمُسْلِمِينَ وَ مُجَاهِدُ أَعْدَائِهِ
النَّاصِبِينَ وَ مُطْفِئُ نِيرَانِ الْمُوقِدِينَ-

قبر سے پوچھا گیا، تم کس کے غلام ہو؟ انہوں نے جواب دیا، میں اس کا غلام ہوں جس نے دو
تلواروں اور نیزوں سے جہاد کیا اور دو قبلوں کی نماز پڑھی اور دو بیعتیں کیں اور دو ہجرتوں کا
شرف حاصل کیا اور پلگ جھپکنے کی مدت کے لیے بھی کفر نہیں کیا، میں اس کا غلام ہوں جو
مومنین کے سردار، نبیوں کا وارث، اوصیاء میں اکمل، مسلمانوں میں افضل، مومنین کا حاکم
، مجاہدوں کا نور، خوف خدا میں رونے والوں کا سردار، عبادت گزاروں کی زینت، اولین کا چراغ
قیام کرنے والوں کی روشنی، فرمانبرداروں میں افضل، رب دو عالم کے پیامبر کی لسان،
مومنین میں اول اور آل یاسین میں ہے، ان کی تائید جبریل نے کی اور میکائیل نے مدد کی
آسمان والوں میں محمود اور مسلمانوں و سابقین میں سید ہے، ناکثین و قاسطین کو قتل کرنے والا
اور مسلمانوں کی حرمت کا محافظ ہے اور دشمنان دین سے جنگ کرنے والا ہے اور فتنہ کی جنگ
بھڑکانے والوں کی آگ کو بجھانے والا ہے اور۔

وَ أَفْخَرُ مَنْ مَشَى مِنْ قُرَيْشٍ أَجْمَعِينَ، وَ أَوَّلُ مَنْ أَجَابَ وَ اسْتَجَابَ لِلَّهِ أَمِيرُ
الْمُؤْمِنِينَ وَ وَصِيُّ نَبِيِّهِ فِي الْعَالَمِينَ وَ أَمِينُهُ عَلَى الْمَخْلُوقِينَ وَ خَلِيفَةُ مَنْ
بُعِثَ إِلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِينَ وَ السَّابِقِينَ وَ قَاتِلُ النَّكَاثِينَ وَ الْقَاسِطِينَ وَ

مُبِيدُ الْمُشْرِكِينَ، وَ سَهْمٌ مِنْ مَرَامِي اللَّهِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ وَ لِسَانُ كَلِمَةِ الْعَابِدِينَ،
 نَاصِرُ دِينِ اللَّهِ وَ وَليُّ اللَّهِ وَ لِسَانُ كَلِمَةِ اللَّهِ وَ نَاصِرُهُ فِي أَرْضِهِ وَ عِيْبَةُ عِلْمِهِ
 وَ كَهْفُ دِينِهِ إِمَامُ الْأَبْرَارِ مَنْ رَضِيَ عَنْهُ الْعَلِيُّ الْجَبَّارُ-

میں اس کا غلام ہوں جو تمام قریش کا فخر ہے، جنہوں نے سب سے پہلے دعوت اسلام و توحید پر
 لبیک کہی، مومنوں کے امیر اور دو عالم میں نبی کے وصی ہیں اور تمام مخلوق میں اس کے امین
 ہیں اور تمام مسلمانوں میں ان کے خلیفہ اور سردار ہیں، ناکشین و قاسطین کو قتل کرنے والے
 اور مشرکین کو مٹانے والے اور منافقین کی سزا کے لیے خدا کی ترکش سے چھوڑے ہوئے تیر
 ہیں، جو کلمہ خدا کی زبان، دین خدا کے ناصر و مددگار، ولی خدا اور اس کی زمین میں اس کے
 ناصر اور اس کے علم کا خزانہ ہیں اس کے دین کی چٹان، نیوکاروں کے امام ہیں جن سے
 خدائے علی و جبار راضی ہے۔

سَمِحٌ سَخِيٌّ حَيِيٌّ بَهْلُولٌ سَنَحْنَحِيٌّ زَكِيٌّ مُطَهَّرٌ أَبْطَحِيٌّ بَازِلٌ جَرِيٌّ ۱۷۷ هُمَامٌ
 الصَّابِرُ صَوَّامٌ مَهْدِيٌّ مَقْدَامٌ، فَاطِعُ الْأَصْلَابِ مُفَرِّقُ الْأَحْزَابِ عَالِيُ الرَّقَابِ،
 أَرْبَطُهُمْ عَنَانًا وَ اثْبَتَهُمْ جَنَانًا وَ أَشَدَّهُمْ شَكِيمَةً بَازِلٌ بَاسِلٌ صَنِيدٌ هَزْبَرٌ
 ضَرْغَامٌ حَازِمٌ عَزَامٌ حَصِيفٌ خَطِيبٌ مُحْجَاجٌ، كَرِيمٌ الْأَصْلِ شَرِيفٌ الْفَضْلِ
 فَاضِلٌ الْقَبِيلَةِ نَقِيٌّ الْعَشِيرَةِ زَكِيٌّ الرِّكَانَةِ مُؤَدِّي الْأَمَانَةِ، مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَ ابْنُ
 عَمِّ النَّبِيِّ (ص) وَ الْإِمَامِ مَهْدِيُّ الرَّشَادِ مُجَانِبُ الْفَسَادِ الْأَشْعَثُ الْحَاتِمُ الْبَطْلُ
 الْجَمَاجِمُ وَ اللَّيْثُ الْمَزَاحِمُ بَدْرِيٌّ مَكِّيٌّ حَنْفِيٌّ رُوحَانِيٌّ شَعَشَعَانِيٌّ، مِنْ الْجِبَالِ

شَوَاهِقُهَا وَ مِنْ ذِي الْهَضَابِ رَعُوسُهَا وَ مِنْ الْعَرَبِ سَيِّدُهَا مِنْ الْوَعَاءِ لَيْثُهَا،
الْبَطْلُ الْهَمَامُ وَ اللَّيْثُ الْمَقْدَامُ وَ الْبَدْرُ التَّمَامُ، مَحَلُّ الْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثُ
الْمُشْعَرِينَ وَ أَبُو السَّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ، وَ اللَّهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا حَقًّا
عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ مِنَ اللَّهِ الصَّلَوَاتُ الزَّكِيَّةُ وَ الْبَرَكَاتُ السَّنِيَّةُ.

وہ فیاض و سخی، خندہ رو، پاک و پاکیزہ، راہ خدا میں اپنی جان و مال لٹانے والے، جرات مند، بلند
ہمت، صابر، روزہ دار، ہدایت کرنے والے ہیں، مشرکین کی نسلیں کاٹنے والے، انکے
لشکروں کو پراگندہ کرنے والے، عالی نسب ہیں، مضبوط دل، جن کا حملہ شدید ہے اور شجاعت
کا کامل نمونہ ہیں، دلیری کا ہر وصف انہیں زیب دیتا ہے، کریم الاصل، شریف الفضیلت، قبیلہ
کے سردار، قوم میں سب سے بڑے شریف، امانتوں کے ادا کرنے والے، بنی ہاشم کے چشم و
چراغ اور نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد ہیں، امام، راہ حق کی ہدایت و رہنمائی کرنے والے، فساد
کی جڑ اکھاڑنے والے اور مرد میدان، بہادر، شیر بیشہ شجاعتوں کے مالک، بدری، مکی روحانی،
دین حنیف کے پیرو، پہاڑ کی چوٹی کی طرح سر بلند، سردار عرب، بدر کامل، ایمان کا معیار،
حسین کے بابا، خدا کی قسم، حقیقت میں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں خدا کی درود و سلام
ان پہ۔

۱۳۰ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ قَيْسٍ
الْقَوْمِيسِيُّ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْكَمُ بْنُ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ صَاحِبِ الْعَسْكَرِ
(ع) أَنَّ قَنْبِرًا مَوْلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) أَدْخَلَ عَلِيَّ الْحَجَّاجَ بْنَ يُوسُفَ، فَقَالَ
لَهُ مَا الَّذِي كُنْتَ تَلِي مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ كُنْتُ أَوْضَعُهُ، فَقَالَ لَهُ مَا

كَانَ يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ وُضُوئِهِ فَقَالَ كَانَ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ - فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ فَقَطَّعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ^{۱۷۹}،
فَقَالَ الْحَجَّاجُ أَظُنُّهُ كَانَ يَتَأَوَّلُهَا عَلَيْنَا، قَالَ نَعَمْ. فَقَالَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ إِذَا ضُرِبَتْ عَلَاوَتُكَ قَالَ إِذَا أَسْعَدَ وَ تَشَقَّى، فَأَمَرَ بِهِ.

حکم بن یسار نے امام ابوالحسن عسکریؑ سے روایت کی کہ امام علیؑ کے غلام حضرت تنبیر کو حجاج بن یوسف کے سامنے پیش کیا گیا اس نے پوچھا؛ تم ان کی کون سی خدمت کرتے تھے؟ فرمایا: میں انہیں وضو کا پانی پیش کرتا تھا۔

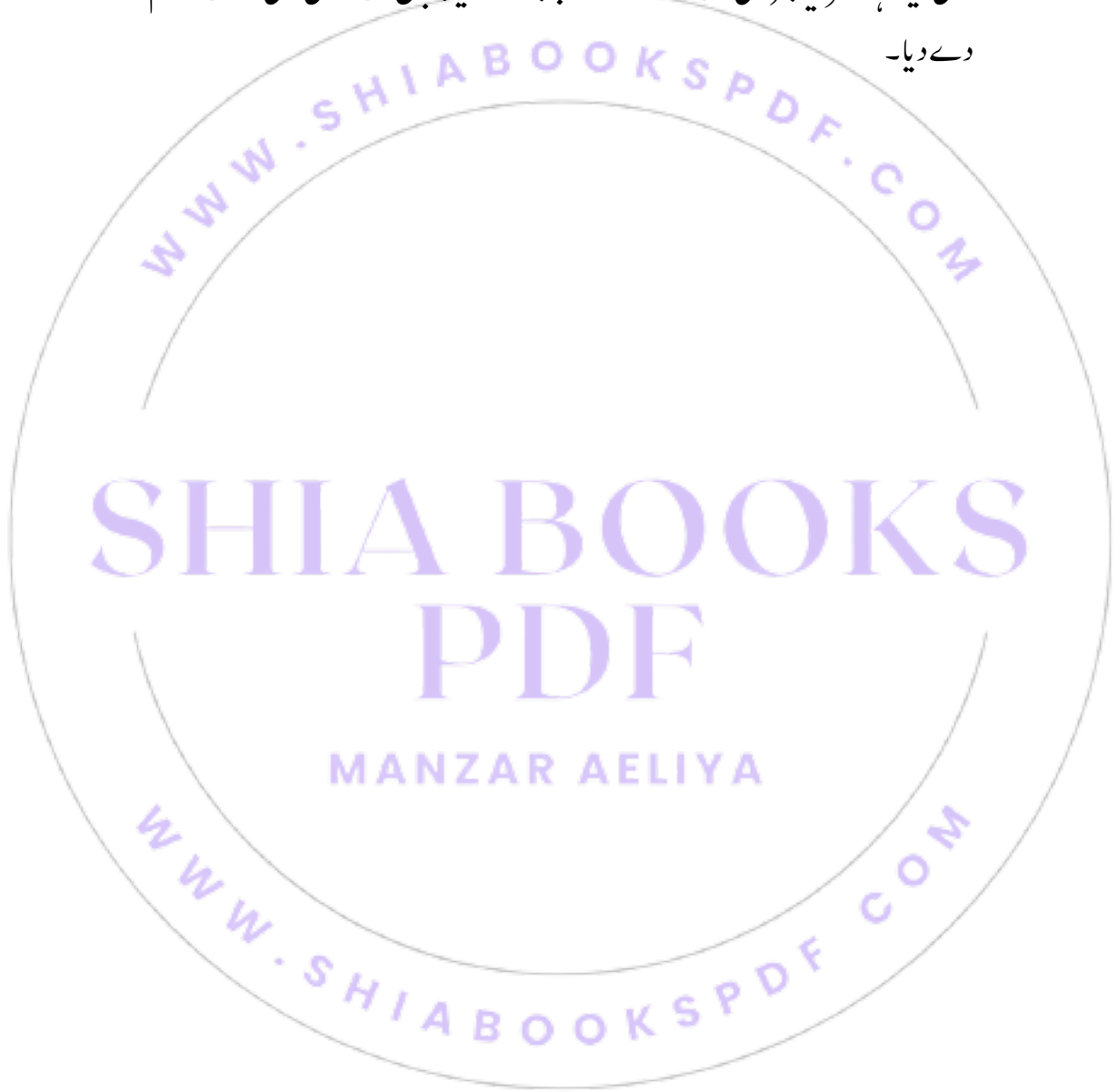
اس نے پوچھا جب وضو سے فارغ ہوتے تو کیا کہتے؟

فرمایا سورہ انعام اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے (پھر جب انہوں نے وہ نصیحت فراموش کر دی جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر طرح (کی خوشحالی) کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ وہ ان بخششوں پر خوب خوش ہو رہے تھے ہم نے اچانک انہیں اپنی گرفت میں لے لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے، اس طرح ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی اور ثنائے کامل اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔)

حجاج نے کہا، میرا خیال ہے کہ وہ اس کی ہمارے بارے میں تاویل کرتے تھے۔

۲۴۴..... رجال ابو عمرو کشی؛ معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

حضرت قنبر نے کہا: ہاں، حجاج نے کہا، اگر میں تیری گردن مارنے کا حکم دوں تو تیرا ردّ عمل کیا ہے؟ فرمایا پھر میں سعادت مند اور تو بد بخت ہو گیا، حجاج نے انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا۔



رُشید ہجری^{۱۸۰}

۱۳۱ حَدَّثَنِي أَبُو أَحْمَدَ وَ نَسَخْتُ مِنْ خَطِّهِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَنَاطِ، عَنْ وَهَيْبِ بْنِ حَفْصِ الْجَرِيرِيِّ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ الْبَجَلِيِّ، عَنْ قَنَوَاءِ بِنْتِ رُشِيدِ الْهَجْرِيِّ، قَالَ قُلْتُ لَهَا أَخْبِرْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ أَخْبِرْنِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ يَا رُشِيدُ كَيْفَ صَبْرُكَ إِذَا أُرْسِلَ إِلَيْكَ دَعَىٰ بَنِي أُمَيَّةَ فَقَطَّعَ يَدَيْكَ وَ رَجَلَيْكَ وَ لِسَانَكَ! قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ^{۱۸۱} آخِرُ ذَلِكَ إِلَى الْجَنَّةِ فَقَالَ يَا رُشِيدُ أَنْتَ مَعِيَ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ.

MANZAR AELIYA

ابو حیان بجلی نے رشید ہجری کی دختر قنواء سے پوچھا مجھے اپنے بابا کی حدیث سنائیے، فرمایا میں نے باب سے سنا تھا کہ مجھے امیر المؤمنین نے خبر دی، اے رشید، تیرے صبر کی کیا حالت

^{۱۸۰}۔ رجال برقی، ص ۴، رجال کشی، ص ۵۷۵ ح ۱۳۱، رجال شیخ، ص ۱۴۱ اصحاب علی، ا، و ص ۱۶۷ اصحاب امام حسن نمبر او ص ۸۹، اصحاب امام حسین، نمبر ۴، رجال ابن داود، ص ۹۵، قسم اول نمبر ۶۱۵، تنقیح المقال، ج ۱ ص ۴۳۱، مجمع رجال الحدیث، ص ۱۹۷ نمبر ۴۵۹۸، تحریر طاووسی، ص ۲۰۸ نمبر ۱۶۲، رجال علامہ علی ص ۷۵۔
^{۱۸۱} رجال الکشی، ص: ۷۶

ہوگی جب بنی امیہ سے ملحق ہونے والا شخص تجھے بلائے گا اور تیرے ہاتھ، پاؤں اور زبان کاٹ دے گا؟ میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! اس کا نتیجہ جنت ہے، آپ نے فرمایا اے رشید، تو دنیا و آخرت میں میرے ساتھ ہے۔

قَالَتْ، فَوَاللَّهِ مَا ذَهَبَتِ الْآيَامُ حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيْهِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الدَّعِيُّ فَدَعَاهُ إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَأَبَى أَنْ يَبْرَأَ مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الدَّعِيُّ فَبَأَى مِيتَةً قَالَ لَكَ تَمُوتُ فَقَالَ لَهُ أَخْبَرَنِي خَلِيلِي أَنْكَ تَدْعُونِي إِلَى الْبَرَاءَةِ مِنْهُ فَلَا أَبْرَأُ فَتَقَطَّعْ يَدَيَّ وَرِجْلِي وَلسَانِي، فَقَالَ وَاللَّهِ لَأُكْذِبَنَّ قَوْلَهُ فَيْكَ، قَالَ فَقَدَّمُوهُ فَقَطَّعُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَتَرَكَوْا لِسَانَهُ، فَحَمَلَتْ أَطْرَافَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ، فَقُلْتُ يَا أَبَتُ هَلْ تَجِدُ الْمَاءَ لَمَّا أَصَابَكَ فَقَالَ لَا يَا بُنَيَّةُ إِلَّا كَالزَّحَامِ بَيْنَ النَّاسِ، فَلَمَّا احْتَمَلْنَاهُ وَأَخْرَجْنَاهُ مِنَ الْقَصْرِ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلَهُ، فَقَالَ أَيُّنُونِي بِصَحِيفَةٍ وَدَوَاتٍ أَكْتُبُ لَكُمْ مَا يَكُونُ إِلَى يَوْمِ السَّاعَةِ! فَأُرْسَلَ إِلَيْهِ الْحَجَّامُ حَتَّى قَطَعَ لِسَانَهُ، فَمَاتَ رَحْمَةً اللَّهُ عَلَيْهِ فِي لَيْلَتِهِ.

قنواء کہتی ہے، خدا کی قسم، دن گزرتے گئے یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد نے انہیں امیر المؤمنین سے براءت کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے کہا، تجھے کس طرح کی شہادت کی خبر دی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے حبیب نے مجھے خبر دی کہ تو مجھے ان سے براءت کا حکم دے گا تو میں ایسا نہ کروں گا تو تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دے گا، تو اس نے کہا، خدا کی قسم میں ان کا قول جھٹلاؤں گا، اور انکے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی زبان چھوڑ دی لوگ انہیں اٹھا کر لائے، میں نے عرض کی اے بابا، کیا آپ کو اس مصیبت سے درد محسوس ہو رہا ہے، انہوں نے فرمایا اے بیٹی، مجھے بس اتنی اذیت

ہوئی ہے جتنا کہ کوئی شخص لوگوں کے ہجوم میں پھنس جائے تو اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے، لوگ ان کا تماشا دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے، انہوں نے فرمایا لوگو، گاغذ اور قلم لے آؤ، میں تمہیں قیامت تک کے مہم حوادث لکھوانا چاہتا ہوں (اور لوگوں کو امیر المؤمنینؑ کے فضائل لکھوانا شروع کر دیے حجاج کے لوگوں نے اسے اس کی خبر دی) تو اس نے حجام کو بھیجا اور ان کی زبان کٹوا دی اور اسی رات ان کی وفات ہو گئی۔

قَالَ: وَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يُسَمِّيهِ رُشِيدَ الْبَلَايَا وَ كَانَ قَدْ أَلْقَى إِلَيْهِ عِلْمَ الْبَلَايَا وَ الْمَنَايَا، وَ كَانَ حَيَاتِهِ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلَ قَالَ لَهُ فُلَانٌ أَنْتَ تَمُوتُ بِمِيتَةِ كَذَا وَ تُقْتَلُ أَنْتَ يَا فُلَانٌ بِقِتْلَةِ كَذَا وَ كَذَا فَيَكُونُ كَمَا يَقُولُ رُشِيدٌ، وَ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَقُولُ أَنْتَ رُشِيدُ الْبَلَايَا أَيْ تُقْتَلُ بِهَذِهِ الْقِتْلَةِ، فَكَانَ كَمَا قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع).

کشی فرماتے ہیں؛ امیر المؤمنینؑ ان کو رشید البلیا یا المنایا کہتے ہیں؛ اور ان کی زندگی میں جب ان سے کوئی شخص ملتا تو انہیں اس کی وفات کی خبر دیتے اور بتاتے کہ تجھے کس طرح قتل کیا جائے گا تو اسی طرح ہوتا جس طرح وہ خبر دیتے اور امیر المؤمنینؑ فرماتے تو رشید البلیا ہے یعنی تو اس طرح مصیبت کے ساتھ قتل ہوگا تو اسی طرح ہوا جس طرح امیر المؤمنینؑ نے خبر دی۔

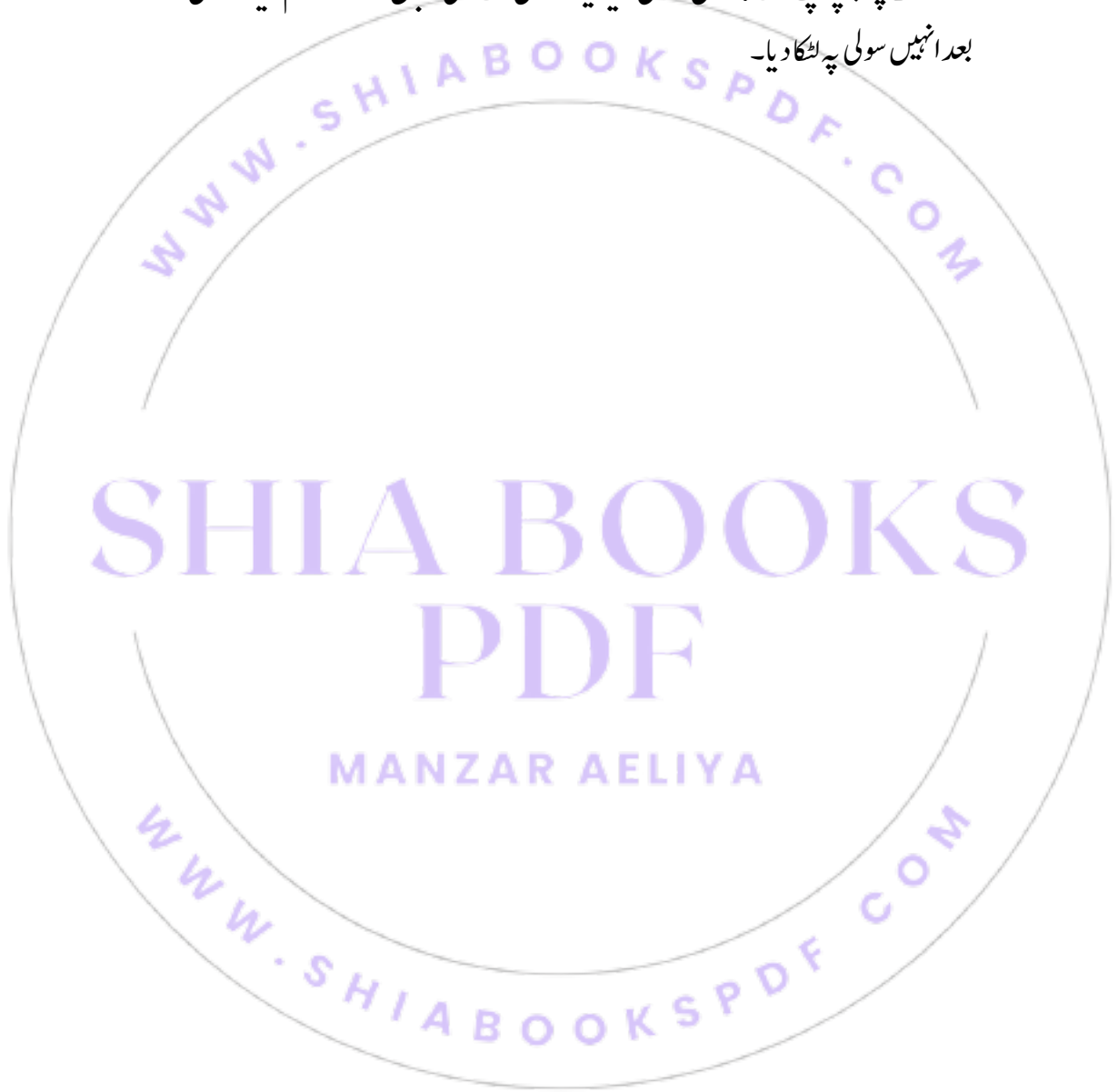
۱۳۲ جبریل، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ النَّضْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ فَضِيلِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ خَرَجَ ۱۸۲ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَوْمًا إِلَى بُسْتَانِ الْبُرْنِيِّ وَ مَعَهُ أَصْحَابُهُ، فَجَلَسَ تَحْتَ نَخْلَةٍ

ثُمَّ أَمَرَ بِنَخْلَةٍ، فَلَقِطَتْ فَأَنْزَلَ مِنْهَا رُطْبًا فَوَضَعَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، قَالُوا، فَقَالَ رُشَيْدُ
 الْهَجْرِيُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَطِيبَ هَذَا الرُّطْبُ فَقَالَ يَا رُشَيْدُ أَمَا إِنَّكَ
 تُصَلِّبُ عَلَى جَذْعِهَا، فَقَالَ رُشَيْدٌ فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَيْهَا طَرَفِي النَّهَارِ أُسْقِيهَا، وَ
 مَضَى أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) قَالَ: فَجِئْتُهَا يَوْمًا وَقَدْ قَطَعْتُ سَعْفَهَا قُلْتُ اقْتَرَبَ
 أَجَلِي، ثُمَّ جِئْتُ يَوْمًا فَجَاءَ الْعَرِيفُ فَقَالَ أَجِبِ الْأَمِيرَ! فَاتَيْتُهُ فَلَمَّا دَخَلْتُ
 الْقَصْرَ فَإِذَا الْخَشَبُ مُلْقَى، ثُمَّ جِئْتُ يَوْمًا آخَرَ فَإِذَا النُّصْفُ الْآخِرُ قَدْ جُعِلَ
 زُرْنُوقًا يَسْتَقَى عَلَيْهِ الْمَاءُ، فَقُلْتُ مَا كَذَبَنِي خَلِيلِي فَاتَانِي الْعَرِيفُ فَقَالَ أَجِبِ
 الْأَمِيرَ! فَاتَيْتُهُ فَلَمَّا دَخَلْتُ الْقَصْرَ إِذَا الْخَشَبُ مُلْقَى فَإِذَا فِيهِ الزُّرْنُوقُ فَجِئْتُ
 حَتَّى ضَرَبْتُ الزُّرْنُوقَ بِرِجْلِي ثُمَّ قُلْتُ لَكَ غَدِيَّتٌ وَ لِي أُنَيْتٌ ثُمَّ ادْخَلْتُ
 عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ هَاتِ مِنْ كَذِبٍ صَاحِبِكَ! فَقُلْتُ وَاللَّهِ مَا أَنَا
 بِكَذَّابٍ وَ لَقَدْ أَخْبَرَنِي أَنَّكَ تَقْطَعُ يَدِي وَ رِجْلِي وَ لِسَانِي، قَالَ إِذَا وَ اللَّهُ
 نَكَذِبُهُ اقْطَعُوا^{۱۸۳} يَدَهُ وَ رِجْلَهُ وَ أَخْرَجُوهُ، فَلَمَّا حَمَلَ إِلَى أَهْلِهِ أَقْبَلَ يَحْدُثُ
 النَّاسَ بِالْعِظَائِمِ وَ هُوَ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ سَلُونِي فَإِنَّ لِلْقَوْمِ عِنْدِي طَلِبَةً لَمْ
 يَقْضُوا، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى ابْنِ زِيَادٍ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعْتَ قَطَعْتَ يَدَهُ وَ رِجْلَهُ
 وَ هُوَ يَحْدُثُ النَّاسَ بِالْعِظَائِمِ! قَالَ رُدُّوهُ وَ قَدْ انْتَهَى إِلَى بَابِهِ، فَرُدُّوهُ فَأَمَرَ
 بِقَطْعِ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ وَ لِسَانِهِ وَ أَمَرَ بِصَلْبِهِ.

فضیل بن زبیر نے کہا کہ امیر المومنینؑ ایک دن زرد کھجور کے باغ کی طرف چلے گئے جبکہ آپ کے ساتھ اپنے اصحاب بھی تھے آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے پھر کھجور کو حکم دیا تو اس پر خوشے آگئے پھر اس سے تازہ کھجوریں اتاری گئیں اور ان کے سامنے رکھ دی گئیں انہوں نے بیان کیا کہ رشید ہجری نے عرض کی مولا امیر المومنینؑ، یہ کھجوریں کتنی شریفین ہیں، آپ نے فرمایا اے رشید، تجھے ایسی ہی کھجور کے تنے پہ سولی دی جائے گی، رشید کا بیان ہے میں صبح شام اس درخت کو پانی دیتے تھے اور اس کا خیال رکھا کرتے، جب امام امیر المومنینؑ کی شہادت ہو گئی تو رشید ایک دن اس درخت کے پاس آئے تو اس کا تناکا ناچکا ہے، میں نے دل میں کہا میری موت کا وقت کا قریب ہے پھر ایک دن ایک حکومتی شخص آیا اس نے کہا، امیر نے تجھے بلایا ہے میں اس کے پاس پہنچا جب میں دارالامارہ میں پہنچا تو وہ لکڑی پڑی ہوئی تھی پھر دوسرے دن گیا تو دوسرا حصہ کنویں کی پلی کی طرح لٹکا دیا گیا تھا میں نے کہا میرے حبیب نے سچ کہا تھا پھر میرے پاس اس کا بلانے والا آیا کہ امیر بلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا جب قصر میں داخل ہوا، وہ لکڑی لٹکائی گئی تھی اور اس میں کنویں کی پلی پڑی ہوئی تھی اور اس پلی کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا تیرے لیے مجھے غذا دی گئی ہے اور تو میرے لیے پیدا ہوئی پھر میں عبید اللہ کے پاس پہنچا، اس نے کہا جو تیرے امام نے جھوٹ بولا پیش کر۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں ہر گز جھوٹ نہیں بولتا، آپ نے مجھے خبر دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹے گا تو اس نے کہا خدا کی قسم ہم ضرور ان کو جھٹلائیں گے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹو اور اسے باہر نکال دو، جب انہیں انکے اہل و عیال کی طرف اٹھالے جا رہے تھے تو انہوں نے لوگوں کو عظیم حادثات کی خبر دینا شروع کر دی اور کہنے لگے لوگو مجھ سے پرچھو مجھ سے پوچھو یہ قوم مجھ سے ایک بات طلب کرتے ہیں جو انہیں نصیب نہیں ہوگی، ایک شخص نے ابن زیاد کو اس کی خبر دی کہ تو نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جبکہ وہ لوگوں کو

۲۵۰..... رجال ابو عمرو کشی؛ معصومینؑ کے فرامین کا مجموعہ

عظیم حادثات کی خبریں دے رہا ہے تو اس نے حکم دیا کہ اسے واپس لاؤ جبکہ لوگ انہیں انکے دروازے پر پہنچا چکے تھے، انہیں واپس لایا گیا اور اس نے انکی زبان کاٹنے کا حکم دیا اور اس کے بعد انہیں سولی پہ لٹکا دیا۔



حبيب بن مظاهر^{١٨٣}

١٣٣ جبريل بن أحمد، قال حدثني محمد بن عبد الله بن مهران، قال حدثني أحمد بن النضر، عن عبد الله بن يزيد الأسدي، عن فضيل بن الزبير، قال مررنا بالتمار على فرس له فاستقبل حبيب بن مظاهر الأسدي عند مجلس بني أسد، فتحدثنا حتى اختلف أعناق فرسهما، ثم قال حبيب: لكانني بشيخ أصلع ضخم البطن يبيع البطح عند دار الزرق [الزرق قد صلب في حب أهل بيت نبيه (ع) و يبقر بطنه على الخشبة، فقال ميثم: و إنني لأعرف رجلاً أحمر له ضفیرتان يخرج لينصر ابن نبيه فيقتل و يجال برأسه بالكوفة، ثم افترقا، فقال أهل المجلس ما رأينا أحداً أكذب من هذين، قال،

^{١٨٣} - رجال شيخ، ص ٣٨، من أصحاب أمير المؤمنين، نمر ٣، "حبيب بن مظاهر اسدي" و ص ٦٤، أصحاب حسن، نمر ٤، و ص ٤٢، أصحاب حسين، نمر ١، رجال برقي، ص ٣، أصحاب أمير المؤمنين، شرطية الخميس ميس کہا "حبيب بن مظاهر اسدي"، رجال ابن داود، ص ٤٠، قسم اول، نمر ٤٨، رجال علامه حلي، ص ٦١، نمر ٢، فرمايا؛ "حبيب بن مظاهر الاسدي - بضم الميم و فتح الظاء المعجمة و تشديد الهاء و الراء الخیر، و قيل: مظاهر - مشكور رحمہ اللہ، قتل مع الحسين عليه السلام بکربلاء"، تنقيح المقال، مامقانی، ج ١، ص ٢٥٣ -

فَلَمْ يَفْتَرِقْ أَهْلُ الْمَجْلِسِ حَتَّى أَقْبَلَ رُشَيْدُ الْهَجْرِي فَطَلَبَهُمَا^{۱۸۵} فَسَأَلَ أَهْلَ الْمَجْلِسِ عَنْهُمَا فَقَالُوا: افْتَرَقَا وَ سَمِعْنَاهُمَا يَقُولَانِ كَذَا وَ كَذَا، فَقَالَ رُشَيْدٌ رَحِمَ اللَّهُ مِيثِمًا نَسِي وَ يَزَادُ فِي عَطَاءِ الَّذِي يَجِيءُ بِالرَّأْسِ مَائَةً دَرَاهِمًا، ثُمَّ أَدْبَرَ، فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا وَ اللَّهُ أَكْذِبُهُمْ، فَقَالَ الْقَوْمُ هَذَا وَ اللَّهُ مَا ذَهَبَتِ الْيَامُ وَ اللَّيَالِي حَتَّى رَأَيْتَاهُ مَصْلُوبًا عَلَى بَابِ دَارِ عَمْرٍو بْنِ حُرَيْثٍ، وَ جِيءَ بِرَأْسِ حَبِيبِ بْنِ مُظَاهِرٍ قَدْ قُتِلَ مَعَ الْحُسَيْنِ (ع) وَ رَأَيْنَا كُلَّ مَا قَالُوا-

فضیل بن زبیر نے کہا کہ ایک دن میثم تمار اور حبیب بن مظاہر مختلف سمتوں سے آرہے تھے کہ راستے میں بنی اسد کی ایک مجلس کے نزدیک ان کی ملاقات ہو گئی کچھ دیر باتیں کرتے رہے اس وقت وہ باہم اس قدر قریب ہو گئے کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں باہم ملی ہوئی تھیں پھر حبیب نے کہا میں گویا عمر رسیدہ بزرگ کو دیکھ رہا ہوں جن کے سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں، پیٹ بڑا ہے اور دارالرزق کے پاس خر بوزے کے پتتا ہے اسے محبت اہل بیت کے حرم کی پاداش میں سولی پر لٹکا دیا گیا ہے، یہ سن کر میثم تمار نے کہا میں بھی ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کا رنگ سرخ و سفید ہے اور سر پر دو گیسوں ہیں جو اپنے رسول کے نواسے کی نصرت کے لیے نکلے گا اور قتل کیا جائے گا اور پھر اس کے سر کو کوفہ کے بازاروں میں پھرایا جائے گا اس گفتگو کے بعد وہ جدا ہو گئے کچھ لوگ جو ان دونوں کی پر اسرار گفتگو کو سن رہے تھے کہنے لگے ہم نے ان سے زیادہ کوئی جھوٹا نہیں دیکھا ابھی اہل مجلس اسی جگہ تھے کہ رشید ہجری ان دونوں کی تلاش میں وہاں پہنچ گئے اور اہل مجلس سے انکے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا ابھی یہاں موجود تھے اور اس قسم کی باتیں کر رہے تھے تو رشید نے کہا، خدا میثم پر رحم کرے وہ اس

قدر بھول گئے کہ جو دختر رسول کے ناصر کا سردر بار میں پیش کرے گا اسے ایک سو درہم دوسروں سے زیادہ انعام دیا جائے گا اور یہ بیان کر کے رشید چلے گئے لیکن یہ سن کر لوگ کہنے لگے بخدا، یہ ان دونوں سے زیادہ جھوٹا ہے، راویوں کا بیان ہے کوئی زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ ہم نے کوفہ میں عمرو بن حریث کے دروازے پر میثم تمار کو سولی پر لٹکے ہوئے دیکھا اور حبیب کے سر کو بازاروں میں پھراتے ہوئے دیکھا، اس طرح انہوں نے جو کچھ کہا تھا ہم نے بچشم خود دیکھ لیا۔

وَ كَانَ حَبِيبٌ مِنَ السَّبْعِينَ الرَّجَالَ الَّذِينَ نَصَرُوا الْحُسَيْنَ (ع) وَ لَقُوا جِبَالَ الْحَدِيدِ وَ اسْتَقْبَلُوا الرِّمَاحَ بِصُدُورِهِمْ وَ السُّيُوفَ بِوُجُوهِهِمْ وَ هُمْ يَعْرَضُ عَلَيْهِمُ الْأَمَانُ وَ الْأَمْوَالُ فَيَأْبُونَ وَ يَقُولُونَ لَا عُدْرَانَ لَنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ (ص) إِنْ قَتَلَ الْحُسَيْنُ وَ مَنَّا عَيْنٌ تَطْرَفُ حَتَّى قَتَلُوا حَوْلَهُ، وَ لَقَدْ مَزَحَ حَبِيبُ بْنُ مَظَاهِرِ الْأَسَدِيِّ، فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ بْنُ حَصِينِ الْهَمْدَانِيُّ وَ كَانَ يُقَالُ لَهُ سَيِّدُ الْقُرَاءِ يَا أَخِي لَيْسَ هَذِهِ بَسَاعَةٌ ضَحِكٌ، قَالَ فَأَيُّ مَوْضِعٍ أَحَقُّ مِنْ هَذَا بِالسُّرُورِ وَ اللَّهُ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَمِيلَ عَلَيْنَا هَذِهِ الطَّغَامُ بِسُيُوفِهِمْ فَنُعَانِقُ الْحُورَ الْعَيْنِ. قَالَ الْكَشِيُّ: هَذِهِ الْكَلِمَةُ مُسْتَخْرَجَةٌ مِنْ كِتَابِ مَفَاخِرِ الْكُوفَةِ وَ الْبَصْرَةِ.

حبیب ان ستر افراد میں سے تھے جنہوں نے امام حسین کی نصرت کی اور لوہے کی تلواروں سے ٹکرائے اور اپنے سینے نیزوں اور اپنے چہرے تلواروں کے سپرد کر دیئے حالانکہ دشمن انہیں امان اور مال و دولت کی پیش کش کر رہے تھے مگر انہوں نے یہ سب کچھ ٹھکرا دیا اور کہنے لگے اگر ہمارے سامنے امام حسین شہید ہو جائیں تو ہم رسول اکرم کے پاس کیسے جائیں گے؟ یہاں تک کہ وہ امام حسین کے گردا گرد شہید ہو گئے، عاشورا کے دن حبیب خوشی سے ہنس پڑے تو

زید بن حصین ہمدانی نے کہا جو سید القراء تھے؛ یہ گھڑی ہنسنے کی نہیں ہے! تو حبیب نے جواب دیا تو پھر کونسی گھڑی اس سے زیادہ خوشی کی سزاوار ہے، خدا کی قسم یہ ابوباش غنڈے ابھی ہم پر حملہ کریں گے اور ہم حور العین سے جا ملیں گے، کشتی فرماتے ہیں یہ آخری تبرہ میں نے کتاب مفاخر کوفہ و بصرہ سے اخذ کیا ہے۔

SHIA BOOKS PDF

MANZAR AELIYA

بیستم شمار^{۱۸۶}

۱۳۴ حمدویہ و ابراہیم، قالوا حدثنا أيوب بن نوح، عن صفوان،^{۱۸۷} عن عاصم بن حميد، عن ثابت التقي، قال لما مر بميثم ليصلب، قال رجل يا ميثم لقد كنت عن هذا غنيا، قال فالتفت إليه ميثم ثم قال: والله ما نبتت هذه النخلة إلا لي ولا اغتذيت إلا لها.

ثابت ثقفی کا بیان ہے جب ميثم کو سولی چڑھانے کے لیے لے جا رہے تھے تو ایک شخص نے کہا: اے ميثم! تم تو اس سے بڑے بے نیاز تھے، تو ميثم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں نے اس کھجور کو صرف اپنے لیے لگایا اور اس کی پرورش کی۔

MANZAR AELIYA

^{۱۸۶} رجال البرقي ۴، رجال الكشي، ص ۷۹-۸۷، الاختصاص شيخ مفيد، ص ۳، ۷، ۸، ۶۱، ۷۵، ۷۶، الارشاد مفيد، ص ۳۲۳، ۳۲۴، رجال الطوسي ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۷۹، ۸۱، فهرست الطوسي ۱۱۳، ۷۶، ۳ (ضمن ترجمة علي بن إسماعيل بن ميثم) و ۱۷۳، ۲۵، روضة الواعظين قتال نيشابوري ۲۸۸، المناقب ابن شهر آشوب ص ۲، رجال علامه حلي ۸۸، ۸۹ (ضمن ترجمة صالح بن ميثم)، الاصابة في تمیيز الصحابة ص ۳، ۷۹، ۸۲، نقد الرجال ۳۵۹، جامع الرواة ص ۲، ۲۸۲، وسائل الشيعية ۲۰ ص ۳۵۶، ۱۱۹۸، بحجة الآمال ص ۷، ۱۲۳، تنقيح المقال ص ۳، ۲۶۲، ۱۲۳، تأسيس الشيعية ۲۸۳، ۳۵۵، اعيان الشيعية ۱۰ ص ۱۹۸، الذريعة إلى تصانيف الشيعية ص ۳، ۱۳۱، ۱۳۳، ميثم التمار محمد حسين المظفر، الاعلام زرکلی ص ۳۳۶، مجمع رجال الحديث ص ۱۹، ۱۲۹، ۱۲۹، ۱۲۹، قاموس الرجال ص ۹، ۱۶۲.

^{۱۸۷} رجال الكشي، ص: ۸۰

۱۳۵ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ النَّهْدِيِّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شَعِيبٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ مِيثَمٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو خَالِدٍ التَّمَّارُ، قَالَ كُنْتُ مَعَ مِيثَمِ التَّمَّارِ بِالْفَرَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَهَبَّتْ رِيحٌ وَهُوَ فِي سَفِينَةٍ مِنْ سَفَنِ الرُّمَّانِ، قَالَ فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى الرِّيْحِ فَقَالَ: شُدُّوا بِرَأْسِ سَفِينَتِكُمْ إِنَّ هَذِهِ رِيحٌ عَاصِفٌ مَاتَ مَعَاوِيَةَ السَّاعَةَ، قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ الْجُمُعَةُ الْمَقْبِلَةَ قَدِمَ بَرِيدٌ مِنَ الشَّامِ فَلَقِيْتَهُ فَاسْتَخْبَرْتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا الْخَبْرُ قَالَ النَّاسُ عَلَى أَحْسَنِ حَالٍ تُوْفِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَبَايَعَ النَّاسُ يُزِيدَ، قَالَ قُلْتُ أَيُّ يَوْمٍ تُوْفِي قَالَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

ابوصالح کا بیان ہے کہ جمعہ کا دن تھا میں اور میثم تمار دریاے فرات میں کشتی کا سفر کر رہے تھے اچانک سخت آندھی چلی تو انہوں نے نکل کر دیکھا اور اس کی خصوصیات کا مشاہدہ کرنے کے بعد فرمایا اپنی کشتیوں کو باندھ دو، یہ طوفان ہے معاویہ ابھی مرا ہے، میں نے یہ سن کر تعجب کیا پس جب دوسرا جمعہ ہوا شام سے قاصد پہنچ گیا اس نے معاویہ کے مرنے کی اطلاع دی۔ میں نے اس سے معاویہ کے مرنے کی تاریخ اور دن پوچھا تو اس نے وہی تاریخ اور دن بتایا جو کہ میثم نے مجھے پہلے بتادیا تھا میں نے قاصد سے پوچھا اے بندہ خدا کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا لوگ ٹھیک ہیں اور امیر مر چکا ہے اور لوگوں نے یہ زید کی بیعت کر لی ہے میں نے پوچھا معاویہ کس دن مرا؟ اس نے کہا پچھلے جمعہ کے دن۔

۱۳۶ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ الطَّيَالِسِيِّ، قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ابْنِ بِنْتِ إِيَّاسِ الْوَشَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خِدَاشِ الْمُهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ فَضِيلِ الرَّسَّانِ، عَنْ حَمْرَةَ

بْنِ مِيثِمٍ، قَالَ خَرَجَ أَبِي إِلَى الْعُمْرَةِ، فَحَدَّثَنِي قَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهَا) فَضَرَبْتُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا خَدْرًا، فَقَالَتْ لِي أَنْتَ مِيثِمٌ فَقُلْتُ أَنَا مِيثِمٌ فَقَالَتْ كَثِيرًا مَا رَأَيْتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ ابْنَ فَاطِمَةَ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) يَذْكُرُكَ، قُلْتُ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ خَرَجَ فِي غَنَمٍ لَهُ أَنْفًا، قُلْتُ أَنَا^{۱۸۸} وَاللَّهِ أَكْثَرَ ذِكْرَهُ فَأَقْرَبِيهِ السَّلَامَ فَإِنِّي مُبَادِرٌ، فَقَالَتْ يَا جَارِيَةَ اخْرُجِي فَادْهِنِيهِ! فَخَرَجْتُ فَدَهَنْتُ لِحْيَتِي بَيَانًا، فَقُلْتُ أَمَا وَاللَّهِ لئن دَهَنْتَهَا لَتُخْضَبَنَّ فِيكُمْ بِالْدمَاءِ، فَخَرَجْنَا فَإِذَا ابْنُ عَبَّاسٍ (رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا) جَالِسٌ، فَقُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ سَلْنِي مَا شِئْتَ مِنْ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ فَإِنِّي قَرَأْتُ تَنْزِيلَهُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) وَعَلَّمَنِي تَأْوِيلَهُ! فَقَالَ يَا جَارِيَةَ الدَّوَاةُ وَقَرطَاسًا، فَأَقْبِلِي كِتَابِي، فَقُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ بَكَ إِذَا رَأَيْتَنِي مَصْلُوبًا تَاسِعَ تَسْعَةٍ أَقْصَرَهُمْ خَشَبَةً وَأَقْرَبَهُمْ بِالْمَطْهَرَةِ-

حمزہ بن میثم کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو مجھے حدیث نقل کی کہ میں نے ام سلمیٰ سے انکے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا گیا، انہوں نے فرمایا تو میثم ہے؟ میں نے عرض کی ہاں، فرمایا میں نے امام حسین سے تیرا بہت ذکر خیر سنا ہے میں نے عرض کی آپ اب کہاں ہو گئے؟ فرمایا ابھی آپ اپنی جائیداد کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔

^{۱۸۸}رجال الکشی، ص: ۸۱

میں نے عرض کی، خدا کی قسم، ان سے زیادہ میں ان کا ذکر خیر کرتا ہوں میرا اسلام آپ کو پہنچانا میں ابھی جلدی میں ہوں، تو انہوں نے کہا اے کنیز انہیں تیل لگا دو تو اس نے میری داڑھی میں بان کی خوشبو کا تیل لگا دیا۔

میں نے عرض کی، خدا کی قسم، اگر تم نے اسے خوشبودار تیل لگا یا ہے تمہاری محبت میں یہ خون سے رنگین ہوگی، ہم وہاں سے نکلے اچانک ابن عباس بیٹھے ہوئے مل گئے میں نے کہا ارے جو چاہے قرآن کی تفسیر پوچھو میں نے قرآن کی تنزیل کا علم امام امیر المؤمنین سے سیکھا ہے اور مجھے آپ نے اس کی تاویل کی بھی تعلیم دی۔

ابن عباس نے کہا، کنیز ذرا قلم دوات لا دو، میں نے کہا اے ابن عباس اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو مجھے ان نو میں سے ایک سولی پہ لٹکا ہوا پائے گا جن کی پھانسی کی لکڑی چھوٹی اور جائے طہارت کے قریب ہوگی۔

فَقَالَ لِي وَتَكْهَنُ أَيضاً خَرَقَ الْكِتَابَ، فَقُلْتُ مَهْ أَحْتَفِظُ بِمَا سَمِعْتُ مِنِّي فَإِنْ يَكُ مَا أَقُولُ لَكَ حَقًّا أَمْسَكْتَهُ وَ إِنْ يَكُ بَاطِلًا خَرَقْتَهُ! قَالَ هُوَ ذَاكَ. فَقَدِمَ أَبِي عَلَيْنَا فَمَا لَبِثَ يَوْمِينَ حَتَّى أُرْسِلَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ فَصَلَبَهُ تَاسِعَ تِسْعَةِ أَقْصَرِهِمْ خَشْبَةً وَأَقْرَبَهُمْ إِلَى الْمَطْهَرَةِ، فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ الَّذِي جَاءَ إِلَيْهِ لِيَقْتُلَهُ وَ قَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِالْحَرْبَةِ وَ هُوَ يَقُولُ أَمَا وَ اللَّهُ لَقَدْ كُنْتُ مَا عَلِمْتَكِ إِلَّا قَوْمًا ثُمَّ طَعَنَهُ فِي خَاصِرَتِهِ فَأَجَافَهُ فَاحْتَقَنَ الدَّمَ فَمَكَثَ يَوْمِينَ ثُمَّ إِنَّهُ فِي الْيَوْمِ الثَّلَاثِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْمَغْرَبِ أَنْبَعَتْ مِنْخِرَاهُ دَمًا فَخَضِبَتْ لِحْيَتَهُ بِالْأَمَاءِ.

ابن عباس نے کہا تو کہانت کا شکار ہے اور اس ورق کو پھاڑنے لگے میں نے کہا ارے ٹھہرنا، جو کچھ مجھ سے سنا ہے اسے محفوظ کر لے اگر ایسے ہی ہو جیسے میں نے کہا ہے تو اسے سنبھال کر

رکھنا اور اگر یہ غلط نکلے تو اسے پھاڑ دینا، اس نے کہا ٹھیک ہے، راوی کہتا ہے میرے والد گھر واپس آئے ابھی دو دن نہیں گزرے تھے کہ عبید اللہ بن زیاد نے انہیں قید کرایا اور نو افراد کے آخر میں ان کو پھانسی دی جن کی پھانسی کی لکڑی چھوٹی اور جائے طہارت کے قریب تھی، میں نے دیکھا اس شخص کو جو انہیں قتل کرنے آیا اس نے اس کی گرز کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے تجھے بڑا سیدھا بنایا اور پھر ان کی ران میں دے مارا، خون بہتا رہا، دو دن اسی حالت میں رہے پھر تیسرے دن عصر کے بعد اور مغرب سے پہلے ان کی ناک سے خون شروع ہو گیا اور ان کی ریش خون سے رنگین ہو گئی۔

۱۳۷ قَالَ أَبُو النَّصْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ، وَ حَدَّثَنِي أَيْضًا بِهَذَا الْحَدِيثِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَقْرَعِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مَهْزِيَارٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ فَضِيلٍ، عَنْ عَمْرَانَ بْنِ مِيثِمٍ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ۱۸۹: هُوَ حَمْزَةٌ بِنِ مِيثِمٍ خَطًّا، وَقَالَ عَلِيُّ: أَخْبَرَنِي بِهِ الْوَشَاءُ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ سِوَاءَ غَيْرِ أَنَّهُ ذَكَرَ عَمْرَانَ بْنَ مِيثِمٍ. اسے دوسری سند سے نقل کیا۔

۱۳۸ حَمْدُويِهِ وَ إِبْرَاهِيمَ، قَالَا حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ حَنَّانِ بْنِ سَدِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ قَالَ لِي مِيثِمُ التَّمَارُ ذَاتَ يَوْمٍ يَا أَبَا حَكِيمٍ إِنِّي أَخْبِرُكَ بِحَدِيثٍ وَ هُوَ حَقٌّ، قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا صَالِحٍ بَأَى شَيْءٍ تُحَدِّثُنِي قَالَ إِنِّي أَخْرَجْتُ الْعَامَ إِلَى مَكَّةَ فَإِذَا قَدِمْتُ الْقَادِسِيَّةَ رَاجِعًا أُرْسِلَ إِلَيَّ هَذَا الدَّعِيُّ ابْنُ زِيَادٍ رَجُلًا فِي مِائَةِ فَارِسٍ حَتَّى يَجِيءَ بِي إِلَيْهِ، فَيَقُولُ لِي أَنْتَ مِنْ هَذِهِ السَّبَابَةِ الْخَبِيثَةِ

المُحْتَرَقَةُ الَّتِي قَدْ بَيَسَتْ عَلَيْهَا جُلُودُهَا وَ اَيْمُ اللّٰهِ لَأُقَطِّعَنَّ يَدَكَ وَ رِجْلَكَ!
فَأَقُولُ لَأَرْحَمَكَ اللّٰهُ فَوَ اللّٰهُ لَعَلِيَّ كَانَ أَعْرَفَ مِنْكَ مِنْ حَسَنِ حِينَ ضَرَبَ
رَأْسَكَ بِالذَّرَّةِ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ يَا أَبَةَ لَأُتَضَّرِبَهُ فَإِنَّهُ يُحِبُّنَا وَ يُبْغِضُ عَدُوَّنَا،
فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ (ع) مُجِيبًا لَهُ اسْكُتْ يَا بَنِيَّ فَوَ اللّٰهِ لَأَنَا أَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ فَوَ الَّذِي
فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسْمَةَ إِنَّهُ لَوْلِيٌّ لِعَدُوِّكَ وَ عَدُوٌّ لَوْلِيِّكَ، قَالَ، فَيَأْمُرُ بِي عِنْدَ
ذَلِكَ فَأُصَلِّبُ فَأَكُونُ أَوَّلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أُجْمَعُ بِالشَّرِيطِ فِي الْإِسْلَامِ ١٩٠ فَإِذَا كَانَ
يَوْمَ الثَّلَاثِ فَقُلْتُ غَابَتِ الشَّمْسُ أَوْ لَمْ تَغِبْ ابْتَدَرَ مَنْخَرَايَ دَمًا عَلَى صَدْرِي
وَ لِحْيَتِي. قَالَ: فَرَصَدْنَاهُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الثَّلَاثِ فَقُلْتُ غَابَتِ الشَّمْسُ أَوْ لَمْ
تَغِبْ ابْتَدَرَ مَنْخَرَاهُ عَلَى صَدْرِهِ وَ لِحْيَتِهِ دَمًا، قَالَ: فَاجْتَمَعْنَا سَبْعَةً مِنْ
التَّمَارِينِ فَاتَّعَدْنَا لِحَمَلِهِ فَجِئْنَا إِلَيْهِ لَيْلًا وَ الْحِرَاسُ يُحْرَسُونَهُ وَ قَدْ أَوْقَدُوا
النَّارَ فَحَالَتْ النَّارُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ، فَاحْتَمَلْنَاهُ بِخَشْبَتِهِ حَتَّى انْتَهَيْنَا بِهِ إِلَى فَيْضِ
مِنْ مَاءٍ فِي مُرَادٍ فَدَفَنَاهُ فِيهِ وَ رَمِينَا بِخَشْبَتِهِ فِي مُرَادٍ فِي الْخَرَابِ، وَ أَصْبَحَ
فَبَعَثَ الْخَيْلَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا، قَالَ، وَ قَالَ يَوْمًا: يَا أَبَا حَكِيمٍ تَرَى هَذَا الْمَكَانَ
لَيْسَ يُؤَدِّي فِيهِ طَسْقٌ وَ الطَّسْقُ أَدَاءُ الْأَجْرِ، وَ لَتُنْ طَالَتْ بِكَ الْحَيَاةُ لَتُؤَدِّيَنَّ
طَسْقَ هَذَا الْمَكَانِ إِلَى رَجُلٍ فِي دَارِ الْوَلِيدِ بْنِ عَقَبَةَ اسْمُهُ زَرَّارَةٌ. قَالَ سَدِيرٌ:
فَأَدَيْتُهُ عَلَى خِزْيٍ إِلَى رَجُلٍ فِي دَارِ الْوَلِيدِ بْنِ عَقَبَةَ يُقَالُ لَهُ زَرَّارَةٌ.

حنان بن سدیر نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کی کہ ایک دن مجھے میثم تمار نے کہا اے ابو حکیم! میں تجھے ایک ایسی بات بتاؤں جو حق ہے، میں نے کہا اے ابو صالح، وہ کیا ہے؟ فرمایا میں اس سال مکہ گیا جب واپسی پر قادیسیہ پہنچا تو میری طرف اس بے نسلے نے سوگھڑ سوار بھیجے وہ مجھے اس کے پاس لے گئے، اس نے مجھ سے کہا تو ان سببہ (خلفاء کو سب و شتم کرنے والے، سبائیہ گروہ میں سے نہایت خشک مزاج شخص ہے جو خبیث دل جلے ہیں، مجھے خدا کی قسم میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا میں نے کہا خدا تجھے غارت کرے، امام علیؑ حسن کی نسبت تجھے زیادہ پہچانتے تھے جب امام علی نے تجھے درہ مارا اور امام حسن نے کہا: بابا اسے نہ ماریں، یہ ہم سے محبت رکھتا ہے، اور ہمارے دشمنوں سے بغض رکھتا ہے، تو امام علی نے جواب دیا تھا کہ اے پیٹا خاموش رہو خدا کی قسم میں اس کی حقیقت کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگوفہ کیا اور روح خلق کی یہ تیرے دشمن کا دوست اور تیرے دوستوں کا دشمن ہے، میثم نے کہا یہ مجھے سولی پر لٹکانے کا حکم دے گا، اور میں اس امت میں پہلا ہونگا جسے کھجور کے پتوں سے بٹی ہوئی رسی سے لٹکایا جائیگا، جب تیسرا دن ہوگا دن غروب ہو یا نہ، میری ناک سے خون جاری ہو گا سینے و داڑھی کو رنگین کرے گا، تو ہم سات کھجور فروش جمع ہوئے اور ہم نے انکو اٹھالے بھاگنے پر اتفاق کر لیا، ہم رات کے وقت میثم کی سولی کے مقام پہ آئے جبکہ پہرے دار پہرہ دے رہے تھے انہوں نے آگ جلائی ہوئی تھی وہ آگ ہمارے اور ان کے درمیان حائل تھی تو ہم انہیں سولی کے لکڑی سمیت لے گئے یہاں تک کہ ہم قبیلہ بنی مراد کے ایک گھاٹ پر پہنچے، اور وہیں انہیں دفن کر دیا اور وہ لکڑی بنی مراد کے خرابے میں پھینک دی، صبح ہوئی تو ابن زیاد نے گھوڑے سوار بھیجے مگر انہیں کچھ نہ ملا، راوی کا بیان ہے کہ ایک دن میثم نے مجھ سے کہا اے ابو حکم تم اس جگہ کو دیکھ رہے ہو جہاں زمیں کا خراج ادا نہیں کیا جاتا، اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم اس جگہ کا خراج ولید بن

عقبہ کے گھر میں زرارہ نامی شخص کو دو گے، سدیر نے کہا؛ میں نے مجبور ہو کر وہیں اس کا ٹکس ادا کیا۔

۱۳۹ جبریل بن أحمد، حدیثی محمد بن عبد اللہ بن مہران، قال حدیثی محمد بن علی الصیرفی، عن علی بن محمد، عن یوسف بن عمران المیشمی، قال سمعت میثم النهروانی یقول دعانی امیر المؤمنین (ع) و قال کیف أنت یا میثم إذا دعاک دعی بنی امیة ابن دعیہا عبید اللہ بن زیاد إلى البراءة منی فقال یا امیر المؤمنین انا و اللہ لا ابرأ منک، قال إذا و اللہ یقتلک و یصلبک، قلت اصبر فذاک فی اللہ قلیل، فقال یا میثم إذا تكون معی فی درجتی. قال، و کان میثم یمر بعریف قومہ و یقول یا فلان کانی بک و قد دعاک دعی بنی امیة ابن دعیہا فیطلبنی منک ایاماً، فإذا قدمت علیک ذہبت بی إليه حتی یقتلنی علی باب دار عمرو بن حریث، فإذا کان یوم الرابع ابتدر منخرای دماً عیبطاً، و کان میثم یمر بنخلة فی سبخة فیضرب یدہ علیہا و یقول یا نخلة ما غذیت اإلی و ما غذیت اإلی لک، و کان یمر بعمرو بن حریث و یقول یا عمرو إذا جاورتک فأحسن جوارى، فکان عمرو یری انه یشتري داراً أو ضیعة لزیق ضیعتہ فکان یقول له عمرو لیتک قد فعلت!

بیٹم نہروانی کا بیان ہے کہ مجھے امام امیر المومنینؑ نے بلایا اور فرمایا اے بیٹم، تیری اس وقت کیا حالت ہوگی جب بنی امیہ کا بے نسلا شخص عبید اللہ بن زیاد تجھے مجھ سے براءت کرنے کے لیے بلائے گا میں نے عرض کی: اے امیر المومنین! خدا کی قسم میں آپ سے براءت نہیں کرونگا فرمایا خدا کی قسم پھر وہ تجھے قتل کریگا اور سولی چڑھائے گا، میں نے عرض کی، تو میں صبر کروں گا اور خدا کے لیے یہ بہت کم ہے، فرمایا اے بیٹم، پھر تو میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا، راوی کا بیان ہے کہ بیٹم اپنی قوم کے رئیس کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اے فلاں، گویا میں دیکھ رہا ہوں کے بنی امیہ کا بے نسلا شخص تجھ سے میرا مطالبہ کرے گا جب میں تیرے پاس آؤں گا تو مجھے لے کر اس کے پاس جائے گا یہاں تک کہ وہ مجھے عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پہ قتل کریگا، اور چوتھے روز میری ناک سے گاڑھا خون جاری ہوگا اور جب بیٹم شور زمین میں موجود کھجور کے درخت کے پاس سے گزرتے تو اس پہ اپنا ہاتھ مار کے کہتے اے، کھجور تجھے میرے لیے اور مجھے تیرے لیے رزق دیا گیا ہے، جب عمرو بن حریث کے پاس سے گزرتے تو فرماتے، جب میں تیرا ہمسایہ بنوں تو حق ہمسائیگی کو اچھی طرح نبھانا، تو عمرو خیال کرتا تھا کہ وہ اس کی جائیداد کے قریب کہیں کوئی گھریا جائیداد خریدنا چاہتے ہیں تو عمرو جواب میں کہتا: شاید تم یہ کرو!

ثُمَّ خَرَجَ مَيْثَمُ النَّهْرَوَانِيُّ إِلَى مَكَّةَ فَأَرْسَلَ الطَّاعِيَةَ عَدُوَّ اللَّهِ ابْنَ زِيَادٍ إِلَى عَرِيفِ مَيْثَمٍ فَطَلَبَهُ مِنْهُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ بِمَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ لَيْتَنِي لَمْ تَأْتِنِي بِهِ لَأَقْتُلَنَّكَ، فَاجْلَهُ أَجَلًا، وَخَرَجَ الْعَرِيفُ إِلَى الْقَادِسِيَّةِ يَنْتَظِرُ مَيْثَمًا، فَلَمَّا قَدِمَ مَيْثَمٌ قَالَ أَنْتَ مَيْثَمٌ قَالَ نَعَمْ أَنَا مَيْثَمٌ. قَالَ تَبْرَأُ مِنْ أَبِي تَرَابٍ! قَالَ لَا أَعْرِفُ أَبَا التَّرَابِ، قَالَ تَبْرَأُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ! فَقَالَ لَهُ فَإِنْ أَنَا لَمْ أَفْعَلْ قَالَ إِذَا وَاللَّهِ

لَأَقْتُلَكَ، قَالَ أَمَا لَقَدْ كَانَ يَقُولُ لِي إِنَّكَ سَتَقْتُلَنِي وَ تَصْلُبَنِي عَلَيَّ بَابِ عَمْرٍ وَ
 بِنِ حُرَيْثٍ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ ابْتَدَرَ مَنْخِرَايَ دَمًا عَبِيطًا، فَأَمَرَ بِهِ فَصَلَبَ عَلَيَّ
 بَابِ عَمْرٍ وَ بِنِ حُرَيْثٍ، فَقَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي (وَ هُوَ مَصْلُوبٌ) قَبْلَ أَنْ أَقْتَلَ فَو
 اللَّهُ لَأُخْبِرَنَّكُمْ بِعَلْمٍ مَا يَكُونُ إِلَيَّ أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ وَ مَا يَكُونُ مِنَ الْفِتَنِ فَلَمَّا
 سَأَلَهُ النَّاسُ حَدِيثَهُمْ حَدِيثًا وَاحِدًا، إِذْ أَتَاهُ رَسُولٌ مِنْ قَبْلِ ابْنِ ۱۹۲ زِيَادٍ فَالْجَمَهُ
 بِلِجَامٍ مِنْ شَرِيْطٍ، وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ وَ هُوَ مَصْلُوبٌ.

پھر میثم نہروانی مکہ کی طرف تشریف لے گئے تو دشمن خدا طاعوت، ابن زیاد نے میثم کے قومی
 ناظر کے پاس کارندہ بھیجا اور اس سے ان کا مطالبہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ مکہ چلے گئے ہیں تو اس
 نے کہا اگر اسے پیش نہ کرو تو میں تجھے قتل کروں گا، تو اس نے کچھ مدت مانگی اور قومی ناظر
 قادیسیہ کی طرف چلا تا کہ راستے میں میثم کا انتظار کرے جب میثم آئے تو اس نے کہا تم میثم ہوں
 ، فرمایا ہاں، کہا کیا تم ابو تراب سے براءت کرتے ہو، انہوں نے کہا میں ابو تراب کو نہیں جانتا
 ، اس نے کہا کیا علی بن ابی طالب سے براءت کرتے ہو! انہوں نے جواب دیا اگر ایسا نہ کروں
 تو کیا ہوگا؟ اس نے کہا پھر خدا کی قسم میں تجھے قتل کروں گا، اور کہنے لگا مجھے وہ پہلے ہی بتایا
 کرتے تھے کہ تو میرا استقبال کرے گا اور عمرو بن حریش کے دروازے پہ سولی لٹکائے گا،
 چوتھے روز میری ناک سے گازھا خون جاری ہوگا تو اسی طرح حکم دیا اور انہیں عمرو بن حریش
 کے دروازے پہ سولی دی گئی، تو انہوں نے سولی پہ کھڑے ہوئے فرمایا اے لوگو! مجھ سے پوچھ
 لو قبل اس کے کہ میں قتل ہو جاؤں خدا کی قسم میں تمہیں قیامت تک حالات اور فتنوں کی
 تمہیں خبر دوں گا، جب لوگوں نے اس سے پوچھا تو انہوں نے انہیں ایک حدیث بیان کی کہ

ابن زیاد کی طرف سے ایک پیام لانے والا پہنچ گیا اور اس نے بیٹم کو کھجور کی رسی سے لگام دی اور یہ پہلی لگام تھی جو ایک انسان کی دی گئی جبکہ وہ سولی پہ لٹکے ہوئے تھے۔

۱۴۰ و رُوِيَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا (ع) عَنْ أَبِيهِ، عَنْ آبَائِهِ (صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ) قَالَ أَتَى مِثْمَ التَّمَارِ دَارَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ نَائِمٌ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَتْنَبَهُ أَيُّهَا النَّائِمُ فَوَلَّى اللَّهُ لَتُخْضِبَنَّ لِحْيَتَكَ مِنْ رَأْسِكَ، فَاتْنَبَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) فَقَالَ أَدْخُلُوا مِثْمًا، فَقَالَ لَهُ أَيُّهَا النَّائِمُ وَاللَّهِ لَتُخْضِبَنَّ لِحْيَتَكَ مِنْ رَأْسِكَ فَقَالَ صَدَقْتَ وَأَنْتَ وَاللَّهِ لَتُقَطَّعَنَّ يَدَاكَ وَرِجْلَاكَ وَلسَانُكَ وَ لَتُقَطَّعَنَّ النَّخْلَةُ الَّتِي بِالْكُنَاسَةِ فَتَشَقُّ أَرْبَعٌ قِطْعٍ فَتُصَلَّبُ أَنْتَ عَلَى رُبْعِهَا وَ حَجْرُ بَنِ عَدَى عَلَى رُبْعِهَا وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَكْثَمٍ عَلَى رُبْعِهَا وَ خَالِدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَلَى رُبْعِهَا، قَالَ مِثْمٌ فَشَكَّكَتُ فِي نَفْسِي وَ قُلْتُ إِنَّ عَلِيًّا لِيُخْبِرُنَا بِالْغَيْبِ، فَقُلْتُ لَهُ أَوْ كَائِنَ ذَاكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ إِي وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ كَذَا عَهْدُهُ إِلَى النَّبِيِّ (ص) قَالَ، فَقُلْتُ لِمَ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لِيَأْخُذَنَّكَ الْعَتْلُ الزَّيْمِيُّ ابْنُ الْأَمَةِ الْفَاجِرَةِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: وَ كَانَ (ع) يَخْرُجُ إِلَى الْجَبَانَةِ وَ أَنَا مَعَهُ فَيَمْرُؤٌ بِالنَّخْلَةِ فَيَقُولُ لِي يَا مِثْمُ إِنَّ لَكَ وَ لَهَا شَأْنًا مِنَ الشَّانِ،

امام رضائے اپنے آباء سے بیان فرمایا کہ بیٹم تمار، امیر المؤمنین کے گھر حاضر ہوئے کہا گیا کہ آپ سو رہے ہیں، بلند آواز سے عرض کی، جاگئے، اے سونے والے خدا کی قسم! آپ کی ریش مبارک کو سر کے خون سے خضاب کیا جائیگا، امام امیر المؤمنین متوجہ ہوئے اور فرمایا بیٹم کو

لے آو تو اس نے دوبارہ عرض کی؛ اے سونے والے خدا کی قسم! آپ کی ریش مبارک کو سر کے خون سے خضاب کیا جائیگا، آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا، اور خدا کی قسم تیرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دی جائے گی اور کناسہ میں موجود کھجور کو کاٹ کر چار حصے کئے جائیں گے ایک چوتھائی پر تجھے، ایک چوتھائی پر حجر بن عدی کو، ایک چوتھائی پر محمد بن اکثم کو اور ایک چوتھائی پر خالد بن مسعود کو سولی دی جائے گی، میثم نے کہا میں نے دل میں سوچا کہ امام علی ہمیں غیب کی خبریں دیتے ہیں اور میں نے عرض کی، اے امیر المومنین کیا یہ ضرور ہوگا، فرمایا رب کعبہ کی قسم، ہاں اس طرح نبی اکرم ﷺ نے مجھے خبر دی تھی، تو میثم نے عرض کی، اے امیر المومنین، میرے ساتھ ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا تجھے حرام زادہ، بے نسلابدکار کنیز کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد پکڑے گا، راوی کہتا ہے کہ امیر المومنین جب انہ کی طرف جاتے ہیں ان کے ساتھ ہوتا تھا، آپ اس کھجور کے پاس سے گزرتے تو مجھ سے فرماتے؛ بے شک تیرا اور اس کا ایک واقعہ ہے۔

قَالَ، فَلَمَّا وَلِيَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ الْكُوفَةَ وَ دَخَلَهَا تَعَلَّقَ عِلْمَهُ بِالنَّخْلَةِ الَّتِي بِالْكُنَاسَةِ فَتَحْرَقَ فَتَطِيرَ مِنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ بِقَطْعِهَا، فَاشْتَرَاهَا ١٩٣ رَجُلٌ مِنَ النَّجَارِينَ فَشَقَّهَا أَرْبَعِ قَطْعٍ، قَالَ مَيْثَمٌ: فَقُلْتُ لِصَالِحِ ابْنِي فَخَذَ مَسْمَارًا مِنْ حَدِيدٍ فَأَنْقَشَ عَلَيْهِ اسْمِي وَ اسْمِ أَبِي وَ دَقَّهُ فِي بَعْضِ تَلْكَ الْأَجْذَاعِ، قَالَ فَلَمَّا مَضَى بَعْدَ ذَلِكَ أَيَّامٌ أَتَانِي قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ السُّوقِ فَقَالُوا يَا مَيْثَمُ أَنْهَضْ مَعَنَا إِلَى الْأَمِيرِ نَشْكُو إِلَيْهِ عَامِلَ السُّوقِ وَ نَسْأَلُهُ أَنْ يَعْزِلَهُ عَنَّا وَ يُوَلِّيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ، قَالَ، وَ كُنْتُ خَطِيبَ الْقَوْمِ فَانصتَ لِي وَ أَعْجَبَهُ مَنْطِقِي، فَقَالَ لَهُ عَمْرُو

بْنُ حُرَيْثٍ أَصْلَحَ اللَّهُ الْأَمِيرَ تَعْرِفُ هَذَا الْمُتَكَلِّمَ قَالَ مَنْ هُوَ قَالَ مِيشَمُ التَّمَارُ
الْكَذَّابُ مَوْلَى الْكَذَّابِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

جب عبید اللہ بن زیاد کوفہ کا گورنر بنا اور وہاں آیا تو اس کا جھنڈا کناسہ میں اسی کھجور کے ساتھ لٹکایا گیا تو وہ پھٹ گیا تو اس نے اس سے بد فال لیا تو اس نے اسے کاٹنے کا حکم دیا اسے ایک ترکھان نے خرید لیا اور اس کے چار ٹکڑے کئے، میثم نے کہا میں نے اپنے بیٹے صالح سے کہا لوہے کا کیل لے لو، اس پر میرا اور میرے باپ کا نام لکھ کر ان میں ایک ٹکڑے میں لگا دو، ابھی کچھ تھوڑے دن گزرے تھے کہ اہل بازار کا ایک گروہ میرے پاس آئے اور کہا اے میثم ہمارے ساتھ امیر کے پاس آؤ، ہم اس کو بازار کے عامل کی شکایت کرتے ہیں، اور اس کو معزول کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ کسی اور کو معین کرے، میثم کا بیان ہے میں قوم کا خطیب تھا، اس نے میری بات سنی اور میری گفتگو سے تعجب کرنے لگا لیکن عمرو بن حریش نے کہا خدا امیر کا بھلا کرے اس کو جانتے ہو، اس نے کہا، کون ہے؟ یہ جھوٹا میثم تمہارے ہے اور علی ابن ابی طالب کا غلام ہے۔

قَالَ فَاسْتَوَى جَالِسًا فَقَالَ لِي مَا تَقُولُ فَقُلْتُ كَذَبَ أَصْلَحَ اللَّهُ الْأَمِيرَ بَلْ أَنَا
الصَّادِقُ مَوْلَى الصَّادِقِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا، فَقَالَ لِي
لَتَبْرَأَنَّ مِنْ عَلِيٍّ وَ لَتَذْكُرَنَّ مَسَاوِيَهُ وَ تَتَوَلَّى عُثْمَانَ وَ تَذْكُرُ مَحَاسِنَهُ أَوْ
لَأَقْطَعَنَّ يَدَيْكَ وَ رَجْلَيْكَ وَ لَأُصَلِّبَنَّكَ! فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِي بَكَيْتَ مِنَ الْقَوْلِ
دُونَ الْفِعْلِ! فَقُلْتُ وَ اللَّهُ مَا بَكَيْتُ مِنَ الْقَوْلِ وَ لَا مِنَ الْفِعْلِ وَ لَكِنْ بَكَيْتُ مِنْ
شَكِّ كَانِ دَخَلَنِي يَوْمَ خَبَرَنِي سَيِّدِي وَ مَوْلَايَ، فَقَالَ لِي وَ مَا قَالَ لَكَ قَالَ،
فَقُلْتُ أَتَيْتُ الْبَابَ فَقِيلَ لِي إِنَّهُ نَائِمٌ، فَنَادَيْتُ أَنْتَبِهْ أَيُّهَا النَّائِمُ فَوَلَّى اللَّهُ لَتُخَضِبَنَّ

لِحَيْتِكَ مِنْ رَأْسِكَ! فَقَالَ صَدَقْتَ وَأَنْتَ وَاللَّهِ لَتُقَطَّعَنَّ يَدَاكَ وَرِجْلَاكَ وَ
 لِسَانُكَ وَتُصَلَّبَنَّ، فَقُلْتُ وَمَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ
 يَا خُذْكَ الْعَتَلُ الزَّئِيمُ ابْنُ الْأَمَةِ الْفَاجِرَةِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ فَاْمْتَلَأْ غِيظًا
 ثُمَّ قَالَ لِي وَاللَّهِ لَأُقَطَّعَنَّ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ وَلَأُدْعَنَنَّ لِسَانُكَ حَتَّى أُكْذِّبَكَ وَ
 أُكْذَّبَ مَوْلَاكَ، فَأَمَرَ بِهِ فَقَطَّعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ ثُمَّ أَخْرَجَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُصَلَّبَ.

میشم نے کہا ابن زیاد اٹھ کو بیٹھ گیا اور مجھ سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: خدا امیر کا بھلا
 کرے، میں سچا ہوں اور سچے امام علی بن ابی طالب کا غلام ہوں تو اس نے مجھ سے کہا تم علی سے
 براءت کر اور ان کی برائی بیان کر اور عثمان سے محبت کر اور ان کی اچھائی بیان کر ورنہ میں
 تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی لگا دوں گا، تو میں رونے لگا، اس نے کہا روتے کیوں ہو اس نے
 کہا ابھی ہماری بات سے رو رہے ہو، ابھی تو ہم نے عمل نہیں کیا، میں نے کہا نہ مجھے تمہاری
 بات سے خوف ہے اور نہ تیرے عمل سے رونا ہے میں تو اس شک و جہ سے رو رہا ہوں جو
 میرے ذہن میں اس دن پیدا ہوا جب میرے مولا و آقا نے مجھے اس کی خبر دی تھی، اس نے
 کہا تجھے کیا بتایا؟ میں نے کہا میں ایک دن آپ کے دروازے پہ گیا مجھے بتایا گیا کہ مولا سو رہے
 ہیں، میں نے آواز دی؛ جاگئے، اے سونے والے خدا کی قسم! آپ کی ریش مبارک کو سر کے
 خون سے خضاب کیا جائیگا، آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا، اور خدا کی قسم تیرے ہاتھ پاؤں اور
 زبان کاٹ دی جائے گی اور تجھے سولی دی جائے گی، اور میں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین،
 میرے ساتھ ایسا کون کریگا؟ فرمایا تجھے حرام زادہ، بے نسلا بدکار کنیز کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد
 پکڑے گا، تو وہ غصے سے بھر گیا اور کہنے لگا، خدا کی قسم، میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا اور تیری
 زبان چھوڑ دوں گا تاکہ تجھے اور تیرے امام کو جھٹلاؤں، اس کے حکم سے انکے ہاتھ پاؤں کاٹ
 دیئے گئے اور سولی پہ لٹکا دیا گیا۔

فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَرَادَ ۱۹۴ أَنْ يَسْمَعَ الْحَدِيثَ الْمَكْنُونِ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ (ع) قَالَ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ وَأَقْبَلَ يُحَدِّثُهُمُ بِالْعَجَائِبِ، قَالَ، وَخَرَجَ عَمْرُو بْنُ حَرِيثٍ وَهُوَ يَرِيدُ مَنْزِلَهُ فَقَالَ مَا هَذِهِ الْجَمَاعَةُ قَالُوا مِيثَمُ التَّمَارِ يُحَدِّثُ النَّاسَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ فَانصَرَفَ مُسْرِعًا فَقَالَ أَصْلَحَ اللَّهُ الْأَمِيرَ بَادِرٌ فَابْعَثْ إِلَى هَذَا مَنْ يَقْطَعُ لِسَانَهُ فَإِنِّي لَسْتُ أَمِنُ أَنْ تَتَّغِيرَ قُلُوبَ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَيَخْرُجُوا عَلَيْكَ، قَالَ فَالْتَفَتَ إِلَى حَرَسِيٍّ فَوْقَ رَأْسِهِ فَقَالَ أَذْهَبُ فَاقْطَعْ لِسَانَهُ، قَالَ، فَأَتَاهُ الْحَرَسِيُّ فَقَالَ لَهُ يَا مِيثَمُ! قَالَ مَا تَشَاءُ قَالَ أَخْرَجْ لِسَانَكَ قَدْ أَمَرَنِي الْأَمِيرُ بِقَطْعِهِ، قَالَ مِيثَمُ أَلَا زَعَمَ ابْنُ الْأَمَةِ الْفَاجِرَةَ أَنَّهُ يُكْذِبُنِي وَ يُكْذِبُ مَوْلَى هَاكَ لِسَانِي، قَالَ، فَقَطَعَ لِسَانَهُ وَ تَشَحَّطَ سَاعَةً فِي دَمِهِ ثُمَّ مَاتَ، وَ أَمْرٌ بِهِ فَصْلَبَ، قَالَ صَالِحٌ فَمَضَيْتُ بَعْدَ ذَلِكَ بِأَيَّامٍ فَإِذَا هُوَ قَدْ صُلِبَ عَلَى الرَّبِيعِ الَّذِي كُنْتُ دَقَقْتُ فِيهِ الْمِسْمَارَ.

تو میثم بلند آواز سے پکارے، اے لوگو جو امام علی بن ابی طالب کی حدیث سننا چاہے ادھر آئے، لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے انہیں عجیب الامور کی خبریں دینا شروع کر دیں، ادھر سے عمرو بن حریش گھر جانے کس لیے نکلا، کہنے لگا یہ کیا جماعت ہے، لوگ کہنے لگے، میثم تمہارے لوگوں کو امام علی بن ابی طالب کی احادیث سنارہے ہیں تو وہ جلدی سے لوٹ کر ابن زیاد کے پاس گیا اور کہا، اے امیر خدا تیرا بھلا کرے، جلدی کرو کسی کو بھیج کر ان کی زبان کٹوادو مجھے خطرہ ہے کہ اہل کوفہ کے بدل جائیں، اور تجھ پر خروج کریں تو وہ اپنے پاس ایک نگہبان کی طرف متوجہ

ہوا اور کہا جا کر اس کی زبان کاٹ دے، وہ میثم کے پاس آیا اور کہا تو کیا چاہتا ہے؟ اپنی زبان نکالو مجھے امیر نے بھیجا ہے کہ اسے کاٹ دوں، میثم نے کہا اس بدکار کنیر کے بیٹے نے گمان کیا ہے کہ وہ مجھے اور میرے مولا کو جھٹلائے گا، آئیہ میری زبان حاضر ہے، اس نے زبان کاٹ دی اور ایک گھڑی وہ خون میں لوٹتے رہے اور ان کی روح پرواز کر گئی اور انہیں سولی پہ لٹکا دیا گیا، صالح نے کہا میں کچھ دن بعد وہاں سے گزرا میں دیکھا وہ وہی چوتھائی تھی جس میں، میں نے کیل لگائی تھی۔

عبداللہ بن شداد بن ہاد^{۱۹۵}

۱۴۱ وَجَدْتُ فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ شَادَانَ بْنِ نُعَيْمٍ بِخَطِّهِ، رَوَى عَنْ حُمَرَانِ بْنِ أَعْيَنَ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يُحَدِّثُ عَنْ آبَائِهِ (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) أَنَّ رَجُلًا كَانَ مِنْ شِيعَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (ع) مَرِيضًا شَدِيدَ الْحُمَى، فَعَادَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ (ع) فَلَمَّا دَخَلَ بَابَ الدَّارِ طَارَتْ الْحُمَى عَنِ الرَّجُلِ، فَقَالَ لَهُ قَدْ رَضِيتُ بِمَا أُوتِيتُمْ بِهِ حَقًّا حَقًّا وَالْحُمَى تَهْرَبُ مِنْكُمْ، فَقَالَ: وَاللَّهِ

MANZAR AELIYA

^{۱۹۵}۔ تہذیب الکمال: ۸۱/۱۵، ۳۳۳۰۔ الطبقات الکبری: ۶۱/۵، تاریخ الاسلام، حوادث سنہ ۸۱ ص ۱۱۳۔ تقریب التہذیب: ۱/۳۲۲، ۳، رجال صحیح البخاری: ۴۱۱/۱۔ سیر اعلام النبلاء: ۳۸۹/۳۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۱۰/۶، ۳۰۔ تاریخ مدینہ دمشق: ۱۵۱/۲۹، صحیح البخاری: ۸۵/۱، ذیل باب الصلاة علی النساء وسنتها، ص ۷۸، وج ۲۲۸/۳، باب الحین ومن یترس بترس صاحبہ۔ صحیح مسلم: ۳۶۷/۱، کتاب الصلاة، الحدیث ۵۱۳، وج ۱۸۷/۴، کتاب الفضائل ذیل ح ۴۱۔ سنن ابی داؤد: ۹۶/۲، کتاب الزکاة، الحدیث ۱۵۶۵، وج ۳۲۹/۳، کتاب الأدب، باب فی رد الوسوسة، الحدیث ۵۱۱۲۔ سنن الترمذی: ۶۵۰/۵، کتاب المناقب، الباب (۲۷)۔ سنن ابن ماجہ: ۸۵۶/۲، کتاب الجرد، الحدیث ۲۵۶۰۔ سنن النسائی: ۵۷/۲، کتاب المساجد۔ رجال الشیخ الطوسی: ۱۷۱، ۶۵۵۔

^{۱۹۶}۔ رجال الکثی، ص: ۸۸۔

مَا خَلَقَ اللَّهُ شَيْئًا إِلَّا وَ قَدْ أَمَرَهُ بِالطَّاعَةِ لَنَا، يَا كِبَاسَةَ قَالِ فَإِذَا نَحْنُ نَسْمَعُ الصَّوْتَ وَ لَا نَرَى الشَّخْصَ يَقُولُ لِيَّيْكَ، قَالَ أَلَيْسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَمْرَكَ إِلَّا تَقْرَبِي إِلَّا عَدُوًّا أَوْ مُذْنِبًا لَكَی تَكُونَ كَفَّارَةً لَذُنُوبِهِ، فَمَا بَالُ هَذَا وَ كَانَ الرَّجُلُ الْمَرِيضُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيِّ.

حمران بن اعین نے امام صادق سے روایت کی کہ آپ نے اپنے آباء سے نقل فرمایا امام امیر المؤمنین کے ایک شیعہ کو سخت بخار تھا امام سجاد نے اس کی عیادت کی جب آپ اس کے گھر کے دروازے سے وارد ہوئے اس کا بخار جاتا رہا، اس شخص نے عرض کی میں اس چیز پہ راضی ہوں جو تمہیں حق کے ساتھ عطا ہوئی ہے اور بخار بھی آپ سے فرار اختیار کرتا ہے، فرمایا خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو خلق نہیں کیا مگر اس کو ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے، پھر فرمایا اے کباسہ! (یہ بخار کو خطاب تھا اسے اس وجہ سے یہ نام دیا کہ وہ مومنین کے گناہوں کو جھاڑا ہے) راوی کہتا ہے کہ ہم نے ایک آواز سنی مگر کسی کو نہیں دیکھا، اس نے کہا؛ بلکہ، فرمایا؛ کیا امام امیر المؤمنین نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ تو صرف دشمن یا ایسے گناہ گار کو لاحق ہوگا جس کے گناہوں کا کفارہ ہو تو اس کے پاس کیوں ہے؟ وہ مریض شخص عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی تھا۔

MANZAR AELIYA

WWW.SHIABOOKSPDF.COM

حارث اعمور^{۱۹۷}

۱۴۲ حَمْدُوِيَهٗ وَ اِبْرَاهِيْمُ، قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ فَضِيْلِ الرَّسَّانِ، عَنْ اَبِي عُمَرَ الْبَزَّازِ، قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، وَ هُوَ يَقُوْلُ وَ كَانَ اِذَا غَدَا اِلَى الْقَضَاءِ جَلَسَ فِي مَكَانِي فَاِذَا رَجَعَ جَلَسَ فِي مَكَانِي، فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا اَبَا عُمَرَ اِنَّ لَكَ عِنْدِي حَدِيْثًا اُحَدِّثُكَ بِهِ! قَالَ

۱۹۷۔ رجال شیخ، ص ۳۸ اصحاب امیر المؤمنین، نمبر ۴ فرمایا "حارث ہمدانی حلقی" و ص ۶۷ اصحاب امام حسن، نمبر ۳ فرمایا؛ حارث اعمور، رجال برقی، ص ۳ اولیاء امیر المؤمنین، فرمایا؛ حارث بن عبد اللہ اعمور، ہمدانی، تہذیب التہذیب ابن حجر، ج ۲ ص ۱۲۶ نمبر ۲۴۸ عنوان دیا؛ حارث بن عبد اللہ اعمور ہمدانی خارنی، ابو زہیر کوفی خارنی "مالک بن عبد اللہ بن کثیر ملقب خارف کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ ہمدان کا باپ تھا، حلقی کسی مصدر میں ذکر نہیں ہے، رجال علامہ، قسم الاول، ص ۵۴ نمبر ۸ اور فرمایا کئی نے ان کے ترجمہ میں ایک روایت نقل کی جس سے میرے نزدیک ان کی عدالت ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایک حد تک ترجیح حاصل ہوتی ہے (ولادت بہا عندی عدالت، بل ترجیح ما) رجال ابن داود، ص ۶۷ نمبر ۳۵۷ فرمایا؛ حارث اعمور صحابی امام علی علیہ السلام، کئی: نے ممدوح قرار دیا اور ص ۶۹ نمبر ۳۷۳ میں فرمایا؛ حارث ہمدانی حلقی صحابی امام علی علیہ السلام، اسے رجال شیخ میں مہمل چھوڑا ہے، رجال کئی، ص ۸۹ ج ۱۲۲، تنقیح المقال، ج ۱ ص ۱۶۔ سیر اعلام النبلاء: ۱۱۵۲/۴۔ تاریخ اہماء: ۵۴۔ تہذیب الکمال: ۱۰۲۵/۵۔ تاریخ الاسلام: ۹۰، حوادث سنہ (۷۰)۔ میزان الاعتدال: ۱/۳۳۷۔ تاریخ اہماء: اثنتان: ۱۱۰۸/۲۶۹۔ تقریب التہذیب: ۱۱۳۱/۱۔ المعارف ابن قتیبة: ۶۲۴۔ سنن ابی داود: ۲۳۹/۱، کتاب الصلاة، باب النبی عن التلقین، الحدیث ۹۰۸۔ سنن الترمذی: ۱۱۷۲/۵۔ کتاب فضائل القرآن۔ سنن ابن ماجہ: ۱۳۹/۱، کتاب الطہارة، باب (۴۰)، الحدیث ۳۹۶۔ سنن النسائی: ۱۳۷/۸، کتاب الزینہ۔

قُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَمْرٍو مَا زَالَ لِي ضَالَّةٌ عِنْدَكَ، قَالَ، فَقَالَ: لِي لَا أُمَّ لَكَ فَأَيُّ ضَالَّةٍ تَقَعُ لَكَ عِنْدِي، قَالَ، فَأَبَى أَنْ يُحَدِّثَنِي يَوْمَئِذٍ، قَالَ: ثُمَّ سَأَلْتَهُ بَعْدَ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو حَدِّثْنِي بِالْحَدِيثِ الَّذِي قُلْتَ لِي قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ الْأَعْمُرَ وَهُوَ يَقُولُ أُتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيًّا (ع) ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ يَا أَعْمُرُ مَا جَاءَكَ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ جَاءَ بِي وَاللَّهِ حُبُّكَ، قَالَ، فَقَالَ أَمَا إِنِّي سَأَحَدُثُكَ لِتَشْكُرَهَا، أَمَا إِنَّهُ لَا يَمُوتُ عَبْدٌ يَحْبِنِي فَتَخْرُجَ نَفْسُهُ حَتَّى يَرَانِي حَيْثُ يَحِبُّ وَلَا يَمُوتُ عَبْدٌ يَبْغِضُنِي فَتَخْرُجَ نَفْسُهُ حَتَّى يَرَانِي حَيْثُ يَكْرَهُ. قَالَ، ثُمَّ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ بَعْدُ: أَمَا إِنَّ حُبَّهُ لَا يَنْفَعُكَ وَبُغْضُهُ لَا يَضُرُّكَ.

ابو عمر بزاز نے کہا کہ میں نے شعبی سے سنا جب وہ صبح قضاوت کے لیے آتے تو میرے پاس بیٹھتے اور جب شام کو گھر لوٹ کر جاتے تو میرے پاس بیٹھتے، ایک دن اس نے مجھ سے کہا: اے ابو عمر، تیرے لیے میرے پاس ایک حدیث ہے جو میں تجھے بیان کروں گا، میں نے کہا: اے ابو عمرو (شعبی کی کنیت سے خطاب) میری گمشدہ چیز تیرے پاس ہے؟ اس نے کہا، ارے ماں کے، تیری کونسی گمشدہ چیز میرے پاس ہے؟ اور اس دن وہ حدیث سنائے بغیر چلے گئے پھر بعد میں، میں نے ان سے پوچھا ارے ابو عمرو، وہ حدیث سنائیے جس کا تم نے بتایا تھا، اس نے کہا میں نے حارث اعمور سے سنا، ان کا بیان ہے کہ میں ایک رات امام علی امیر المؤمنین کے پاس آیا، تو آپ نے آنے کا سبب پوچھا میں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین، خدا کی قسم آپ کی محبت لائی ہے، فرمایا میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں تاکہ تو اس کا شکر کرے، جان لے مجھ سے محبت رکھنے والا شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک مجھے ویسے دیکھ نہ لے جیسے

اسے پسند تھا اور مجھ سے بغض رکھنے والا اس وقت تک نہیں مرتاجب تک مجھے دیکھ نہ لے جو اسے ناپسند تھا۔

۱۴۳ جعفر بن معروف، قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بِشِيرٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَلِيِّ (ع) قَالَ قَالَ لِي الْحَارِثُ تَدْخُلُ مَنْزِلِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ (ع) عَلِيٌّ شَرَطُ أَنْ لَا تَدْخُرَ لِي شَيْئًا مِمَّا فِي بَيْتِكَ وَلَا تَكَلِّفَ لِي شَيْئًا مِمَّا وَرَاءَ بَابِكَ، قَالَ نَعَمْ، فَدَخَلَ يَتَحَرَّقُ وَيُحِبُّ أَنْ يَشْتَرِيَ لَهُ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لَهُ، حَتَّى قَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَا حَارِثُ، قَالَ هَذِهِ دَرَاهِمٌ مَعِيَ وَ لَسْتُ أَقْدِرُ عَلَيَّ أَنْ أَشْتَرِيَ لَكَ مَا أُرِيدُ، قَالَ أَوْ لَيْسَ قُلْتُ لَكَ لَا تَكَلِّفْ مَا وَرَاءَ بَابِكَ فَهَذِهِ مِمَّا فِي بَيْتِكَ۔

میمون بن مهران نے امام علی سے روایت کی کہ حارث نے مجھ سے کہا کہ اے میرا مومنین، میرے گھر تشریف لائیے، امام نے فرمایا اس شرط پر کہ کوئی ایسی چیز تیار نہ کرو جو تیرے گھر میں نہ ہو اور کسی ایسی چیز کا تکلف نہ کرو جو باہر سے لانی ہو، اس نے عرض کی ٹھیک ہے، تو حارث واپس آ گیا جبکہ اس کی بڑی خواہش تھی کہ بازار سے کچھ خرید کر لاتا مگر اس کا خیال تھا کہ یہ اس کے لیے جائز نہیں، حتیٰ امام تشریف لائے اور اسے آواز دی، اے حارث، اس نے عرض کی مولا، یہ میرے پاس درہم ہیں لیکن میں آپ کے لیے کچھ خرید نہیں سکا آپ نے فرمایا میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ کسی ایسی چیز کا تکلف نہ کرنا جو تیرے گھر میں نہ ہو۔

تم الجزء الأول و يتلوه حديث نعيم بن دجاجة الأَسَدِيّ، رجال كشي كا پہلا جزء تمام
 ہو اور دوسرے جزء کی ابتداء نعيم بن دجاجة اسدی کی حدیث سے ہوگی، وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
 الْعَالَمِينَ أُولَا و آخِرَا و صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ -

[تتمہ بحث]

جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ اور امام علیؑ کے اصحاب کا
 ذکر کیا گیا لیکن ان تمام کو بیان نہیں کیا اس لیے ضرورت ہے کہ اس کی تکمیل کے لیے دیگر
 اصحاب باوفا کا ذکر کیا جائے سر دست کمیل بن زیاد کے تعارف کا اضافہ کیا جاتا ہے:
 کمیل ابن زیاد ابن نہیک نخعی کوفی ۱۹۸ یمینی قبیلہ نخع کے فرد ۱۹۹ اور رسول خدا ﷺ کے
 تابعی ۲۰۰ اور حضرت امام علیؑ کے رازدار صحابی اور امام حسنؑ ۲۰۱ و حسینؑ کے حیداروں میں سے

۱۹۸ - تہذیب الکمال مزی، تحقیق ڈاکٹر بشار عواد معروف، ۲۲ ص ۲۱۸ ن ۲۹۹۶، طبقات ابن سعد: ۶ / ۱، ۷۹ / ۱، الاصابہ فی
 معرفۃ الصحابہ ص ۳۰۰ ن ۵۰۳، تاریخ خلیفہ، ۲۲۲، طبقات خلیفہ: ۲۳۹ ن ۱۰۵۸ تاریخ کبیر، بخاری: ۷
 ص ۲۴۳ ن ۱۰۳۶، ثقات العلی، ورق ۴۶، المعرفۃ والتاریخ یعقوب: ۲ / ۲، الجرح والتعديل: ۷ ص ۷۲، ۷۹، ۹۹۵،
 الجرح و حین ابن حبان: ۲ / ۲، ثقات ابن حبان: ۵ / ۲۴۱، الکامل فی التاریخ: ۳ / ۱۳۸، ۱۳۴، ۱۸۳، ۲۰۵، ۳۷۶،
 ۳۷۹، ضعفاء ابن جوزی، ورق ۱۳۲، دیوان الضعفاء، ن ۳۲۸۹، المغنی: ۲ ن ۵۱۰۹، نہایۃ السؤل، ورق ۳۱۰، تہذیب
 التہذیب: ۸ / ۸، ۴۳۷ - ۴۳۸ تقریب التہذیب ۲ ص ۱۳۶، خلاصۃ الخرزجی: ۲ ن ۵۹۹، شذرات الذہب، ابن عماد
 حنبلی: ۱ / ۹۱، الانساب ۵ ص ۷۳، اللباب فی تہذیب الانساب ص ۳۱۴، میزان الاعتدال ذہبی ص ۳۱۵، ۷۹، ۶۹،

تھے ۲۰۲، آپ شجاع و بہادر، شب زندہ دار اور بلند پایہ عالم و دانش مند تھے، عثمان کے زمانے میں حق گوئی کے جرم میں زید بن صوحان، صعصعہ بن صوحان، مالک اشتر وغیرہ کے ساتھ کوفہ سے حمص شہر کی طرف جلاوطن ہوئے اور امام علیؑ کی اس بات پر بیعت کی کہ آخری دم

حلیت الاولیاء ابو نعیم اصفہانی، ص ۷۹، البدایہ و النہایہ ۹ ص ۵۰، الاعلام زر کلی ص ۲۳۳، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ص ۱۳۹، المحسن ابو العرب محمد بن احمد تمیمی م ۳۳۳ھ، ص ۲۱۲، تاریخ دمشق، ابن عساکر، ج ۵۰، ص ۲۵۰۔
۱۹۹۔ قبیلہ نخع وہ یمن لوگ تھے جنہوں نے کوفہ کی طرف ہجرت کی اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: خدایا ان میں برکت دے، حماسہ آفرینان، ہادی دست باز، ج ۱، ص ۱۰۵۔

۲۰۰۔ کمیل کی تاریخ ولادت کی تصریح نہیں کی گئی لیکن قرآن سے اس کے بارے میں انداز لگایا جاسکتا ہے: ۱۔ مورخین نے کمیل کی شہادت ۸۳/۸۲ھ میں بیان کی اور ۲۔ دوسرا انہوں نے یہ لکھا ہے کہ کمیل ۹۰ سال کی عمر میں شہید ہوئے پس ان کا تولد ۷۶ قبل از ہجرت ہونا چاہیے اسی لیے ابن حجر عسقلانی نے دعویٰ کیا ہے کہ کمیل نے اٹھارہ سال نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے درک کئے، کمیل نے جوانی کو یمن میں گزارا اور جب وہاں اسلام کی دعوت پہنچی تو انہوں نے اسے قبول کیا انہی دنوں میں نبی اکرم ﷺ نے امام علیؑ کو یمن میں معارف اسلام کی تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا جو حجۃ الوداع سے پہلے ہوا تھا اسی سفر میں کمیل امام علیؑ کے دلدادہ ہو گئے اور امام نے بھی اسے جوہر قابل سمجھ کر اپنے خاص شاگردوں میں شامل کر لیا اور اس طرح کمیل آپ کے اصحاب اسرار میں شمار ہوئے، اسی لیے علامہ طباطبائی نے فرمایا: امیر المؤمنین نے بہت سے افراد کی تربیت کی جن میں بہت سے اہل معرفت اور زاہد و پارسا لوگ تھے جن میں اولیں قرنی اور کمیل بن زیاد و میثم تمار و رشید ہجری موجود تھے جو عرفاء اسلام میں مصدر اسلام سمجھے جاتے ہیں۔

۲۰۱۔ رجال طوسی ص ۵۶، ن ۶، اختصا ص مفید ص ۷، تاریخ یعقوبی ص ۲۰۵، فتوح ابن اعثم کوفی ص ۱۳۱، احسن المقال ترجمہ منتہی الامال، شیخ عباس قمی، ص ۲۵۰ ط امامیہ پبلیکیشنز لاہور، اصحاب امام علیؑ، ص ۲، ۱۰۱۱-۱۰۱۸، اعیان الشیعہ امین عالی، حرف کاف، منہاج البراہنہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۱، ص ۲۱۹، منہج المقال ص ۲۶۹، مستدرکات علم رجال الحدیث علی نمازی، ص ۳۱۴، رجال برقی ص ۶، نقد الرجال ص ۲۷۷، مجمع الرجال قسائی ص ۵۷، بحجۃ الامال ص ۱۲۸، تنقیح المقال ص ۲۲، ن ۹۹۳۸، موسوعۃ طبقات الفقہاء ص ۳۹۸-۵۰۲، مجالس المؤمنین قاضی شوشتزی، ج ۲، مجمع طبقات المتکلمین، ص ۲۶۷-۲۶۹، ن ۱۰، تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلامیۃ حسن صدر ص ۳۵۶۔

۲۰۲۔ موسوعۃ طبقات الفقہاء، ص ۴۹۹۔

تک جان فشانی کریں گے اور آخر کار حبّ علیؑ کے جرم میں حجاج ملعون کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

مزی نے کہا: محمد بن سعد نے طبقات میں اسے اہل کوفہ کے پہلے طبقہ میں ذکر کیا اور کہا: شہد مع علی صنفین، وکان شریفاً، مطاعاً فی قومہ، فلما قدم الحجاج بن یوسف الکوفۃ دعا بہ فقتلہ، وکان ثقہ، قلیل الحدیث؛ کمیل امام علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور بہت شریف اور اپنی قوم میں ایسے شخص تھے کہ جن کے فرمان کی اطاعت کی جاتی تھی جب حجاج کوفہ آیا تو انہیں بلا کر قتل کر دیا اور وہ ثقہ اور سچے شخص تھے اگرچہ کم احادیث نقل کی ہیں۔

اور اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا کہ کمیل ثقہ اور معتمد شخص تھے، اور

عجلی نے انہیں کوئی تابعی ثقہ قرار دیا

اور محمد بن عبداللہ بن عمار نے کہا: کمیل بن زیاد رافضی شیعہ تھے اور امام علیؑ کے سچے اور معتمد (ثقہ) اصحاب میں سے تھے اور دوسری جگہ کہا: کمیل بن زیاد رؤساء الشیعۃ میں سے تھے۔^{۲۰۳}

^{۲۰۳}۔ تہذیب کمال کے محقق نام نہاد ڈاکٹر نے اس عبارت میں رافضی کے ثقہ و معتمد ہونے پر یہ حاشیہ ذکر کیا کہ کیسے رافضی شیعہ ثقہ اور معتمد ہو سکتا ہے اور یہ یاد نہیں رکھا کہ رافضیوں کے سچے افراد سے اتنی زیادہ روایات اہل سنت کے بلند پایہ محدثین نے نقل کی ہیں کہ اگر ان کو نکال دیا جائے تو بقول ذہبی نبی اکرم ﷺ کے فرامین کی کثیر تعداد ضائع جائے گی، تفصیل میزال الاعتدال ذہبی، ابان بن تغلب کے تعارف کے ذیل میں دیکھی جاسکتی ہے اور الرواة الممتثر کون، ص ۲۷۶-۲۷۷ اور المراجعات شرف الدین موسوی لبنانی میں موجود ہے۔

اور پھر اس ابن عمار نے اپنے دوسرے بیان کے آخر میں کہا: وکان بلاء من البلاء؛ اب اگر اس سے مراد یہ ہو کہ وہ مشکلات و مصیبتوں کے وقت کام آنے والے تھے تو بہتر ورنہ یہ اس شخص کی ایسے جلیل القدر تابعین کی شان میں گستاخی شمار ہوگی، بھلا کمیل کے بارے میں ایسی تعبیر کس قدر بے

ابن حبان نے انہیں کتاب "الاشھات" میں ذکر کیا ۲۰۴۔
 اور ابو الحسن مدائنی نے کہا: اہل کوفہ کے عبادت گزار یہ ہیں: اولیس قرنی، عمرو بن عتبہ
 بن فرقد، یزید بن معاویہ نخعی، ربیع بن خثیم، ہمام بن حارث، معضد شیبانی، جناب بن
 عبداللہ اور کسیر بن زیاد نخعی۔

کسیر کو عثمان کے زمانے میں اہل کوفہ کے ساتھ پہلے شام اور پھر حمص کی طرف جلاوطن
 کیا گیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ اہل کوفہ کے سردار سعد بن عاص کے پاس محفل میں آیا کرتے
 تھے ایک دفعہ اس نے کہا: یہ زر خیز زمینیں قریش کا باغ ہیں تو مالک اشتر نے جواب دیا: کیا تو
 خیال کرتا ہے کہ جو کچھ خدا نے ہماری تلواروں کے ذریعے ہمیں غنیمت دی ہے وہ تیرے لیے

ادبی ہے جنہوں نے امام المتقین کی نصرت اور مدد کی اور آپ کے ساتھ ہو کر باغیوں اور عہد شکن
 لوگوں سے جنگ کی اور کلمہ حق کہنے کے جرم میں جلاوطن ہوئے اور باآخر حجاج ملعون کے ہاتھوں
 شہادت کا جام نوش کیا اور سعادت ابدی سے ہم کنار ہوئے، قرآن گواہ ہے کہ ایسے شہداء خدا کے ہاں
 زندہ جاوید اور رزق پاتے ہیں اگرچہ تعصب کرنے والے اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

۲۰۴۔ ابن حبان اور اس جیسے متعصب افراد کی عجیب کیفیت ہے جب ایسی جلیل القدر شخصیات اور
 شہداء ولایت کے کردار اور عبادت و صداقت کو دیکھتے ہیں تو انہیں ثقہ اور معتمد شمار کرتے ہوئے نظر
 آتے ہیں اور جب ان کی ولایت امام علی سے اخلاص کو دیکھتے ہیں جو گویا جل جالتے ہیں اور ان کی شان
 میں گستاخی کرنے لگتے ہیں اور اتنا بھی یاد نہیں رکھتے کہ آنے والی نسلیں ان کی اس دوغلی پالیسی کا
 حساب کریں گی اس ابن حبان نے مجروحین (ص ۲۲۱) میں کسیر کے بارے میں لکھا: کان کسیر من
 المفراطین فی علی من یروی عنہ المعضلات وفیہ المعجزات، منکر الحدیث جدا متقی روایت ولا یرتج بہ؛ کسیر
 محبت علی میں بہت مبالغہ کرتا تھا اس نے امام علی سے پیچیدہ روایات اور معجزات نقل کئے یہ حدیث
 بہت بری تھیں اس کی روایت سے بچنا چاہیے اور اس سے دلیل پیش نہ کی جائے۔

تبصرہ: سچ کہتے ہیں: دروغ گو را حافظہ نباشد، جھوٹے کا دماغ کام نہیں کرتا، ارے اگر کسیر کی
 محبت علی اور اخلاص تمہیں اتنا ہی جلا رہے تھے تو انہیں ثقات افراد کی فہرست میں ذکر کرنے کی
 زحمت نہ کی ہوتی، سب کا حساب خدا کے پاس ہے۔

اور تیری قوم کے لیے ہے اور دیگر اہل کوفہ نے بھی اعتراض کیا تو عبدالرحمن اسدی جو سعید کا پولیس افسر تھا اس نے کہا: کیا تم حاکم کی بات کو رد کرتے ہو اور سعید نے انہیں جلاوطن کرنے کے لیے عثمان کو خط لکھا^{۲۰۵}۔

امام علیؑ نے جنگ جمل سے پہلے کمیل بن زیاد کو عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا تاکہ اسے امام کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دے^{۲۰۶}۔

اور کمیل نے جنگ صفین میں امام کے ساتھ شرکت کی اور امام کے معتمد اور خواص میں شمار ہوتے تھے امام نے انہیں ہیبت کا حاکم بنایا تھا اور جنگ صفین کے بعد معاویہ نے عراق کو غارت کرنے کے لیے اپنے ظالم اور جاہر سرداروں کو بھیجا تو ایک دفعہ کمیل سے پچ گئے اس پر امام نے ان کو متوجہ کیا تو دوسری بار کمیل نے معاویہ کے لشکر کو ایسا جواب دیا کہ بہت سے افراد قتل و ہلاک ہوئے اور امام نے انہیں شاباش دی^{۲۰۷}۔

کمیل نے نہ فقط امام علیؑ کے دور میں میدان جنگ میں شرکت کی بلکہ حجاج ثقفی ملعون کے خلاف عبادت گزاروں اور علماء کے ساتھ لشکر کشی کی جن میں شعبی، سعید بن جبیر، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ شامل تھے اور جنگ سے پہلے منبر کوفہ پر گئے اور لوگوں کو ظالموں اور طاغوتوں کے خلاف جنگ کے لیے دعوت دی^{۲۰۸}۔

^{۲۰۵}۔ تاریخ کامل ابن اثیر ۳ ص ۱۳۸-۱۳۹، ۱۳۹، تاریخ اسلام ذہبی ۳ ص ۳۳۰۔

^{۲۰۶}۔ تاریخ کامل ۳ ص ۲۰۵۔

^{۲۰۷}۔ سابقہ حوالہ ۳ ص ۳۷۹۔

^{۲۰۸}۔ انساب الاشراف ۴ ص ۳۳۹۔

اگرچہ اس وقت کمیل بہت بوڑھے ہو چکے تھے لیکن انہوں نے ظالموں کے خلاف تلوار اٹھائی اور عبدالرحمن بن محمد کے ساتھ حجاج کے لشکر کے خلاف "دیر جمجم" کے معرکہ میں شریک ہوئے تھے^{۲۰۹}۔

کمیل اور اہل بیتؑ

کمیل امام علیؑ سے بہت محبت کرتے تھے حتیٰ بعض نے انہیں منفرط فی علیؑ کے عنوان سے یاد کیا اور ابن اثیر نے لکھا: کان خصیصا بامیر المومنین علیؑ، کمیل امام علیؑ کے خواص میں سے تھے، اور ابن شہر آشوب نے انہیں ان افراد میں شمار کیا جن کو امام علیؑ نے شہادت کی خبر دی تھی^{۲۱۰}۔

یہی وجہ تھی کہ امام نے انہیں دعاءِ خضر کی تعلیم دی جو بعد میں دعائے کمیل کے نام سے مشہور ہوئی ہے^{۲۱۱}۔ اور اسی طرح انہیں خصوصی وصیت بھی فرمائی اور کمیل کو امام علیؑ کے ہاں ان دس ثقہ و معتمد افراد میں شمار کیا گیا جو سابقین و مقربین میں سے تھے^{۲۱۲}۔

امام حسنؑ و امام حسینؑ کے زمانے میں کمیل

۴۰ھ میں امام علی ابن ابی طالبؑ کی شہادت کے بعد کوفہ میں امام حسن مجتبیٰ کی بیعت کی گئی، ان میں کمیل بھی موجود تھے کیونکہ انہیں امام علیؑ کی تمام صفات کمال نظر آتی تھی علم و حلم اور شجاعت و عصمت کا پیکر سمجھ کر انہوں نے امام حسنؑ کی بیعت کی اور آپ کے سپاہیوں میں

^{۲۰۹}۔ تاریخ کامل ص ۴۷۲۔

^{۲۱۰}۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شہر آشوب ص ۲۰۶، جیسا کہ شہادت کی خبر میں دیگر منابع سے بھی یہ بات منقول ہے۔

^{۲۱۱}۔ اقبال الاعمال، ابن طاووس ص ۷۰۶۔

^{۲۱۲}۔ وسائل الشیعة، حر عاملی محمد بن حسن، ص ۳۰، ۲۳۳، ط محقق آل البیت، اختصاص ص ۶، بشارۃ

المصطفیٰ ﷺ ص ۲۴-۳۱۔

شامل ہو گئے علامہ محمد باقر مجلسی نے ابن شہر آشوب سے نقل کیا کہ کمیل بن زیاد امام حسن مجتبیٰ کے اصحاب میں سے تھے^{۲۱۳}۔

اور اس کے بعد امام حسینؑ کے زمانے میں کمیل اور قنبر جیسے وفادار مشہور حیدران اہل بیتؑ کو قید کر دیا گیا تھا تاکہ وہ امام حسینؑ کی تحریک میں شریک نہ ہو سکیں اور عاشوراء کے بعد انہیں آزاد کیا گیا^{۲۱۴}۔

اس کے بعد کمیل امام سجاد کے زمانے میں آپ کے فرامین کے تابع اور آپ کے شیعوں میں شمار ہوتے تھے، امام علی کی تربیت کی بدولت وہ کسی قیمت اہل بیت نبی ﷺ کا دامن چھوڑنے والے نہیں تھے اور ہمیشہ مشکل کشائی کے لیے اس گھرانے کا وسیلہ دیا کرتے تھے اسی لیے حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کرایا، ابن اشعث کی شکست کے بعد حجاج کوفہ میں آیا اور اہل کوفہ سے دوبارہ بیعت لی اور ان سے کہا: جو بیعت کے ضمن میں اعتراف کرے کہ میں کافر ہو گیا تھا آزاد کر دیا جائے گا ورنہ قتل ہو گا اسی لیے بہت سے کوفیوں کو قتل کیا گیا تھا۔

کمیل کے متعلق ماہرین رجال کا نقطہ نظر

شیعہ علماء رجال نے ان کی بہت مدح کی ہے اور ان کے لیے بلند مراتب کے قائل ہیں^{۲۱۵} اور اہل سنت کے محقق و منصف مزاج علماء نے بھی ان کی توثیق کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔ انہوں نے امام علی کے علاوہ، ابن مسعود، عثمان، عمر، ابو مسعود اور ابو ہریرہ سے روایت کی اور ان سے ایک جماعت نے روایت کی ان میں یہ افراد ہیں: اعمش، عباس بن ذریح، ابواسحاق

^{۲۱۳}۔ بحار الانوار ۴۴ ص ۱۱۱، مناقب آل ابی طالب، ۲ ص ۲۱۔

^{۲۱۴}۔ از قبیلہ خوبان ص ۷۶، المفید فی ذکر السبط الشہید ص ۱۱۵، کمیل محرم راز امیر المومنین، حسین خانی، ص ۱۴۵، قصہ کربلا ص ۳۵۸۔

^{۲۱۵}۔ معجم رجال الحدیث سید خوئی، ۱۵ ص ۱۳۲، جامع الرواة محقق اردبیلی ۲ ص ۳۱، رجال ابن داود علی

ص ۱۵۶، خلاصۃ الاقوال ص ۳۰۹۔

سبعی، عبداللہ ابن یزید صہبانی، عبدالرحمن بن جنبد فنزری، اور نسائی نے دن رات کے اعمال میں ان سے حدیث نقل کی اور اسی طرح شیخ مفید نے امالی اور مصباح مستجد میں اور شیخ صدوق نے خصال میں اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کی^{۲۱۶}۔

سید حسن صدر نے انہیں شیعہ کے مشہور متکلمین میں شمار کیا اور فرمایا: وہ مفید علم کے خزانہ دار اور ثمر آور پھل کی مانند تھے۔

جب مطر بن ناجیہ ریاحی ابن اشعث کے زمانے میں کوفہ پر غالب آیا تو کمیل منبر پر تشریف لے گئے وہ ایک بلند پایہ خطیب تھے انہوں نے بنو امیہ اور ان کے ظالم و جابر مددگاروں کے برے کردار کا ذکر کیا اور لوگوں کو ان کے خلاف قیام کی دعوت دی حتیٰ ان کے خطبے نے لوگوں کے نفوس پر بہت اثر کیا^{۲۱۷}۔

ابن حجر نے ان امور کو اجتہادی قرار دیا ہے جن کی وجہ سے کمیل اور دیگر جلاوطن ہونے والوں نے ان پر اعتراض کیا تھا اور کہا ہے کہ ایسے امور کی وجہ سے خلیفہ پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا^{۲۱۸}، حالانکہ دراصل یہ نصوص اور شریعت کے مخالف اجتہادات تھے^{۲۱۹}۔

^{۲۱۶}۔ عمل الیوم واللیلیۃ، نسائی، ص ۱۲۴ ح ۳۶۰، کتاب خصال شیخ صدوق ص ۱۸۶، امالی طوسی ص ۱۹، مصباح المتجدد شیخ طوسی ص ۸۴۴، سنن کبریٰ بیہقی ص ۶۷۹ ح ۱۰۹۰۔

^{۲۱۷}۔ کتاب المحن ابو العرب ملاحظہ ہو۔

^{۲۱۸}۔ صواعق محرقة ص ۱۱۳۔

^{۲۱۹}۔ منیٰ میں نماز کو پورا پڑھنا، ابوذر غفاری جیسے بلند پایہ حلیل القدر نیکوکار صحابی کو جلاوطن کرنا، ابن مسعود کی عطاء کو روکنا، عمار یاسر کو مارنا، حکم مطرود کو مدینہ واپس بلانا حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے اسے مدینہ سے نکالا تھا، مروان کو افریقہ کا پورا ٹمس بخش دینا وغیرہ امور، اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جن کو جلاوطن کیا گیا ان کے بارے میں یہ صفات ذکر ہیں: وہ مصر کے قاری، زعیم، عبادت گزار، فقہاء، اور تقویٰ اور زہد کا پیکر تھے اور فقہ اور اخلاق میں بہترین نمونہ تھے، الغدیر اثینی ص ۳۷۔

کمیل اس لحاظ سے تاریخ میں عبرت ہے کہ اس نے امام علیؑ کی ولایت کے دفاع میں اپنی جان کی بازی لگادی اور بالآخر اس راہ ولایت میں شہادت کا درجہ حاصل کیا جبکہ اس کا بھائی حارث بن زیاد نخعی وہ شخص ہے جس نے طفلان مسلم بن عقیل کو اس لالچ میں قتل کر دیا کہ اسے دربار ابن زیاد سے کچھ انعام ملے گا لیکن اسے انعام کی بجائے اپنے کئے کے بدلے میں قتل کر دیا گیا اور وہ ہمیشہ کے لیے ہلاکت کی وادی میں گر گیا۔^{۲۲۰}

کمیل امام علیؑ کی ولایت کے دفاع میں بہت کوشاں رہتے تھے، جیسا کہ لکھا ہے کہ کمیل اور عمرو بن زرارہ فرزند قیس نخعی ان اولین افراد میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان کے خلاف شریعت افعال پر نکتہ چینی کی اور لوگوں کو انہیں خلافت سے معزول کرنے پر ابھارا اور کہا: اے لوگو! جب عثمان حق و باطل کو باہم اچھی طرح جانتا ہے تو پھر جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرتا ہے اور پست فطرت اور نالائق افراد کو نیکوکاروں پر مسلط کرتا ہے اور انہیں حکومت دیتا ہے۔^{۲۲۱}

علم و دانش کی فضیلت

کمیل ابن زیاد نخعی کہتے ہیں کہ: امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے جب آبادی سے باہر نکلے تو ایک لمبی آہ کی، پھر فرمایا: اے کمیل! یہ دل اسرار و حکم کے ظروف ہیں، ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو، لہذا توجو میں تمہیں بتاؤں اسے یاد رکھنا۔

دیکھو! تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں:

ایک عالم ربانی۔

^{۲۲۰} ترجمہ نوح البلاغہ دشتی،

^{۲۲۱} نقش عایشہ در تاریخ اسلام، علامہ سید مرتضیٰ عسکری، ج ۱، ص ۱۷۳

دوسرا متعلم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار رہے۔

تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے کہ جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہولیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے؛ نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیا کیا، نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔

اے کمیل! یاد رکھو کہ علم مال سے بہتر ہے (کیونکہ) علم تمہاری نگہداشت کرتا ہے اور مال کی تمہیں حفاظت کرنا پڑتی ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے لیکن علم صرف کرنے سے بڑھتا ہے اور مال و دولت کے نتائج و اثرات مال کے فنا ہونے سے فنا ہو جاتے ہیں

اے کمیل! علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتدا کی جاتی ہے اسی سے انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے، یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم۔

اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں، بے شک ان کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر ان کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔

(اس کے بعد حضرت نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے، کاش! اس کے اٹھانے والے مجھے مل جاتے، ہاں ملا، کوئی تو:

یا ایسا جو ذہین تو ہے مگر ناقابل اطمینان ہے اور جو دنیا کے لیے دین کو آلہ کار بنانے والا ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ سے اس کے بندوں پر اور اس کی حجّتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے۔

یا جو ارباب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے، بس ادھر ذرا سا شبہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں تو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے۔
یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے اور باسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھینچ جانے والا ہے۔

یا ایسا شخص جو جمع آوری و ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے۔
یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ان دونوں سے انتہائی قریبی شبہت چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں۔
اسی طرح تو علم کے خزانہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔

حجت خدا کی ضرورت

ہاں! مگر زمین ایسے فرد خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟!
خدا کی قسم! وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بودیں۔ علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے

ہیں کہ جن کی روحیں ملائی اعلیٰ سے وابستہ ہیں یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

ہائے ان کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی!!
(پھر حضرت نے کمیل سے فرمایا): اے کمیل! مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا اب جس وقت چاہو واپس جاؤ^{۲۲۲}۔

حاجت روائی کرنے کا اثر
امام علیؑ نے کمیل ابن زیاد نخعی سے فرمایا: اے کمیل! اپنے عزیز واقارب کو ہدایت کرو کہ وہ اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے دن کے وقت نکلیں اور رات کو سو جانے والے کی حاجت روائی کو چل کھڑے ہوں۔

اُس ذات کی قسم جس کی قوتِ شنوائی تمام آوازوں پر حاوی ہے! جس کسی نے بھی کسی کے دل کو خوش کیا تو اللہ اُس کے لیے اُس سرور سے ایک لطفِ خاص خلق فرمائے گا کہ جب بھی اُس پر کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ نشیب میں بہنے والے پانی کی طرح تیزی سے بڑھے اور اجنبی اونٹوں کو ہنکانے کی طرح اس مصیبت کو ہنکا کر دور کر دے^{۲۲۳}۔

MANZAR AELIYA

^{۲۲۲}۔ نہج البلاغہ، سید رضی، ترجمہ مفتی جعفر حسین، اقوال امام علیؑ، ن ۷۴، مترجم نے حاشیہ میں فرمایا: کمیل ابن زیاد نخعی اسرار امامت کے خزینہ دار اور امیر المومنین کے خواص اصحاب میں سے تھے، علم و فضل میں بلند مرتبہ اور زہد و ورع میں امتیاز خاص کے حامل تھے۔ حضرت کی طرف سے کچھ عرصہ تک ہیبت کے عامل رہے ۸۳ھ میں ۹۰ برس کی عمر میں حجاج ابن یوسف ثقفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور بیرون کوفہ دفن ہوئے۔

^{۲۲۳}۔ سابقہ حوالہ ن ۲۵۷۔

قبر والوں سے امام علیؑ کی گفتگو ۲۲۳

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا: اے وحشت گھروں، اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے رہنے والو! اے خاک نشینو! اے عالم غربت کے ساکنوں اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو! تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لیے ہیں اور تمہارا مال و اسباب تقسیم ہو چکا ہے یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے۔ اب تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے۔ پھر حضرت اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا) اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔

ایک دن امام علیؑ حضرت کمیل کے گھر جانے کے لیے مسجد سے نکلے جب کہ رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا راستہ میں ایک گھر سے تلاوت قرآن کی آواز سنائی دی، کمیل کا بیان ہے کہ میں نے دل میں اس کی تعریف کی اور اس کے بارے میں سوچ میں پڑ گیا امام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے کمیل! تجھے اس شخص کی دل کش تلاوت کو سن کر تعجب ہوا حالانکہ یہ جہنمی ہے اور میں آئندہ تمہیں اس کی خبر دوں گا۔

کمیل کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر مزید حیران ہوا لیکن میں نے کچھ نہیں کہا یہاں تک کہ خوارج نہروان کا واقعہ پیش آیا جنگ کے دن امام نے میری طرف دیکھا اور تلوار سے خوارج کے ایک لاشہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ وہی شخص ہے جو اس نصف شب میں قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، اور تم اس کی آواز سن کر تعجب کر رہے تھے۔

۲۲۳۔ سابقہ حوالہ ن ۱۳۰، اگرچہ نچ البلاغہ میں اس کا نام اس روایت کے ساتھ نہیں ہے لیکن دیگر مصادر (تاریخ دمشق، ابن عساکر، ج ۵۰، ص ۲۵۱) میں یہ روایت کمیل کے نام سے مروی ہے۔

کمیل کا بیان ہے کہ اس غیبی خبر کے آشکار ہونے سے میں بے حد خوش ہوا اور میں نے امام کے ہاتھ اور قدموں کا بوسہ لیا اور خدا سے دعائے مغفرت کی ۲۲۵۔

دعائے کمیل کی تعلیم

امام علیؑ کی مشہور دعا جو شیعین جہاں شب جمعہ کو بڑے سوز و گداز سے پڑھتے ہیں اس کا ایک نام دعا «حضرت خضر» بھی ہے یہ آپؑ نے کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم دی، کمیل کا بیان ہے کہ میں مسجد بصرہ میں دیگر اصحاب کے ساتھ امامؑ کے پاس حاضر تھا کہ ایک نے عرض کی: سورہ دخان کی آیت کہ اس رات میں ہر امر حکیم کا فیصلہ کیا جاتا ہے اس کا کیا معنی ہے؟

فرمایا: اس سے نیمہ شعبان مراد ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس رات میں ہر شخص کا نیک و بد جاری ہو جاتا ہے اور اس میں جو شخص جاگ کر عبادت کرے اور دعائے خضر پڑھے تو اس کی دعا مستجاب ہوگی پھر میں اپنے گھر چلا گیا اور رات کو اپنے مولا کے پاس آیا اور دستک دی فرمایا: اے کمیل! کس کام سے آئے ہو؟ عرض کی: اے امیر المؤمنین! دعائے خضر سیکھنے آیا ہوں۔

فرمایا: بیٹھ جا اور اس دعا کو یاد کر لے اور ہر شب جمعہ یا مہینے یا سال میں یا عمر میں ایک بار اسے پڑھنا اس سے خدا تیری مشکلات کو حل کرے گا اور تیری مدد کرے گا اور تیری رزق و روزی کو زیادہ کرے گا اور مغفرت خدا تیرے شامل حال ہوگی اور اے کمیل! تیری ہم سے طویل رفاقت کے بسبب واجب ہوا کہ تیری اس بات کو پورا کیا جائے اور مشہور دعائے کمیل تعلیم فرمائی ۲۲۶۔

۲۲۵۔ مستدرک سفینۃ البحار علی نمازی، عنوان کمیل، ص ۹، ۱۸۶۔

۲۲۶۔ اقبال الاعمال ابن طاووس۔

شیخ طوسی نے کمیل بن زیاد نقل کیا کہ انہوں نے امام علی علیہ السلام کو دیکھا کہ سجدے میں یہ طولانی دعا پڑھتے تھے، یہاں «دعای کمیل» کے بارے میں چند نکات ملاحظہ ہوں:

الف) توحید در دعای کمیل
 علماء کلام نے توحید کے چند مراتب بیان کئے ہیں جیسے توحید ذاتی، توحید صفاتی، توحید افعالی اور دعائے کمیل میں ان سب کا اقرار اور بیان موجود ہے:

ب) دعائے کمیل کے موضوعات
 اس دعا میں درج ذیل کلی موضوعات بیان ہوئے ہیں:

۱. خدا کی بارگاہ میں درخواست مغفرت و رحمت اور قبولیت عذر۔
۲. عظمت پروردگار کا اعتراف۔
۳. بندہ کے عجز و کمزوری کا اعتراف۔
۴. دنیا اور آخرت کے عذاب کا باہم مقابلہ۔
۵. حالات معنوی کی بہبود کے لیے دعا۔

ج) دعائے کمیل کی شروعات
 نہ صرف شیعان جہاں اور مومنین کرام اس دعا کو پڑھتے اور اسے حرز جان بناتے ہیں بلکہ بہت سے علماء اور دانشمندیوں نے اس کی شرحیں اور توضیح بھی کی ہے ان میں سے چند نام ملاحظہ ہوں:

۱. انیس اللیل، محمد رضا کلباسی۔
۲. درمان روح و روان در شرح دعای کمیل، محمد باقر ملبوبی۔
۳. شرح دعای کمیل، عبدالاعلیٰ سبزواری۔
۴. شرح دعای کمیل، ابوتراب ہدائی۔

۵. نجات اللیل در شرح دعای کمیل، کلباسی. ۶. شرح دعای کمیل، سید محمد تقی نقوی.

۷. غناء مؤمنین، سید محمود محمدی. ۸. علی و کمیل، احمد زمر دیان.

۹. ترجمہ و تفسیر دعای کمیل، محمد علی صالح غفاری.

۱۰. شرح دعای کمیل، مهندس عبدالعلی بازرگان.

۱۱. فی رحاب دعاء کمیل، سید محمد حسین فضل اللہ.

۱۲. ترجمہ دعای مبارکہ کمیل از مثنوی انسان کامل (شعر)، مفتون ہمدانی.

۱۳. راز دلہانگان، سید علی اکبر موسوی (محب الاسلام).

۱۴. اضواء علی دعاء کمیل، عزالدین بحر العلوم.

۱۵. ترجمہ دعاء کمیل (۲۰۰ بیت)، علامہ محمد باقر مجلسی.

۱۶. ترجمہ دعاء کمیل (شعر)، شہید مصطفیٰ چمران اور ان کے علاوہ دیگر بہت سی شرحیں۔

روایات

اہل سنت نے کمیل کے بارے میں «قلیل الحدیث» ہونے کا بیان دیا کیونکہ ان کی حدیث کی کتابوں میں کمیل سے کم روایات نقل ہوئی ہیں لیکن شیعہ کتب حدیث میں کمیل کی بہت سی روایات نقل ہیں ان میں سے بعض کو ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ امام رضاؑ نے فرمایا: کمیل کے نام امام علیؑ کے فرامین میں سے ایک یہ ہے کہ یا

کمیل اخوک دینک فاحتط لدینک بما شئت؛ اے کمیل! دین تیری بھائی ہے پس

تو اپنے بھائی کے بارے میں جتنا ہو سکے احتیاط کر۔

۲۔ امام علیؑ نے کمیل کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

اے کمیل! ہر دن خدا کے نام سے شروع کرو اور کہو: خدا کے سوا کسی کی کوئی قوت و طاقت نہیں اور خدا پر توکل کرو اور ہمارا ذکر کرو اور ہمارے نام لیا کرو اور ہم پر درود بھیجو اور اس طرح اس کا تکرار کرو اور اس دن کے شر سے بچ جاؤ۔

اے کمیل! خدا نے نبی اکرمؐ کی تربیت فرمائی اور آپ نے میری تربیت کی اور میں مومنین کی تربیت کرن والا ہوں اور عزت مندوں کے اخلاق اور آداب کو بیان کرنے والا ہوں۔

اے کمیل! کوئی علم نہیں مگر میں اس کو بیان کرنے والا ہوں اور کوئی راز نہیں مگر قائم اسے ختم کرنے والے ہیں۔

اے کمیل! ایک دوسرے کی ذریت اور نسل ہیں خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اے کمیل! تم صرف ہم سے قبول کرو اور ہم سے ہو جاؤ۔

اے کمیل! کوئی حرکت نہیں مگر تو اس میں معرفت کا محتاج ہے۔

اے کمیل! جب کھانا کھاؤ تو اس کے نام سے شروع کرو جس کے نام کے ساتھ

کوئی بیماری ضرر نہیں پہنچاتی اور اس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔

اے کمیل! کھانا کھلایا کرو اور بخل و کنجوسی نہ کرو کیونکہ تو لوگوں کو نہیں کھلائے

گا مگر خدا اس کے بدلے تیرے لیے ثواب لکھے گا، اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے ملو اور اپنے

ساتھی سے وسیع قلب سے پیش آؤ اور غلام کو مت جھڑکو۔

غذا کھانے کے آداب بیان کرتے ہوئے کمیل سے فرمایا: جب کھاؤ تو صبر و آرام

سے غذا کھاؤ تاکہ تیرے ساتھ کھانے والے بھی پیٹ بھر کر غذا کھائیں، جب دستر خوان پر

بیٹھیں تو بلند آواز سے حمد کہیں تاکہ دوسرے بھی حمد خدا کریں اور تم ان کے اجر میں شریک

ہو جاو اور معدہ کو غذا سے پر نہ کرو بلکہ کچھ حصہ پانی کے لیے اور کچھ حصہ ہوا کے لیے چھوڑ دو۔^{۲۲۷}

۳۔ کمیل کا بیان ہے کہ میں نے امام علیؑ سے اسلام کے ارکان کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا وہ سات چیزیں ہیں:

۱۔ عقل جو صبر کی بنیاد ہے، ۲۔ آبرو اور سچائی کی حفاظت کرنا، ۳۔ تلاوت قرآن کا حق ادا کرنا۔

۴۔ خدا کے لیے دوستی اور دشمنی کرنا، ۵۔ اہل بیتؑ نبوی کے حق کی معرفت حاصل کرنا۔

۶۔ دینی بھائیوں کے حقوق کو ادا کرنا اور ان کی مدد کرنا، ۷۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔^{۲۲۸}

۴۔ امام علیؑ نے کمیل کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: کوئی علم نہیں ہے مگر میں نے ان کو فتح کیا ہے اور کوئی راز نہیں ہے مگر قائم آل محمدؑ ان کو ختم کرنے والے ہیں۔^{۲۲۹}

۵۔ کمیل کا بیان ہے کہ میں نے امام علیؑ سے استغفار کے بارے میں سوال کیا عرض

کی: اے امیر المؤمنین! ایک شخص گناہ کر بیٹھتا ہے وہ خدا سے اس کی استغفار کرنا چاہتا ہے وہ کیسے استغفار کرے؟

امام نے فرمایا: اے ابن زیاد! توبہ کرے۔

میں نے عرض کی: بس اتنا کافی ہے۔

فرمایا: نہیں، میں نے عرض کی: تو کیا کرے؟

^{۲۲۷}۔ بحار الانوار ۶۶ ص ۴۲۳، دراصل یہ ایک طویل وصیت کا حصہ ہے جو تحف العقول حرانی ص ۱۱۴

۱۱۸ میں نقل ہوئی ہے اور بہت ہی پر معنی اور موثر مطالب پر مشتمل ہے۔

^{۲۲۸}۔ سابقہ ۶۸ ص ۳۸۱، تحف العقول عن آل الرسولؑ، حرانی، ص ۱۳۴۔

^{۲۲۹}۔ سابقہ حوالہ، ۷۷۔

فرمایا: جب انسان سے گناہ ہو جائے تو حرکت کے ساتھ استغفر اللہ کہے۔
میں نے عرض کی: حرکت کیا ہے؟ فرمایا: ہونٹوں اور زبان سے کہے اور وہ
حقیقت میں ایسا کرنا چاہتا ہو۔
عرض کی: حقیقت کیا ہے؟

فرمایا: دل میں اس کی تصدیق کرے اور یہ نیت کرے کہ آئندہ ایسے گناہ کا مرتکب
نہیں ہوگا۔

کمیل نے عرض کی: جب میں نے یہ کر لیا تو میں استغفار کرنے والوں میں ہو گیا؟
فرمایا: نہیں، عرض کی: کیوں؟ فرمایا: کیونکہ تو ابھی تک اصل حقیقت تک نہیں
پہنچا، کمیل نے عرض کی: مولا استغفار کی اصل کیا ہے؟ فرمایا: اس گناہ سے توبہ کی طرف
لوٹنا جس سے استغفار کی ہے اور یہ عبادت گزاروں کا پہلا درجہ ہے اور گناہ کا ترک کرنا اور
استغفار کرنا ایک لفظ ہے جس کے چھ معانی اور مراحل ہیں:

- ۱۔ گذشتہ پر ندامت اور پشیمانی کرنا۔
- ۲۔ عزم بالجزم کرنا کہ آئندہ کبھی اس کا مرتکب نہیں ہوگا۔
- ۳۔ مخلوق کے حقوق کو ادا کرنا۔
- ۴۔ ہر فرض میں حق خدا کو ادا کرنا۔
- ۵۔ اس گوشت کو بگھلا دے جو حرام اور ناجائز کمائی سے آگاہے حتیٰ جلد اپنی ہڈی کی
طرف پلٹ آئے پھر ان کے درمیان نیا گوشت آگے۔
- ۶۔ اپنے جسم و بدن کو اسی طرح عبادت اور اطاعت کا مزہ چکھائے جیسے اسے گناہوں
کا مزہ چکھایا تھا۔^{۲۳۰}

^{۲۳۰} تحف العقول عن آل الرسول، حرانی، ص ۱۳۴

گورنری کے زمانہ میں امام کا خط

نیج البلاغہ میں ایک خط میں ہے^{۲۳۱}: والی ہیت کمیل بن زیاد نخعی کے نام: اس میں ان کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے جب دشمن کی فوجیں لوٹ مار کرنے کے قصد سے ان کے علاقہ کی طرف سے گزریں تو انہوں نے ان کو نہ روکا، فرمایا: آدمی کا اس کام کو نظر انداز کرنا جو اسے سپرد کیا گیا ہے اور جو کام اس کی بجائے دوسروں کے متعلق ہے اس میں خواہ مخواہ کو گھسنا ایک کھلی ہوئی کمزوری اور تباہ کن فکر ہے تمہارا اہل قرقیسا پر حملہ کرنا اور اپنی سرحدوں کو خالی چھوڑ دینا جبکہ وہاں نہ کوئی حفاظت کرنے والا ہے نہ دشمن کی سپاہ کو روکنے ہے ایک پریشان خیالی کا مظاہرہ ہے اس طرح تم اپنے دشمنوں کے لیے پل بن گئے جو تمہارے دوستوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتے ہوں اس عالم میں کہ نہ تمہارے بازوؤں میں توانائی ہے نہ تمہارا کچھ رعب ہے نہ تم دشمن کا راستہ روکنے والے ہو اور نہ اس کا زور توڑنے والے ہو نہ اپنے شہر والوں کے کام آنے والے ہو، اور نہ اپنے امیر کی طرف سے کوئی کام انجام دینے والے ہو۔

تبصرہ: دراصل سفیان بن عوف جو معاویہ کا ظالم و ستم کار نما سندہ تھا اس نے شہر "انبار" پر حملہ کیا اور بغیر کسی ممانعت کے شہر ہیت سے گزر کر انبار پہنچا اور لوگوں کے اموال کو غارت کیا جبکہ کمیل شہر ہیت کی حفاظت کی بجائے اس وقت قرقیسا کی طرف لشکر کشی کر چکے تھے اس وقت امام نے یہ خط اسے لکھا تھا اس میں امام نے اسے تنبیہ کی کہ والی کو اپنے وظائف پر پہلے عمل کرنا چاہیے دوسروں کے مسائل کو اولویت نہیں دینی چاہیے کمیل نے اس خط سے

^{۲۳۱} - نیج البلاغہ سید رضی ترجمہ مفتی جعفر، ص ۷۷۹-۷۸۰، خط نمبر ۶۱، مگر یہاں مفتی صاحب نے کوئی حاشیہ اور وضاحت دینے کی زحمت نہیں کی کہ کمیل نے اس کا غلطی کا جبران کیا تھا یا نہیں اور صرف ترجمہ کر کے گزر گئے ہیں اور دیگر مقالات کی طرح یہاں حاشیہ ذکر نہیں کیا۔

اپنی غلطی کا احساس کر لیا اور اس کو جبران کرنے کی کوشش میں تھے یہاں تک کہ شبیب بن عامر ازدی جو جزیرہ شہر نصیبین میں امام علیؑ کے والی تھے اس نے کمیل کو خط لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ معاویہ نے عبدالرحمن بن قباث کو جزیرہ کی طرف غارت گری کے لیے بھیجا ہے مگر معلوم نہیں کہ وہ نصیبین کی طرف آرہا ہے یا فرات و شہر ہیت کی طرف تو کمیل نے یہ اطلاع ملتے ہیں ابن قباث کی روک تھام کا ارادہ کر لیا اور چار سو افراد کے ساتھ اس کی طرف چل پڑے اور اپنی پیادہ فوج کو ہیت شہر میں رہنے دیا اور راہ میں لشکر کشی کے اصولوں کی رعایت کی اور راستے میں اپنے افراد معین کر دیئے جو لشکر کی خبر دشمن کو نہ پہنچنے دیں، یہاں تک کہ انہیں خبر ملی کہ ابن قباث رقبہ سے راس العین کی طرف چلا گیا ہے اور اس نے کفر تو تانا کی طرف رخ کیا ہے کمیل فوراً وہاں پہنچے اور ابو قباث اور ابن یزید سلمیٰ کی دو ہزار چار سو فوج سے جنگ کی اور چونکہ کمیل نے انہیں غفلت کی حالت میں آن لیا تھا اس لیے ان دونوں لشکروں پر سخت حملہ کیا اور ان کے بہت سے لوگ ہلاک کئے اور دشمن کی فوج کو نیست و نابود کر دیا اور ان کے باقی ماندہ افراد بھاگ کھڑے ہوئے تو کمیل نے حکم دیا کہ فرار کرنے والوں کا پیچھا نہ کیا جائے اور زخمیوں پر حملہ نہ کیا جائے، اس حملہ میں کمیل کے فقط دو ساتھی شہید ہوئے۔

کمیل نے جنگ کے بعد اپنی فتح کی خبر امام علیؑ کو لکھی تو آپ نے اس سے خوشی کا اظہار فرمایا اور اس کا مناسب جواب تحریر فرمایا اور اس طرح کمیل نے امام علیؑ کے حضور اپنی غلطی کا ازالہ کر لیا اور دشمنوں کی خوار کر دیا ۲۳۲۔

۲۳۲۔ تاریخ کامل ۲ ص ۴۲۸، انساب الاشراف ترجمہ امام علیؑ، مسعودی ص ۳۷۱، ۵۳۷۔

کمیال کی شہادت ۲۳۳

جب حجاج ملعون والی بنا تو اس نے کمیال بن زیاد کو طلب کیا تو وہ کہیں چلے گئے اس لعین نے کمیال کی قوم کو ان کے بیت المال کے عطیہ سے محروم کر دیا جب کمیال نے یہ دیکھا تو کہا: میں بوڑھا شخص ہوں اور میری عمر ختم ہو چکی ہے یہ مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کو ان کی عطا سے محروم کروں پس کمیال حجاج کے پاس آئے، جب اس نے کمیال کو دیکھا تو کہنے لگا: میں دوست رکھتا تھا کہ مجھے تجھ پر قابو حاصل ہو۔

کمیال نے فرمایا: مجھ پر دانت نہ پیس اور نہ ہی مجھ دھمکی دے، اپنے گھروندے کو بر باد نہ کر، خدا کی قسم! میری عمر میں سوائے غبار کی مقدار کے کچھ باقی نہیں رہا جو کرنا ہے کر لے کہ ہمارا وعدہ دیدار خدا کے پاس ہے اور قتل کے بعد حساب ہے اور مجھے امیر المؤمنین نے خبر دی تھی کہ تو میرا قاتل ہے۔

حجاج نے کہا: پھر تیرے خلاف حجت قائم ہے۔

کمیال نے فرمایا: یہ تب ہو جب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہو۔

حجاج نے کہا: ہاں تو ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے عثمان بن عفان کو قتل کیا۔

اور حکم دیا کہ اس کی گردن اڑادی جائے اس طرح کمیال شہید ہو گئے اور ان کی روح اپنے مولا و آقا امام علیؑ کی روح سے جا ملی اور خدا کے ہاں نعمتوں سے سرفراز ہوئی اور انہیں نجف کے قریب مسجد حنانه کے ساتھ مقام ثویہ میں دفن کر دیا اور اس طرح وہ ہمیشہ کے لیے نیک نام ہو گئے۔

۲۳۳۔ ارشاد شیخ مفید، ص ۳۲۷، تذکرۃ الاطہار، ترجمہ ارشاد ص ۲۰۸، تاریخ طبری ص ۶۳۶۵،
تہذیب الکمال مزی، ص ۲۲۲، تاریخ خلیفہ ص ۲۲۲، تاریخ اسلام ذہبی ص ۶۳۷، شذرات الذہب،
ص ۹۱، تنقیح المقال ص ۳۲۔

کمیٹل کی مزار

شہادت کے بعد کمیٹل کو ثویہ کی سرزمین میں دفن کیا گیا یہ جگہ جو اطراف کوفہ میں ہے جہاں حاکم حیرہ "نعمان بن منذر" کا زندان ہوا کرتا تھا اب اس جگہ امام علی کے بہت سے اصحاب باوفا اور علماء و فضلاء شیعہ کی قبور و مزارات ہیں اگرچہ ان قبور کے نشانات باقی نہیں ہیں لیکن تاریخ میں ان کے وہاں مدفون ہونے کا ذکر ہے، امام علی کے بعض اصحاب جو وہاں دفن ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

- ۱۔ خباب بن اُرت، صدر اسلام کے مسلمانوں میں سے تھے مکہ میں مشرکین سے بہت سی مصیبتوں کو برداشت کیا، حتیٰ ان کی پشت کو جلایا گیا، آپ ان مہاجرین صحابہ میں سے تھے جنہوں میں جنگ بدر کو درک کیا اور اسی طرح امام علیؑ کے زمانے میں جنگ صفین و نہروان میں شرکت کی اور ۳۹ھ میں فوت ہوئے اور امام علیؑ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا: «خداوند! خباب بن اُرت پر رحمت فرما جو اپنی رضا و رغبت سے مسلمان ہوئے اور اطاعت کرتے ہوئے ہجرت کی اور قناعت کی زندگی گزاری اور خدا کی قضاء پر راضی تھے اور جہاد کئے۔
- ۲۔ جویریہ بن مُسہر عبدی، ان کے ہاتھ پاؤں ابن زیاد ملعون کے حکم سے کاٹ دیئے گئے اور کوفہ میں سولی دی گئی۔
- ۳۔ احنف بن قیس تمیمی، وہ امام علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور جنگ صفین میں شریک ہوئے اور ۶۷ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

۴۔ سہل بن حنیف انصاری، امام علیؑ کی طرف سے مدینہ میں حاکم رہے اور ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی اور امام علیؑ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۵۔ عبداللہ بن ابی اوفی، بیعت رضوان میں شریک تھے اور نبی اکرم ﷺ کے آخری صحابی تھے جو کوفہ میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

۶۔ عبداللہ بن یقطر، یہ امام حسینؑ کے برادر رضاعی اور آپ کے کوفہ کی طرف بھیجے ہوئے سفیر تھے اور ابن زیاد نے انہیں قیس بن مسسر صیداوی کی طرح قصر کے اوپر سے نیچے پھینکنے کا حکم دیا اور شہید ہو گئے۔

۷۔ عبید اللہ بن ابی رافع، یہ امام علیؑ کے مخصوص کاتب تھے ۲۳۲۔

اس وقت وہاں ان جلیل القدر اصحاب میں سے کسی کی قبر معین نہیں ہے صرف کبیل بن زیاد کا مقبرہ وہاں مشہور و معروف ہے یہ مزار عثمانی دور حکومت میں حکومت وقت کی بے توجہی کی وجہ سے ویران و متروک ہو گیا تھا لیکن ترکی میں خلافت عثمانی کے سقوط کے بعد یہ مقبرہ اور مسجد حنانہ کو شیخ باقر عبدالنبی دروبی نے کامل کیا اور اس کے بعد خود اس مزار کے متولی ہوئے اور زائرین کی میزبانی کرتے رہے اور یہ افتخار نسل در نسل اس خاندان میں چلا آ رہا ہے ۲۳۵۔

۲۳۲۔ کبیل بن زیاد النخعی، علی بن حسین ہاشمی خطیب، ص ۹۶۔

۲۳۵۔ سابقہ حوالہ ص ۹۳۔

فهرست منابع

- (۱) الاختصاص، شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان بغدادی (۳۳۶-۴۱۳ق)، ط مؤسسه النشر الاسلامی، قم، ایران.
- (۲) الإرشاد، ...، ط مؤسسه آل البيت لإحياء التراث، قم، ۱۳۱۳ق.
- (۳) الاستبصار فيما اختلف من الأخبار، شیخ طوسی، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط ۳، دار الکتب الاسلامیة، طهران، ۱۳۹۰ق.
- (۴) إعلام الوری، طبرسی، فضل بن حسن (حوالی ۴۷۰-۵۴۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت، ۱۳۹۹ق.
- (۵) بحار الأنوار، علامه مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی (۱۰۳۷-۱۱۱۰ق) ط دار إحياء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ق.
- (۶) تفسیر عیاشی، محمد بن مسعود بن عیاش (م ۳۲۰ق)، ط مکتبه العلمیة الاسلامیة، طهران-

- (۷) تہذیب الأحكام، شیخ طوسی، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط دار الکتب الاسلامیہ، طهران، ۱۳۶۴ش۔
- (۸) تہذیب التہذیب، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ق)، ط دار صادر، بیروت۔
- (۹) ثواب الأعمال، شیخ صدوق، محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی (م ۳۸۱ق)، ط منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ش۔
- (۱۰) جامع الرواة وإزاحة الاشتباہات عن الطرق والانسناد، محمد بن علی اردبیلی (م ۱۱۰۱ق)، ط دار الأنواء، بیروت، ۱۴۰۳ق۔
- (۱۱) جامع المقال فیما یتعلق بأحوال الحدیث والرجال، فخر الدین طریحی (م ۱۰۸۵ق)، ط مکتبہ جعفری تبریزی، طهران۔
- (۱۲) خلاصۃ الآقوال فی معرفۃ الرجال، جمال الدین حسن بن یوسف بن مطہر حلّی (۶۳۸-۲۹ق)، ط، نشر الفقہاء، قم، ۱۴۱۷ق۔
- (۱۳) الذریعۃ إلی تصانیف الشیعۃ، آقا بزرگ طہرانی (۱۲۹۳-۱۳۸۹ق)، ط، نجف الأشراف وطهران، ۱۳۵۵-۱۳۹۸ق۔
- (۱۴) رجال ابن داود، تقی الدین حسن بن علی بن داود حلّی (۶۴۷-۷۴۰ق)، ط جامعۃ طهران، ۱۳۴۲ش۔
- (۱۵) رجال برقی، احمد بن محمد بن خالد برقی (م ۲۷۴ق)، ط مؤسسۃ القیوم، ۱۴۱۹ق۔
- (۱۶) رجال شیخ طوسی، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط، المطبعتۃ الحیدریۃ، نجف إشراف، عراق، ۱۳۸۰ق۔
- (۱۷) رجال الکثی، محمد بن حسن طوسی، ط، جامعۃ مشہد، ۱۳۴۸ش۔

- ۱۸ رجال النجاشي، إحمد بن علي بن إحمد نجاشي (۳۷۲-۴۵۰ق)، ط مؤسسه النشر الإسلامي، قم، ۱۴۰۷ق.
- ۱۹ روضات الجنات في إحوال العلماء والسادات، محمد باقر خوانساري إصفهاني (۱۲۲۶-۱۳۱۳ق)، ط إسماعيليان، قم، ۱۳۹۰ق.
- ۲۰ السرائر الحاوي لتحرير الفتاوى، محمد بن منصور بن إحمد بن إدريس حلي (۵۴۳-۵۹۸ق)، ط، مؤسسه النشر الإسلامي، قم، ۱۴۱۰-۱۴۱۱ق.
- ۲۱ شرح البداية، زين الدين علي بن إحمد عالمي (۹۱۱-۹۶۵ق)، ط، منشورات الفيروزآبادي، قم، ۱۳۷۲ش.
- ۲۲ عده الأصول، شيخ طوسي، محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ق)، ط، مؤسسه آل البيت إاحياء التراث، قم، ۱۴۰۳ق.
- ۲۳ الغيبة، ... (۳۸۵-۴۶۰ق) ط مكتبه نينوي الحريشه، طهران.
- ۲۴ من لا يحضره الفقيه، محمد بن علي بن حسين بن بابويه قمي صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الكتب الإسلامية، طهران، ۱۳۹۰ق.
- ۲۵ الفهرست، محمد بن حسن طوسي، ط، نشر الفقاهه، قم، ۱۴۱۷ق.
- ۲۶ الكافي، محمد بن يعقوب بن إحاق كليني (م ۳۲۹ق)، ط دار صعب ودار التعارف، بيروت، ۱۴۰۱ق.
- ۲۷ كشف الغمّه، علي بن عيسى بن إبي الفتح إربلي (م ۶۹۲ أو ۶۹۳ق)، ط مكتبه بني هاشم، تبريز، ۱۳۸۱ق.
- ۲۸ كمال الدين وتمام النعمه، محمد بن علي بن حسين بن بابويه قمي صدوق (م ۳۸۱ق)، ط دار الكتب الإسلامية، ۱۳۹۵ق.

- (۲۹) مجمع الرجال، عنایۃ اللہ قہپائی (قرن ۱۱)، ط، مکتبہ اسماعیلیان، قم۔
- (۳۰) المحاسن، احمد بن محمد بن خالد بزقی (م ۷۴۷ق)، ط دارالکتب الاسلامیہ، ۱۳۷۱ش.
- (۳۱) مرآة العقول فی شرح اخبار آل الرسول، محمد باقر بن محمد تقی مجلسی (م ۱۱۱۱ق)، ط دارالکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۲ھ۔
- (۳۲) مجمع رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواة، ابو القاسم بن علی اکبر موسوی خوئی (۱۳۱۷-۱۴۱۳ق)، ط بیروت ۱۴۰۳ق۔
- (۳۳) مقباس الہدایۃ، عبد اللہ مامقانی (۱۲۹۰-۱۳۵۱ق)، ط، مؤسسۃ آل البیت بإحیاء التراث، قم، ۱۴۱۱ق۔
- (۳۴) مقدمۃ ابن الصلاح فی علوم الحدیث، عثمان بن عبد الرحمن شہرزوری (م ۶۴۳ق)، ط، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۶ق۔
- (۳۵) المناقب، رشید الدین محمد بن علی بن شہر آشوب، (م ۵۸۸ق)، ط مکتبہ علامہ، قم۔
- (۳۶) منتقى الجمان فی الأحادیث الصحاح والحسان، جمال الدین حسن بن زین الدین عالمی (فرزند شہید ثانی)، (۹۵۹-۱۰۱۱ق)، ط، مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۰۴-۱۴۰۷ق۔
- (۳۷) ہدایۃ المحدثین الی طریقۃ المحمّدین، محمد امین بن محمد علی کاظمی (قرن ۱۱)، ط مکتبہ آیۃ... مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۵ق۔
- (۳۸) باحجاج، احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی (قرن سادس)، ط مکتبۃ النعمان، نجف، ۱۳۸۶ق۔
- (۳۹) احوال الرجال، ابراہیم بن یعقوب جوزجانی (م ۲۵۹ھ)، ط مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۰۵ھ۔
- (۴۰) الأدب المفرد، محمد بن اسماعیل بخاری (ت ۲۵۶ھ)، ط نشر عالم الکتب، بیروت ۱۴۰۵ھ۔

- (۴۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب، أبو عمرو يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر (ت ۴۶۳)، ط دار النهضة، مصر.
- (۴۲) اسد الغابة في معرفة الصحابة، ابن إثير، علي بن أبي الكرم، (ت ۶۳۰)، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت.
- (۴۳) الإصابة في تمييز الصحابة، عسقلاني، إمام بن علي بن حجر (ت ۵۸۲ ق)، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت.
- (۴۴) الأمانى - أبو جعفر محمد بن حسن طوسي (ت ۴۶۰ ق)، مؤسسة البعث، قم ۱۴۱۴هـ.
- (۴۵) الأمانى - محمد بن علي بن حسين بن بابويه صدوق قمي (ت ۳۸۱ ق)، ط مؤسسة الأعلمى، بيروت ۱۴۰۰ ق.
- (۴۶) بحار الأنوار، محمد باقر مجلسي (ت ۱۱۱۰ ق)، ط مؤسسة الوفاء، بيروت ۱۴۰۳ ق.
- (۴۷) بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة، جلال الدين عبد الرحمن سيوطي (ت ۹۱۱ ق)، ط المكتبة العصرية، صيدا، بيروت ۱۳۸۲ ق.
- (۴۸) تاريخ الإسلام، أبو عبد الله شمس الدين محمد، ذهبي (ت ۷۴۸ ق)، ط دار الكتب العربي، بيروت ۱۴۰۷.
- (۴۹) تاريخ أسماء الشقائق، ابن شاهين، أبو جعفر عمر بن أحمد بن عثمان (ت ۳۸۵ ق)، ط دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۶.
- (۵۰) تاريخ البخاري، أبو عبد الله إسماعيل بن إبراهيم جعفي بخاري (ت ۲۵۶ ق)، ط دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۷.
- (۵۱) تاريخ بغداد، أبو بكر أحمد بن علي خطيب بغدادى (ت ۴۶۳ ق)، ط دار الكتب العلمية، بيروت.

۳۰۴..... رجال ابو عمرو کشی ؛ معصومین کے فرامین کا مجموعہ

(۵۲) تاریخ الثقات ، احمد بن عبد اللہ بن صالح عجل (ت ۲۶۱ق) ، ط دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۴۰۵

(۵۳) تاریخ خلیفہ بن خیاط (ت ۲۴۰ق) ، ط دار طیبہ ، الریاض ۱۴۰۵۔

(۵۴) تاریخ الدارمی ، ابو سعید عثمان بن سعید بن خالد تميمی دارمی (ت ۲۸۰ق) ، دار المأمون للتراث ، بیروت ۱۴۰۰۔

(۵۵) تاریخ مدینہ دمشق ، ابن عساکر ، علی بن حسن بن ہبہ اللہ شافعی (ت ۵۷۱ق) ، ط دار الفکر ، بیروت ۱۴۱۵ق۔

(۵۶) تحفۃ الأشراف بمعرفة الأطراف ، ابو جحاح یوسف مزنی (ت ۴۴۲ق) ، ط مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت ۱۴۱۳ق۔

(۵۷) تدریب الراوی فی شرح تقریب النوای ، عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق) ، ط دار الکتب العربی ، بیروت ۱۴۱۷ق۔

(۵۸) تذکرۃ الحفاظ ، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد ذہبی (ت ۴۸۸ق) ، ط دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۳۷۴ق۔

(۵۹) تہذیب تہذیب الکمال ، صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی ، ط مکتبہ القاہرہ ، مصر ۱۳۹۲ق۔

(۶۰) تقریب التہذیب ، احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق) ، ط دار المعرفۃ ، بیروت ۱۳۸۰ق۔

(۶۱) تہذیب الکمال فی إسماء الرجال ، جمال الدین ابو الحجاج یوسف مزنی (ت ۴۴۲ق) ، ط مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت ۱۴۱۳۔

- (۶۲) الجرح والتعديل، أبو محمد عبد الرحمن بن إبي حاتم محمد بن إدريس بن منذر تيمي حنظلي رازي (ت ۳۲۷ق)، ط دار إحياء التراث العربي، بيروت ۱۹۵۲م.
- (۶۳) جهمرة اللغة، أبو بكر محمد بن حسن بن دريد (ت ۳۲۱ق)، ط دار العلم للملایین، بيروت ۱۹۸۷م.
- (۶۴) حلیة الأولیاء، أبو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفهانی (ت ۳۳۰ق)، ط دار الفکر، بیروت.
- (۶۵) خصائص إمبر المؤمنین، احمد بن شعيب نسائی (ت ۳۰۳ق)، ط نیوی طهران، وط الکویت، مکتب المعلى ۱۴۰۶ق.
- (۶۶) ذکر أسماء التابعین ومن بعدهم، علی بن عمر بن احمد دار قطنی (ت ۳۸۵ق)، ط مؤسسه الکتب الثقافیة، بیروت ۱۴۰۶ھ.
- (۶۷) رجال صحیح البخاری، ابو نصر احمد بن محمد بن حسین بخاری کلاباذی (ت ۳۹۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۴۰۷ق.
- (۶۸) رجال صحیح مسلم، احمد بن علی بن منجویه اصبهانی (ت ۴۲۸ق)، ط دار المعرفة، بیروت ۱۴۰۷ق.
- (۶۹) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعديل، محمد عبد الحی کنوی هندی (ت ۳۰۴ق)، ط ۳، مکتبه المطبوعات الاسلامیة بحلب، ۱۴۰۷ق.
- (۷۰) سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد بن عثمان ذهبی (ت ۷۴۸ق)، ط مؤسسه الرسالته، بیروت ۱۴۰۶ق.
- (۷۱) شذرات الذهب، ابو الفلاح ابن عماد حنبلی (ت ۱۰۸۹ق)، ط دار إحياء التراث العربي، بیروت.
- (۷۲) الصواعق المحرقة، احمد بن حجر بیتمی مکی (ت ۹۷۴ق)، ط مکتبه القاہرة، ۱۳۸۵ق.

- (۷۳) طبقات الحفاظ، عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی (ت ۹۱۱ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الاولى ۱۴۰۳ق.
- (۷۴) الطبقات الکبری، محمد بن سعد بصری زہری (ت ۲۳۰ق)، ط دار بیروت للطباعة والنشر، ۱۴۰۵ق.
- (۷۵) العبر فی خبر من غیر، ذہبی (ت ۴۸۸ق)، ط دار الکتب العلمیہ، بیروت.
- (۷۶) العلل و معرفة الرجال، احمد بن محمد بن حنبل (ت ۲۴۱ق)، ط المکتب الاسلامی، بیروت ۱۴۰۸ق، ومؤسسة الکتب الثقافیہ.
- (۷۷) الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، علی بن محمد بن محمد (ت ۶۰۶ق)، ط دار صادر، بیروت ۱۳۸۵ق.
- (۷۸) الکامل فی ضعف الرجال، ابوالاحمد عبداللہ بن عدی جرجانی (ت ۳۶۵ق)، ط دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۹ق.
- (۷۹) کتاب الثقات، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بستی (ت ۳۵۴ق)، ط دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ق.
- (۸۰) کتاب الضعفاء الکبیر، محمد بن عمرو بن موسی بن حماد عقیلی مکی (ت ۳۲۲ق)، ط دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۲ق.
- (۸۱) کتاب الکفایة فی علم الروایة، احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی (ت ۲۶۳ق)، ط دار الکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۹ق.
- (۸۲) لسان المیزان - شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ق)، ط دار الفکر، بیروت ۱۴۰۷ق.

- ۸۳) المجر وحین، محمد بن حبان بن احمد ابو حاتم تمیمی بسیتی (ت ۳۵۴ ق)، دار المعرفه، بیروت ۱۴۱۲ ق.
- ۸۴) مختصر تاریخ دمشق، ابن منظور، محمد بن مکرم (ت ۱۱۷۱ ق)، دار الفکر، دمشق، الطبعة الاولى ۱۴۰۵ ق.
- ۸۵) مستدرکات علم رجال الحديث، شیخ علی نمازی شاهرودی (ت ۱۴۰۵ ق) ط مصنف، تهران.
- ۸۶) المعرفة والتاریخ، ابو یوسف یعقوب بن سفیان بسوی (ت ۲۷۷ ق)، مطبعة الارشاد، بغداد.
- ۸۷) - المعین فی طبقات المحدثین، ابو عبد الله محمد بن احمد بن عثمان ذهبی (ت ۷۲۸ ق)، دار الکتب العلمیة.
- ۸۸) المغنی فی ضبط اسماء الرجال، محمد طاهر بن علی هندی (ت ۹۸۶ ق)، دار الکتب ۱۳۹۹ ق.
- ۸۹) الملل والنحل، محمد بن عبد الکریم بن احمد شهرستانی (ت ۵۳۸ ق)، الشریف الرضی، قم.
- ۹۰) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ذهبی (ت ۷۴۸ هـ)، دار احیاء الکتب العربیة، مصر.
- ۹۱) الوافی بالوفیات، صلاح الدین صفدی (ت ۷۶۳ هـ)، دار النشر فرانزشتاینز.
- ۹۲) وفیات الأعیان، ابو العباس شمس الدین احمد بن ابی بکر بن خلکان (ت ۶۸۱ هـ)، دار الثقافة، بیروت.
- ۹۳) وقعة صفین، نصر بن مزاحم منقری (ت ۲۱۲ هـ)، مکتبه مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۳ هـ.